مَاضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أُوتُوا الْجَدَلَ
(جامع ترمذی)

دست و گریباں
جلد سوم

رضاخانیوں کی خانہ جنگی



مؤلف:
مناظر اہلسنت حضرت مولانا
ابو ایوب قادری

پسند فرمودہ
متکلم اسلام حضرت مولانا
محمد الیاس گھمن صاحب حفظہ اللہ

پیش لفظ

ہم نے اللہ کی توفیق اور اس کی مہربانی اور اس کے احسان و امتنان سے ایک سلسلہ شروع کیا تھا کہ اہل بدعت آپس میں ایک دوسرے کی تکفیر و تضلیل میں مصروف ہیں اور یہ بات زیر قلم لانی اس لئے بھی ضروری تھی کہ دنیا سمجھ لے کہ جو لوگ کل تک اکابر دیوبند کو کافر کہنے والے تھے وہ آج اپنے بڑوں چھوٹوں سب کو ہی کفر کے گھاٹ اتار چکے ہیں۔ ظاہر ہے بریلوی لوگ اس کو ماننے کے لئے تو تیار ہوں گے نہ ہوں گے یہ بعد کی بات ہے مگر اکابر دیوبند کی طرف رخ کرنے کی اب انہیں ضرورت ہی نہیں رہے گی کیونکہ ہر دانا و بینا آدمی انہیں یہی سمجھائے گا۔

اِبدَأ بِنَفسِکَ...... پہلے آپ اپنے گھر کی فکر کریں۔

تو بہر حال اللہ کی توفیق و احسان سے اس دست و گریبان سے وہ کام ہوا کہ بریلویت کو سوچنے کا موقع ملا کہ اگر ہم علماء دیوبند کو کافر کہیں تو سچے ہوں اور اگر اپنے حضرات کو کافر و مرتد کہیں تو جھوٹے کیوں؟

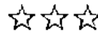
اگر یہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹ اور اگر یہ سچ ہے جیسا کہ بالکل سچ ہے مگر وہ بالکل جھوٹ کا پلندہ ہے

ہم نے اس سلسلہ کو کئی جلدوں پر محیط و مشتمل بنایا ہے جس میں سے دو جلدیں زیور طبع

سے آراستہ ہو چکی ہیں باقی ان شاء اللہ آہستہ آہستہ تبوفیقہ چھپ کر منظر عام پر آ جائیں گی۔

اس سلسلہ میں میں سمجھتا ہوں کہ میرے پیرومرشدی سیدی ومخری متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب زید معالیہ المبارکہ اور استاذ یم حضرت مولانا علامہ محمد منیر اختر صاحب جہانیاں منڈی کی اور میری والدہ محترمہ ادام اللہ بقاءھا کی دعاؤں اور باقی احباء اور ساتھیوں کی شفقتوں کا نتیجہ ہے کہ یہ منظر عام پر آئی ہیں ہم نے اس کتاب کی تیاری کے ل ئے پیرومرشد متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب زید معالیہ المبارکہ کی کتب سے بہت سارا استفادہ کیا ہے اور دیگر اکابر کی کتب سے بھی حسب ضرورت مواد لیا ہے۔

اللہ کریم سے التجاء ہے کہ اللہ اس سلسلہ کو جاری وساری رکھے اور طالبین حق کے لیے ذریعہ نجات وفوز وفلاح بنائے ......آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین



باب اول

بریلوی تحقیق کا معیار وعروج

کئی دنوں سے میں سوچ رہا تھا کہ میں اس عنوان سے کچھ لکھوں تا کہ لوگ کانوں کو ہاتھ لگائیں کہ تحقیق وتفتیش کا معیار رضا خانیوں میں عجیب سے عجیب تر ہے۔

ایک شریف آدمی اس تحقیق کو ہاتھ لگانے کے لئے بالجبر بھی تیار نہ ہو۔ خیر ہم تو چونکہ ناقل ہیں اس لئے ہمارے لئے گنجائش ہے کہ لوگ ان کے دجل وفریب سے بچیں ورنہ الامان والحفیظ ہم بھی ان باتوں کو ہاتھ نہ لگاتے۔

ہم دعوت فکر دینا چاہتے ہیں لوگوں کو کہ دیکھیں جو اپنے آپ کو سنیت اور حقانیت کا ٹھیکیدار کہتے ہیں وہ لوگ گفتگو کیسی کرتے ہیں اور ان کا قلم کس قسم کی تحریروں پر ناز وفخر کرتا ہے کیا واقعی یہ حقانیت کی دلیل ہی ہوگی؟

فاضل بریلوی کے متعلق گھر کے افراد کا کہنا ہے کہ

آج کل جو تہذیب کے مدعی ہیں وہ چند سطریں دیکھتے ہی حضور کی کتابوں کو پھینک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کتابوں میں تو گالیاں بھری ہیں۔

(فیضان اعلیٰ حضرت صفحہ 275)

حالانکہ فحش گوئی کے متعلق آقاء دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

ماکان الفحش فی شی ء الا شانہ۔ (ترمذی ج7 صفحہ 18)

فحش گوئی جس شے میں بھی ہوتی ہے اسے عیب دار بنا دیتی ہے۔

دوسری جگہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

وان العبد لیتکلم باکلمة من سخبط اللہ لایلقی لھابالاً یھوی بھافی جھنم۔ (مشکوۃ شریف 27 صفحہ 41)

بے شک آدمی کوئی ایسا کلمہ (برا) نکالتا ہے زبان سے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ہوتا ہے اس کی طرف کوئی التفات نہیں کیا جاتا آدمی اس کی وجہ سے جہنم میں جا گرتا ہے۔

او کماقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اب آپ خود ہی فیصلہ فرمالیں گے کہ فاضل بریلوی اور اس کی فوج وذریت کا رستہ وڈگر کیا ہے

فاضل بریلوی کی حالت سنیئے:

ان کے حضرات لکھتے ہیں فاضل بریلوی کی علمی عظمت کو منوانے کے لئے مرد کی شرمگاہ کے اعضاء کو نو (۹) ثابت کرنا آپ کی فقہ دانی پر ایسی شہادت ہے جو آفتاب نیم روز سے زیادہ درخشاں ہے۔ (المیز ان احمد رضا نمبر 212)

اعلیٰ حضرت کی نماز کا حال بھی سنیئے کہ وہ کیسے ادا فرمارہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کو مرید نے عصر کے بعد حجرے میں نماز پڑھتے دیکھا تو پوچھا کہ حضرت یہ کیسی نماز ہے؟ آگے جواب ارشاد فرمایا قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد حرکت نفس سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا۔

(ضیائے حرم کا اعلیٰ حضرت نمبر صفحہ 25) یعنی ذکر کھڑا ہو گیا جس کی وجہ سے انگرکھا جو پہنا ہوا تھا اس کا ایک بند بھی ٹوٹ گیا۔

ایک جگہ حضرت یوں فرماتے ہیں میں نے خود دیکھا گاؤں میں ایک لڑکی اٹھارہ بیس

سال کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس سے نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑتی تھی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی تھی۔

(ملفوظات صفحہ 311 فرید بک سٹال لاہور)

اتنا وقت فاضل بریلوی ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہے اور یہ بات جو بچپن میں فرمائی تھی کہ پہلے نظر بہکتی ہے پھر دل بہکتا ہے اور پھر ستر کا مزاج بگڑ جاتا ہے۔

یہ کیوں یاد نہ رہی یا پھر نظر تو بہک چکی تھی اور دل وستر کا حال بھی آپ کے سامنے ہے۔

ملاحظہ فرمایئے۔

آپ کی بچپن ہی سے یہ عادت رہی کہ اجنبی عورتیں اگر نظر آجاتیں تو کرتے کے دامن سے اپنا منہ چھپالیتے۔آپ کی عمر شریف جبکہ محض چار سال تھی ایک دن صرف بڑا کرتہ زیب تن کئے ہوئے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے تو آپ کے سامنے سے چند بازاری طوائف گزریں جنہیں دیکھتے ہی آپ نے کرتہ کا دامن چہرہ پر ڈال دیا یہ حالت دیکھ کر ان میں سے ایک عورت بولی واہ میاں صاحبزادے آنکھیں ڈھک لیں اور ستر کھول دیا۔آپ نے اسی عالم میں بغیر ان کی طرف نگاہ ڈالے ہوئے برجستہ جواب دیا۔ جب آنکھ بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔

آپ کے اس عارفانہ جواب سے وہ سکتہ میں آگئیں۔آپ کے اس عمل مبارک الخ......

اس ننھی ادا میں علم نفس کے حقائق پوشیدہ تھے۔(فیضان اعلیٰ حضرت صفحہ 87)

یہ تھی رام کہانی جو ہم نے آپ کے سامنے اس کی ابتداء کی ہے ابھی تو ابتدا ہے آگے آپ نے مزید بھی اس حوالے سے بہت کچھ پڑھنا ہے۔

اس واقعہ کو آپ بغور پڑھیں اور اس کی تشریح سمجھیں خاص کر فاضل بریلوی کی عادت رہی کے جملے سے تو بالکل واضح ہو رہا ہے کہ یہ کام ان کی عادت میں شامل تھا اور

خیابان رضا صفحہ 85 پر تو یہ واقعہ یوں ہے کہ آپ گھر کے برآمدے میں کھڑے تھے اور گلی سے طوائف گزر رہی تھیں انہوں نے وہیں سے ان کو یہ اسلوٹ دے مارا۔ اور سیرت پاک اعلیٰ حضرت بریلوی کے صفحہ 40 پر ہے کہ فاضل بریلوی کی والدہ کے پاس عورتیں آئی بیٹھی تھیں اور یہ صاحب اندر آئے وہیں ان عورتوں کے سامنے آ کر یہ ہی حرکت کی جس پر والدہ نے ڈھیروں دعائیں دیں۔

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ بچپن کی عادت کم چھوٹتی ہے (تلخیص فتاویٰ رضویہ صفحہ 432)

فاضل بریلوی کی باقی گالم گلوچ کی زبان ابھی ہم رد کر کے ان کے چاہنے اور ماننے والوں کی طرف آپ کو لانا چاہتے ہیں تا کہ یہ بات یقینی طور پر تسلیم ہو کہ یہ اثر پہنچتا رہا ہے اور پہنچ رہا ہے۔

بریلویت کا بہت بڑا عالم حسن علی رضوی لکھتا ہے

پھر ایک اور بے حیا اٹھا اندھے مرشد کا اندھا مقلد بن کر سیف حقانی لکھ ماری یا مروائی۔ (محاسبہ دیوبندیت۔ ج 7 صفحہ 29)

دوسری جگہ لکھتا ہے

ضیا القاسمی یوسف رحمانی عمر قریشی عارف سنبھلی سرفراز گکھڑوی جیسے لوگوں نے ان سب کی مار لی۔ (ایضاً صفحہ 33)

ایک جگہ لکھتا ہے دیوبندی دلال (ایضاً صفحہ 107)

ایک دوسرا بریلوی عالم جو کہ دیوبندی مذہب کا مصنف ہے وہ لکھتا ہے۔

حامد (سعید کاظمی) صاحب آپ نے اور آپ کے پالتو جاہل نا سعیدیوں نے مجھے خطوط میں ملعون بھی کہا اور جاہل وبھدی نے ماں کو اکھیا اور بکواس اور خر وغیرہ کے الفاظ سے مغلظات سنا کر یہ بھی لکھا الخ (جوابات رضویہ صفحہ 18)

دوسری جگہ لکھتا ہے آپ کے وکیل سب وشتم ملعون اہل سنتہ اللہ بخش نیر نے ایک خط میں مجھے مردود وملعون بنایا اور اسی وجہ سے آپ نے مجھے جاہل ملاں پھدی وبکواسی لکھوایا۔

(ایضاً صفحہ 33)

ایک جگہ لکھتا ہے۔

ہم نے ملعون اور بکواسی اور پھدی کے الفاظ سے تبرابازی کی گئی۔ (ایضاً صفحہ 38)

یہ بریلوی علماء نے اپنے ہی بریلوی علماء کو گالیاں دی ہیں۔

جواب میں غلام مہر علی نے بھی کمی نہیں چھوڑی ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتا ہے۔

کیا سعیدی صاحبان کاظمی صاحب کے اجلہ محدثین ومفسرین پر تساہل کا کہاڑا چلانے پر انہیں بھی ملعون ومرتد اور بکواسی اور پھدی یا پُھد اقرار دیں گے؟ (ایضاً صفحہ 39)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

خود حامد سعید کی پھدی موذی رسول اللہ بخش نیرؔ ملعون لکھتا ہے (ایضا صفحہ 32)

ایک جگہ یوں بھی ہے۔

آپ کی محبوب پھدی ملعون وابوجہل ھذا الامہ اللہ بخش نیرؔ (ایضاً صفحہ 16)

ہم نے صرف نمونہ دکھانے کے لئے یہ چند اوالد رضاخان کے جملے نقل کئے ہیں تاکہ آپ اب پھر آستانہ بریلی کی طرف لوٹیے۔

فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔

شریفہ ظریفہ رشیدہ رمیدہ نے اپنے اقبال وسیع سے ان کے ادبار پر ضیق کو فراخی حوصلہ کی لے سکھائی کہ چاہیں تو ایک ایک منٹ میں اپنے مضمون کی ایک ایک کتاب کا جواب لکھ دیں۔ (خالص الاعتقاد صفحہ 10)

شریفہ ظریفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقد کو اور رشیدہ رمیدہ حضرت

قطب الارشاد مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو فاضل بریلوی نے کہا ہے۔ رمیدہ بھاگی ہوئی عورت کو کہتے ہیں اقبال وسیع سے مراد عام کھلی قبولیت ہے کہ جو چاہے آئے ادبار دبر کی جمع یہ سرین کو کہتے ہیں۔ پرضیق نہایت تنگ گزرا راستے کو کہتے ہیں فراخی حوصلہ سے مراد کھل جانا ہے۔

اب آپ خود سوچ لیں کہ فاضل بریلوی کس قماش کے آدمی تھے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

وہ تین توڑے دیکھ کر بھی سب نہ کھولیں گے آپ کی مہر دھن جب ٹوٹے کہ کچھ گنجائش سوجھے۔ (رماح القہار صفحہ 10)

یہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ کو فاضل بریلوی کہہ رہے ہیں۔

یہ الفاظ ڈنڈا اچکھانا، بیٹھ پر جا کر کان چھوڑنا فاضل بریلوی کے ذوق ومزاج کی عکاسی کر رہے ہیں۔

ایک جگہ اپنی کتاب مقتل کذب وکید میں لکھتے ہیں:

تین چوٹوں پر تین روپیہ انعام......فی چوٹ ایک روپیہ۔

(بحوالہ فرقہ بریلویت صفحہ 88)

ایک جگہ اکابر دیوبند میں سے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں ان کے صاحبزادے اگر بکمال بے حیائی اپنی دوشقی میں وہ تیسرا احتمال داخل بھی کرے۔

(وقعات انسان صفحہ 28)

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

مسمات یہ تیسرا بھی ہضم کر گئی۔ (وقعات انسان صفحہ 46)

اے جگہ یوں لکھتے ہیں:

اس کی دوشتی میں اس تیسرے کا دخول۔ (وقعات السنان صفحہ 25)

خانوادہ بریلی کی آواز یہ بھی سنیے:

تمہارا نام الف کے تلے لیں (سد الفرار صفحہ 39 بحوالہ فرقہ بریلویت صفحہ 89)

اسی خانوادہ کی زبان سریلی جو سمجھی جاتی ہے وہ بولی کہ

اف ری رسلیا تیرا بھولا پن خون پونچھتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے۔

(وقعات السنان صفحہ 17)

بریلویوں کے معتمد علیہ کی گواہی:

مولانا معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ جو کہ خواجہ قمر الدین کے استاد بھی تھے وہ بریلویہ کے معتمد بھی ہیں وہ لکھتے ہیں۔

دنیا میں جب اعلیٰ درجے کا فحش گو اپنی انتہائی فحش گوئی کی نمائش کرتا ہے تو اس کی فحش گوئی کا خاتمہ بھی ایسے جملوں پر ہوتا ہے جن کا صدور آئے دن اعلیٰ حضرت کی ذات سے علماء کرام کی شان میں ہوتا رہتا ہے۔

فرق ہے تو صرف اس قدر کہ اس کی فحش گوئی کے لئے کوئی طائفہ مخصوص نہیں اور اعلیٰ حضرت کی فحش گوئی کا مورد خاص علماء کرام کا ایک طبقہ ہے۔

(تجلیات انوار المعین صفحہ 36)

اب آیئے ذریت بریلویہ کی طرف

مولوی ابوالطاہر محمد طیب دانا پوری لکھتے ہیں:

علی الخاکماریة بنت لیگیة اصول. (قہر القادر صفحہ 29)

ترجمہ: مسلم لیگ کی بیٹی تحریک خاکسار پر چڑھتا ہوں۔

مولوی حشمت علی رضائی مسلک کے بہت بڑے آدمی ہیں ان کی مصدقہ کتاب میں ہے۔تمہارے دھرم میں تمہاری جورواور راماں دونوں ایک تمہاراباپ اور بیٹادونوں ایک گوبر اور حلوہ دونوں ایک فرنی اور پاخانہ دونوں ایک تمہارامنہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ ایک...... حلوے کے بدلے پاخانہ کھاؤ شربت کے بدلے پیشاب نوش فرماؤ۔

(تجانب اہل السنۃ صفحہ 428)

مولوی عبدالمجید خان سعیدی کی زبان کانمونہ:

لکھتے ہیں غلام مہر علی بریلوی کے بیٹے کونشانہ بناتے ہوئے کہ اس دیوث دجال بے غیرت بے حیاچوہڑی نسل کے چوہڑے ملاں۔ (چیلنج منظور ہے صفحہ 9)

ایک جگہ لکھتے ہیں اپنے بھائی کے لئے۔

بکی ابن سنی (چیلنج منظور ہے صفحہ 2)

داجن بکی (ایضاً صفحہ 6)

بے غیرت اور بے حیانے بودم بے دالی کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔(ایضاً صفحہ 7)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

فقیر راقم اسطور کا اس بے حیا جھوٹے کو چیلنج ہے کہ اگر اس میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے تو کتاب مذکورہ کے صفحہ و مطبع کی قید سے اپنے حسب تحریر اس کی اصل عبارت پیش کر کے دکھائے بلکہ ہم یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ بے شک اسی ایک بات کو ہار جیت کی بنیاد بنا کر وہ المنجد میں یہ معنی اگر دکھادے تو وہ جیتا اور ہم ہارے اور اگر نہ دکھا سکے تو کم از کم ہمیں یہ اجازت ہو کہ بھری محفل میں اسے مرغا بنا کر حسب توفیق ہم اپنی خدمات پیش کر سکیں۔

(چیلنج منظور ہے صفحہ 8)

دوسری طرف مصطفیٰ رضا بن غلام مہر علی کی بھی سنئے وہ لکھتا ہے:

ملاں ماجن (عبدالمجید خان سعیدی) نے اپنے نام کے ساتھ خان لکھا ہے۔

پاکستان ہو یا ہندوستان عربستان ہو یا چمنستان ہو سب علاقوں میں خان کہتے ہیں طبلہ نواز کو یعنی ڈھولکی کوٹ۔ جو میر عالموں کے پیچھے بیٹھ کر ڈھولکی کوٹتا ہے تو معنی یہ ہوا کہ عورتوں سے عشق بازی کرنے والے (غزالی بریلویت احمد سعید کاظمی) کے درواز یکا ڈھولکی کوٹ چوہڑہ کسی بھی ڈھولکی کوٹ کی جب ڈھولکی پھٹ جاتی ہوگی تو پھر وہ کسی سے یہ ڈھولکی مرمت کرواتا ہوگا اور اس ڈھولکی کوٹ چوہڑہ کی جب ڈھولکی پھٹتی ہوگی تو یہ اپنی ڈھولکی نیّر تیلیے سے مرمت کرواتا ہوگا کیونکہ یہ سب لوگ ایک ہی منزل کے مسافر ہیں یعنی شوق فرمانے والے قوم لوط کے لوگ بھی بڑے شوق حضرات تھے۔ (چیلنج صفحہ 11,12)

اسی سعیدی کو سناتے ہوئے لکھتا ہے:

چوہڑہ ایک سانپ کی نسل کو بھی کہتے ہیں سانپ کی یہ نسل شروع ہی سے اپنے پیر استاذ کو ڈستی آرہی ہے۔ سنا ہے کہ سانپوں کے بادشاہ کا نام تھا گوگا بادشاہ کو ایک سانپ نے ڈس لیا تو گوگے پیر نے اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا میرا نام چوہڑہ ہے چوہڑہ اور میں اس نسل سے ہوں جس نے غار میں یار غار کو ڈسا تھا یعنی حضورؐ کے ساتھ عشق اور محبت کرنے والے کو ڈسنا ہماری نسل کا شیوہ ہے اور اس ماجن چھوٹے چوہڑے نے ایک ٹکٹ میں دوشو دکھا دیئے نبی پاکؐ کی بھی گستاخی کردی حضورؐ کے عاشق کو بھی کافر کہہ دیا اور اپنے استاذ کو بھی ڈس لیا ہے (یعنی کاظمی کو)

عورتوں کے عاشق کا چوکیدار ماجن چھوٹا چوہڑہ چوکیدار کتے کو بھی کہتے ہیں۔

(چیلنج صفحہ 9)

آگے اسی رضاخانی ملاں کو گدھا کہتے ہوئے لکھتا ہے:

اگر گدھے کے پیٹ میں کھیڑے پڑ جائیں تو وہ بے چارہ نہ تو مخرج پر خارش کرسکتا

ہے اور نہ ہی کسی کو بتا سکتا ہے کہ میرے مخرج میں کیا ہو رہا ہے بلکہ ٹپلنے مارنے لگ جاتا ہے یعنی اچھلنے کودنے اور دولتیاں مارنے لگ جاتے ہیں اس گدھے کو ٹپلنے مارنے سے روکنے کے لئے ایک کاریگر استاد کی ضرورپڑتی ہے جو اس کی خارش ختم کرنے کے لئے مشکل وقت میں ڈنڈے کا استعمال کرسکے یہ کام بھی بندہ خود کرے گا۔ (چیلنج صفحہ 6)

ایک جواب میں سعیدی نے لکھا کہ تیرے باپ کے منہ پر پھدی ہوتی تھی اور تیرے منہ پر گدھے کا مخرج۔ دیکھئے ''چیلنج منظور ہے۔''

مولوی غلام مہر علی کا بیٹا لکھتا ہے:

غزالی کا معنی یہ ہے (بحوالہ منجد)

عورتوں سے عشقیہ اور محبت کی باتیں کرنے والا۔ (چیلنج صفحہ 3)

یاد رہے کہ بریلوی حلقے میں غزالی زماں مولوی احمد سعید کاظمی کو کہا جاتا ہے۔

بریلویوں کا استاد الکل مولوی عطا محمد بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:

گولڑہ شریف کے مفتی کو گالیاں دیتے ہوئے (یاد رہے کہ ایسے الفاظ کو چونکہ بریلویوں کے مایہ ناز عالم نے ردشہاب ثاقب میں گالیاں شمار کیا ہے اس لئے ہم ان جیسے الفاظ کو گالیاں کہہ رہے ہیں) اس پالتو نے جو مجھے کاٹا تو یہ کس جرم کی سزا تھی۔

(سیف العطاء صفحہ 193)

مفتی بے خرد......نا ہنجاد (ایضاً صفحہ 94)

کتا کلے کے زور پر کودتا ہے اگرچہ اس دن یہ پالتو کتا بظاہر خوب کودا۔

(سیف العطاء صفحہ 196)

آگے لکھتے ہیں خرافات اور بکواسات کی زبان میں صرف بازاری ذہن کے وہی لوگ جواب دیتے اور چیختے چلاتے ہیں جن کے پاس اس مسئلہ کا صحیح اور ٹھوس جواب نہیں ہوتا یا وہ

تحقیق مسائل کی اہلیت نہیں رکھتے اور صرف چیخ چلا کر عوام الناس کو مرعوب کرنے کی سعی ناکام کرتے ہیں چنانچہ اس مفتی بے لگام نے بھی یہی کیا۔ (ایضاً صفحہ 197)

چوہڑے چماروں کا لہجہ اپنانے کی بنانے کی بجائے عالمانہ انداز میں کلام کرتا۔

(ایضاً صفحہ 198)

بریلویوں کی گندی زبان کے چند اور نمونے ملاحظہ فرمائیں:

مولوی غلام حسن قادری بریلوی لکھتا ہے:

شیخ القرآن مولانا عبدالغفور ہزارویؒ کا مولوی غلام اللہ خان سے مناظرہ ہوا اور غلام اللہ ''میں'' اور ''سے'' کے فرق کو نہیں مانتا تھا اور اس پر مصر تھا کہ یہ الفاظ مترادف ہیں۔

(تو مولوی عبدالغفور ہزاروی نے کہا) اگر میں کہوں کہ غلام اللہ میں ڈنڈا دیا تو کیا اس کا مطلب بھی وہی ہوگا؟ (تقریری نکات صفحہ 576)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

مولانا محمد عمر صاحب نے فرمایا ہاں مولوی صاحب میں نے تیل اس لئے لگایا ہے تاکہ آپ کو درد نہ ہو۔ (تقریری نکات صفحہ 578)

غالباً مولانا عنایت اللہ صاحب آف سانگلہ ہل کا مناظرہ ہوا تو مدمقابل نے کہا آپ کو شیر اہلسنت کہتے ہیں اور شیر کی تو دم ہوتی ہے تمہاری دم کہاں ہے؟

......فرمایا دم تو تھی مگر ممبروں پر بیٹھ بیٹھ کر بجائے پیچھے کے......شوق ہو تو دکھادوں؟

(تقریری نکات صفحہ 579)

مولانا محمد عمر صاحب سے سوال ہوا کہ زمین کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا پانی، پانی کے نیچے کیا ہے؟ بیل۔ بیل کے نیچے کیا ہے؟ مچھلی۔ اس کے نیچے کیا ہے؟ فلاں ہے اور جب دیکھا کہ یہ صاحب تو سلسلہ ختم ہی نہیں کر رہے تو دوسرا ہتھیار استعمال کیا اور فرمایا اس کے نیچے کیا

ہے؟ فرمایا اس کے نیچے تیرا باپ تیرے باپ کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا تیری......

(تقریری نکات صفحہ 579)

مولانا محمد عمر صاحب کا عبدالقادر روپڑی سے مناظرہ ہوا اور غیر مقلدین نے اپنا ایمان ثابت کرنا تھا چونکہ بابے نے گرفت ایسی فرمائی تھی کہ مبہوت ہوکر روپڑی صاحب کہنے لگے کہ اگر ہمارے ایمان میں شک ہے تو چل غسل خانے میں میں تیری تسلی کرادوں یعنی میں ختنہ شدہ ہوں......

(مولوی عمر نے کہا) وہابی صاحبہ کے مسلمان ہونے کی علامت تو غسل خانے میں جا کر دیکھ لوں گا مگر وہابن صاحبہ کا مسلمان ہونا کیسے ثابت ہوگا۔

(تقریری نکات صفحہ 579,580)

ایک مناظرے میں مولانا عنایت اللہ صاحب کو مد مقابل بار بار کہتا تھا کہ کیا خیال ہے۔کیا خیال ہے؟ آپ نے تنگ آکر فرمایا تیری ماں سے نکاح کا خیال ہے۔

(تقریری نکات صفحہ 581)

مخالف (مناظر) مان ہی نہیں رہا تھا اور بار بار الزام لگاتا تھا کہ تمہارا عقیدہ ہے کہ یہی چیزیں قبروں میں پہنچتی ہیں اور مردے کھاتے ہیں۔آخر سنی مناظر نے علی سبیل التنزل فرمایا ہاں یہی چیزیں قبروں میں پہنچتی ہیں اور مردے کھاتے ہیں اب منکر کی جان میں جان آئی اور اس کو اپنی کامیابی کے واضح آثار نظر آئے کہنے لگا۔

اچھا کھاتے ہیں تو پھر ٹٹی پیشاب بھی کرتے ہوں گے کہاں کرتے ہیں۔منکر نے کہا پھر جاؤ ان کی قبروں کی صفائی کرو۔وہاں تو بڑا گند ہوگا کیونکہ جو کھائے گا وہ غلاظت بھی کرے گا۔سنی مناظر نے کہا اللہ نے ان کی صفائی کا انتظام کردیا ہے۔وہ کیسے وہابی نے پوچھا فرمایا وہ ایسے کہ ہم اپنے مردوں کو بھیجتے ہیں وہ کھاتے ہیں تم اپنوں کو نہیں بھیجتے وہ

بیچارے بھوکے مرتے ہیں اور ہماروں کی غلاظت تمہارے کھا جاتے ہیں۔

(تقریری نکات صفحہ 583,584)

حضرت ابوالنور مولانا بشیر احمد کوٹلی لوہاں والے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو اذان کے لئے مجھے بلا کر لے گئے میں نے اذان پڑھی انہوں نے نذرانہ دیا میں نے جیب میں ڈالا واپس آ رہا تھا کہ (ختنے کرنے والے) نائی (حجام) نے مجھے دیکھا اور طنز کیا۔ مولوی لوگ تے کن دی کمائی کھاندے نیں۔ میں نے کہا اسیں کن دی کمائی کھاندے آں تے تسیں......اشارہ ختنون کی طرف تھا۔

(تقریری نکات صفحہ 585,586)

حضرت مولانا عنایت اللہ سانگلہ ہل والے اس عقیدے کے مالک تھے کہ بدعقیدہ کو ایک گالی دینے سے دو نفلوں کا ثواب ملتا ہے آپ کو بصیر پور شریف تقریر کے لئے حضرت مولانا نور اللہ صاحب نے بلایا اور جلسہ شروع ہونے سے پہلے درخواست کی کہ برائے مہربانی گالیوں سے پرہیز فرمائیں آپ نے خطبہ پڑھ کر فرمایا۔ حضرت صاحب نے مجھے اگر منع نہ کیا ہوتا تو میں وہابیوں کی ماں کی......ایسی تیسی کر دیتا۔ (تقریری نکات صفحہ 589)

فتاویٰ رضویہ کی ۱۵ جلد گالیوں سے بھری ہوئی ہے۔ (صفحہ 534 تا 550)

اسی طرح اللہ جھوٹ سے پاک ہے (صفحہ 160 تا 164) وغیرہ میں خدا تعالیٰ کو گالیاں اتنی غلیظ اور گندی دی گئی ہیں کہ الامان والحفیظ ہم نے آپ کو ملاحظہ کرا دیتے ہیں:

ہمیں احاطہ مقصود نہیں ورنہ پوری ایک جلد دست و گریبان کی گالیوں سے بھر جاتی، بالفرض اگر یہ لوگ جن کا نام لے کر فاضل بریلوی نے خدا کو گالیاں دی ہیں۔ خدا کے علاوہ بھی کوئی الہ مانتے ہوں تو تب بھی فاضل بریلوی کو ایسی گالیاں نہیں دینی چاہئے تھیں کیونکہ ارشاد خداوندی کا مفہوم ہے کہ ان لوگوں کے معبودان باطلہ کو بھی گالیاں نہ دو کہ وہ لوگ تمہارے خدا کو

گالیاں دینے لگیں۔ اگر بالفرض یہ ایسا ہی ہے تو پھر فاضل بریلوی اس سے بے خوف ہو کر ان کو دعوت دے کر گالیوں میں مصروف کر رہا ہے مگر ہماری رائے یہ ہے کہ یہ جو فاضل بریلوی نے ہمارے اوپر الزام لگایا کہ یہ خدا کو ایسا ایسا مانتے ہیں یہ سب کچھ فاضل بریلوی نے ہمارے کندھے پر بندوق رکھنے کی کوشش کی ہے اور گالیوں کی یہ قسم بھی بڑی خطرناک ہے۔

مفتی مظہر اللہ شاہ دہلوی لکھتے ہیں۔

کسی کی اہانت کرنے کا ایک یہ بھی طریقہ ہے اور بڑا خوبصورت کہ اپنے کو اس کو خیر خواہ اور غمخوار ظاہر کرتے ہوئے اور دوسرے شخص پر تہمت لگاتے ہوئے یوں کہتا ہے کہ فلاں شخص آپ کو ایسی ایسی فحش گالیاں دیتا ہے۔ اس طریقہ سے وہ گالیاں دے کر اپنا دل بھی ٹھنڈا کر لیتا ہے اور ظاہر ہے اس کا خیر خواہ بھی بنا رہتا ہے۔ (فتاویٰ مظہریہ صفحہ 397)

یہی طریقہ فاضل بریلوی نے اختیار کیا کہ خدا تعالیٰ کی عزت کا خیر خواہ بن کر دوسروں کا نام لے کر خدا تعالیٰ کو گالیاں دیتا ہے ہم نے ایسی گالیاں خواب میں بھی کبھی نہ سوچی ہوں گی چہ جائیکہ گالی دینا۔

یہ فاضل بریلوی کا کمال ہے اپنے اندر کا خبث دوسرے کے نام پر نکال رہا ہے۔

دیکھئے خود ہی لکھتے ہیں۔

اگر اس حکایت کرنے والے پر اس کلام میں جو اس نے حکایت کیا یہ تہمت ہو کہ اس نے ایسی کلام کو خود گھڑا اور مواخذہ کے ڈر سے خود چھپنے رہنے کے لئے دوسرے کی طرف منسوب کر دیا یا ایسا کرنا اس کی عادت رہی ہو یا یں طور پر ایسے کلام کا ذکر بکثرت کرتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ وہ اس کلام کی حکایت کرتا ہے اور یہ ظاہر ہو کہ وہ اس کلام کو اچھا جانتا ہے..... تو اس حکایت کرنے والے کا حکم وہی ہے جو دشنام دینے والے کا ہے۔

(المعتمد المستند صفحہ 263 مکتبہ برکات المدینہ)

اب وہ گالیاں ملاحظہ فرمایں جو فاضل بریلوی نے خدا کو دی ہیں

وہابیوں کے جھوٹے خدا:

وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جسے مکان، زمان، جہت، ماہیت، کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے جس کا سچا ہونا کچھ ضروری نہیں جھوٹا بھی ہوسکتا ہے، ایسے کہ جس کی بات پر اعتبار نہیں، نہ اُس کی کتاب قابلِ استناد نہ اُس کا دین لائق اعتماد، ایسے کو جس میں ہر عیب و نقص کی گنجائش ہے وہ جو اپنی مشیخت بنی رکھنے کو قصداً عیبی بننے سے بچتا ہے، چاہے تو ہر گندگی میں آلودہ ہو جائے، ایسے کو جس کا علم حاصل کیے حاصل ہوتا ہے اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے، ایسے کو جس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگھنا، غافل رہنا، ظالم ہونا حتیٰ کہ مر جانا سب کچھ ممکن ہے کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتیٰ کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا، کوئی خباثت کوئی فضیحت اُس کی شان کے خلاف نہیں، وہ کھانے کا منہ اور بھرنے کا پیٹ اور مردمی اور زنی کی دونوں علامتیں بالفعل رکھتا ہے صمد نہیں جوف دار کھگل ہے، سبوح قدوس نہیں، خنثیٰ مشکل ہے یا کم از کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے اور یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے ڈبو بھی سکتا ہے زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر بندوق مار کر خودکشی بھی کر سکتا ہے اُس کے ماں باپ جورو بیٹا سب ممکن ہیں بلکہ ماں باپ ہی سے پیدا ہوا ہے ربڑ کی طرح پھیلتا سمٹتا ہے برمہا کی طرح چومکھا ہے، ایسے کو جس کا کلام فنا ہو سکتا ہے جو بندوں کے خوف کے باعث جھوٹ سے بچتا ہے کہ کہیں وہ مجھے جھوٹا نہ سمجھ لیں، بندوں سے پرا چھپا کر پیٹ بھر کر جھوٹ بک سکتا ہے، ایسے کو جس کی خبر کچھ ہے اور علم کچھ، خبر سچی ہے تو علم جھوٹا، علم سچا ہے تو خبر جھوٹی۔ ایسے کو جو سزا دینے پر مجبور ہے نہ دے تو بے غیرت

ہے، معاف کرنا چاہے تو حیلے ڈھونڈھتا ہے، خلق کی آڑ لیتا ہے، ایسے کو جس کی خدائی کی اتنی حقیقت کہ جو شخص ایک پیڑ کے پتے گن دے اُس کا شریک ہو جائے جس نے اپنا سب سے بڑھ کر مقرب ایسوں کو بنایا جو اس کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جو چوڑھوں چماروں سے لائق تمثیل ہیں، ایسے کو جس نے اپنے کلام میں خود شرک بولے اور جا بجا بندوں کو شرک کا حکم دیا۔

دیو بندیوں کے جھوٹے خدا:

دیو بندی ایسے کو خدا کہتے ہیں جو وہابیہ کا خدا ہے جس کا بیان ابھی گزر چکا ہے اور اتنے وصف اور رکھتا ہے کہ علم ذاتی میں اس کی توحید یقینی، دوسرے کو اپنی ذات سے بے عطائے خدا عالم بالذات کہنا قطعاً کفر نہیں، ہاں وہ جو بالفعل جھوٹا ہے جس کے لئے وقوع کذب کے معنے درست ہو گئے جو اسے جھٹلائے مسلمان سنی صالح ہے اسے کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہئے، دیو بندی خدا چوری بھی کر سکتا ہے وہ تمام جہان کا تنہا مالک نہیں اُس کے سوا اور بھی مالک مستقل ہیں جن کی ملک میں وہ چیزیں ہیں جو دیو بندی خدا کی ملک میں نہیں اُن پر للچائے تو چاہے ٹھگوں لیٹروں کی طرح جبراً غصب کر بیٹھے کیونکہ وہ ظالم بھی ہو سکتا ہے اُچکوں چوروں کی طرح مالکوں کی آنکھ بچا کر لے بھاگے کیونکہ وہ چوری کر سکتا ہے، ہاں وہ جس کی توحید باطل ہے کہ ایک وہی خدا ہوتا تو دوسرا مالک مستقل نہ ہو سکتا اور دوسرا مالک مستقل نہ ہوتا تو دیو بندی خدا چوری کیسے کر سکتا کہ اپنی ملک لینے کو چوری نہیں کہہ سکتے اور اگر چوری نہ کر سکتا تو دیو بندی بلکہ عام وہابی دھرم میں علیٰ کل شیٔ قدیم نہ رہتا انسان اُس سے قدرت میں بڑھ جاتا کہ آدمی تو چوری کر سکتا ہے اور وہ کر نہ سکا اور یہ محال ہے، لاجرم ضرور ہے کہ دیو بندی خدا چوری کر سکے تو ضرور ہے کہ اس کے سوا اور بھی مالک مستقل ہوں تو لازم ہے کہ دیو بندی خدا کم از کم مجوسی خداؤں کی طرح دو ہوں، نہیں نہیں بلکہ قطعاً لازم کہ کروڑوں ہوں کہ آدمی

کروڑوں اشخاص کی چوری کرسکتا ہے۔ دیو بندی خدا نہ کر سکے تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے، لاجرم ضرور ہے کہ کروڑوں خدا ہوں جن کی چوری دیو بندی خدا کر سکے، رہا یہ کہ وہ سب کے سب اسی کی طرح چوٹے بدمعاش ہیں یا صرف یہ، اس کا فیصلہ تھانوی صاحب کے سر ہے۔ ہاں دیو بندی خدا وہ ہے کہ علم میں شیطان اس کا شریک ہے سب سے بدتر مخلوق شیطان کا علم اُس کے سب سے اعلیٰ رسول کے علم سے وسیع تر ہے اور ہونا ہی چاہئے کہ رسول اس کے برابر کیسے ہو سکے جو خدا کا شریک ہے، اُس نے جیسا علم اپنے حبیب کو دیا اور اُسے اپنا بڑا فضل کہا اور اس پر اعلیٰ درجہ کا احسان جتایا اُس کی حقیقت اتنی کہ ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے کو ہوتا ہے، ہاں دیو بندی خدا وہ ہے جسے قادر مطلق کہنا اسی دلیل سے باطل ہے کہ جمیع اشیاء پر قدرت تو عقلاً ونقلاً باطل ورنہ خود وہ بھی مقدور ہو تو ممکن ہو تو خدا نہ رہے اور اگر بعض مراد تو اس میں اُس کی کیا تخصیص، ایسی قدرت تو ہر پاگل چوپائے کو ہے۔

تف تف تف بھلا یہ تو ہندی وہابیت کے جد اعلیٰ تھے، اور بھنگی صاحب کے خاص تعلیمی باپ مولوی محمود الحسن صاحب دیو بندی اور ان کے اتراب واذناب نے صاف نام لے لے کر اپنے معبود کا جاہل رہنا، ظالم ہونا، چوری کرنا، شراب پینا ممکن ٹھہرادیا، پرچہ نظام الملک ۲۵ اگست ۱۸۸۹ء میں بے دھڑک چھاپ دیا کہ ''چوری شراب خوری، جہل، ظلم سے معارضہ کم فہمی یہ کلیہ ہے کہ جو مقدور العبد ہے مقدور اللہ ہے۔'' وہابیو! یہ ہیں تمہارے ممکنات، جن سے اہل حق بحمد اللہ تعالیٰ پاک و بری ہیں۔ در بھنگی جی! ذرا اپنے تعلیمی ابا جان سے پینے کی تعریف تو کرائیے، کسی شے رقیق کا حلق کی راہ سے جوف میں داخل کرنا ہی ہے یا کچھ اور ظاہر ہے کہ جوف میں نہ گئی مثلاً تم پانی یا شراب منہ میں لے کر کلی کردو، تو پینا نہ کہیں گے اور جوف میں گئی مگر حلق کی راہ سے نہیں، مثلاً حقنہ کراؤ جب بھی پینا نہ ہوگا، تو ضرور ہے کہ تمہارے معبود کے حلق و جوف ہوں گے جب تو شراب پی سکے گا اور جس کے جوف ہو

صمد نہیں، اور جو صمد نہیں خدا نہیں، تو تمہارے ابا جان یقیناً خدا کے منکر ہیں، کافر کہنے سے گھبراتے ہو نہ سہی اس کا اقرار نہ کرو، اتنا کہہ دو کہ ضرور تمہارے وہ باپ چچا سب کے سب منکرانِ خدا ہیں، اس کہنے سے تم تو کیا ہو تمہارا شرابی خدا بھی اگر لاکھوں من برانڈی پی پی کر زور لگائے، تمہیں مفر نہیں ہو سکتی، ورنہ بتاؤ کہ جوف دار شراب خور خدا کیسا ہوتا ہے الا لعنة الله على الظالمین۔ ہم تمہاری مان لیں کہ پینے کی کوئی ایسی تعریف اپنے جی سے گڑھ سکو جسے حلق و جوف لازم نہ ہو، مگر تمہارے امام اور تمہارے باپ کا وہ کلیہ کسی طرح تمہاری چلنے نہ دے گا، ضرور تمہاری کانچ کی کلیہ تجیل کے پتھر سے پھوڑ کر رہے گا، پینا نہ کہیے یوں کہیے کہ انسان قادر ہے کہ اپنے حلق سے اپنے جوف میں کوئی چیز داخل کر لے، تمہارا وہمی معبود بھی اپنے حلق سے اپنے جوف میں کوئی چیز داخل کر سکتا ہے، یا نہیں، اگر نہیں تو انسان کی قدرت سے گھٹ رہا، عاجز ہوا، اور عاجز خدا نہیں اور اگر ہاں تو وہی جوف دار کھگل ہوا۔ اور کھگل خدا نہیں، خدا کے منکرو! تم مسلمانوں سے کس بات پر الجھتے ہو، اللہ اکبر واحد قہار کا جھوٹ ممکن بنانے کے لئے کون سی بلا ہے، کہ خبیثوں نے اپنے ساختہ خدا کے سر نہ ڈالی جی ہاں نری شراب خوری نہیں، آپ کا وہمی معبود چوری بھی کر سکتا ہے اور رواقعی شرابی نشہ باز کو بد معاش ہونا لازم، مگر اپنے تعلیمی باپ سے پوچھیے، تو کہ پرائی ملک چرائے گا، یا اپنی؟ کوئی احمق سا احمق اپنی ملک لے لینے کو چوری نہیں کہہ سکتا، تو ضرور ہے کہ کچھ اشیاء تمہارے ساختہ خدا کی ملک سے خارج دوسروں کی مملوک ہوں، اے سچے پکے مشرکو! سچے مسلمانوں پر بعض ممکنات قدرتِ قدیر مطلق سے خارج ماننے کا جھوٹا الزام نہ دھرو۔ اپنے وہمی معبود کی ملک سے خارج اشیاء اور اس کے شرکائے ملک کی فکر کرو۔ لطف یہ کہ اُن کے ساختہ خدا نے جب دیکھا کہ بعض نفیس چیزیں دوسروں کے خزانوں میں ہیں، اور اس کا اپنا ناقص خزانہ اُن سے خالی ہے، شراب پینے والے منہ میں پانی تو بھر آیا کہ کسی طرح ان کو بھی اپنے خزانے

میں لے لوں مگر کثرت میخوری سے دماغی کمزوری کہ نہ بیع یا ہبہ کسی جائز طریقے کی طرف طبیعت گئی، نہ قہر وسطوت و جبروت کے ساتھ سلاطین دنیا کی طرح بالجبر چھین لینے کی طاقت پائی، بلکہ بدمعاش بزدل نامردوں کی طرح چوری پر اوقات رہی، اور تو کیا کہوں بس تھوک ہے کیسا بے حیا ساختہ خدا اور کیسے گندے بندے، دیکھو ہمارا سچا خدا احد قہار سبوح قدوس ہر عیب سے وجوباً پاک اُن عابد و معبود سب پر اپنی لعنت مارے گا۔ خدا کے دشمنو! اللہ عزوجل سے بھاگ کر نہ تم جا سکتے ہو نہ تمہارا معبود مردود و **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم** ۔ بھلا چوری، شراب خوری تو سب کچھ اوڑھی تمہارا اوہی معبود زنا بھی کر سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو وہ دیکھو تمہارے امام و پدر کے کلیہ میں جبیل کا بھاری پتھر لگا، تمہارا خدا انسان سے قدرت میں گھٹ رہا، اور اگر ہاں تو ذرا اپنے تعلیمی باپ سے تعریف زنا کرایئے، زنائے حقیقی کہ مقدور انسان ہے، آلۂ تناسل پر موقوف اور اُس کے بغیر زنا کے شرعی لغوی عرفی، کسی معنے کا تحقق یقیناً محال، کہ ایلاج ذکر اُس کا رکن ہے اور ماہیت بے رکن قطعاً ناممکن تو تمہارے معبود کو آلۂ تناسل سے مفر نہیں کہیں مہادیو کو تو خدا نہیں مان بیٹھے۔ مہادیو کو مانو نہ مانو، مگر لنگ پوجا قطعاً تمہارے ایمان کا جز ہوئی، کہ لنگ تمہارے بھگوان کا جز ٹھہرا۔ آدمی تو عورت سے بھی ہے، اگر تمہارا ساختہ خدا عورت کی قدر سے گھٹ رہا، تو اور بھی گیا گزرا ہو، عورت قادر ہے کہ زنا کرائے، تو تمہارے امام اور تمہارے پدرِ تعلیم کے کلیہ سے قطعاً واجب کہ تمہارا خدا بھی زنا کرا سکے، ورنہ دیو بند میں چکلہ والی فاحشات اُس پر قہقہے اڑائیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہو سکا، پھر کاہے پر خدائی کا دم مارتا ہے؟ اب آپ کے خدا میں فرج بھی ضرور ہوئی، ورنہ زنا کاہے میں کرا سکے گا، خششٔ خدا کے پجاریو! کیوں سبوح قدوس کے بندوں سے الجھتے ہو، مورتی پوجن والے ہندوؤں ناحق الگ الگ لنگ اور جابھری بنانے کے سودے میں پڑے ہو، مقدس مدرسہ دیو بند میں آؤ، کہ دونوں علامتیں ایک

ہی معبود میں پاؤ لطیفہ تعجب تھا کہ خدا کے لئے آلہ مردمی ہوتو اس کے مقابل عورت کہاں سے آئے گی، اندام زنی ہوا، تو اس کے لائق اُسے مرد کہاں سے ملے گا، کہ اس کی ہر چیز نا محدودو بے انتہا ہوگی، یوں تو ایک خدائن ماننی پڑے گی، جو اس کی وسعت رکھے اور ایک بڑا ڈبل خدا ماننا ہوگا جو دوسری ہوس بھر سکے، کیا وہابیہ اب تثلیث کے بھی قائل ہوں گے؟ مگر علمانے ذریت شیطان کی پیدائش میں چار قول ذکر کئے ہیں، ازاں جملہ ایک یہ کہ ابلیس کی ایک ران میں آلت مردمی ہے، دوسری میں علامت زنی، وہ اپنی رانوں کے باہم جماع سے بارور ہوکر ذریت لاتا ہے، اس قول کے ملاحظہ سے وہ تعجب بھی جاتا رہا، اور تثلیث کی بھی حاجت نہ ہوئی اور معلوم ہوا کہ دیو بندی دیو بندگی تھی یعنی حضرات کا وہ خنثے معبود کون ہے یہ ابلیس ذوالعلامتین ہے۔ اب اعتراض اٹھ گئے۔۔۔

آگے لکھتے ہیں فاضل بریلوی صاحب:

آدمی قادر ہے کہ کسی گز بھر کی گڑھیا میں گر کر اوپر سے پتھر رکھوا کر اپنے آپ کو اس تنگ مکان میں مقید کرلے، ان کا معبود اگر یہ نہ کرسکا، تو آدمی سے قدرت میں گھٹ رہے گا، وہابیو! یہ میں تمہارے ممکنات جن پر مسلمان لعنت کرتے ہیں۔ لطیفہ وھابیہ کا خدا عجیب ربڑ کی ساخت کا ہے جس میں قیامت کی پچیل سمیٹ ہے۔ انسان تو گز بھر کی گڑھیا میں گھس سکتا ہے، ایک چھوٹی سی چیونٹی سوئی کے ناکے برابر سوراخ میں سما جانے پر قادر ہے، ان کا خدا جیسے یہ اپنی جھوٹی زبان سے اکبر کہتے ہیں، اُس اصغر سے اصغر سوراخ میں الوب ہو سکے گا، ورنہ آدمی درکنار چیونٹی سے بھی قدرت میں گھٹ رہے گا۔ افسوس وہابیہ کا ساختہ خدا کہاں کہاں آدمی کی ریس کرے گا، امکان جہت کی خباثت اُن کے معبود کو بے ناچ نچائے نہ چھوڑے گی، اف ایک رنڈی کہ فاسقوں کی محفل میں رقص کرتی ہے لحظہ لحظہ کس قدر اپنی جہتیں بدلتی ہے، اگر ان کا معبود یوں ہیں نہ گھوم سکا، تو رنڈی سے بھی گیا گزرا، اور واقعی بقول

دربھنگی صاحب کے تعلیمی باپ محمود الحسن دیوبندی صاحب کے جب یہ کلیہ ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کرسکے اُن کا معبود اپنے لئے کرسکتا ہے، تو مشعلچی کی طرح رنڈی کے ساتھ گھومے گا بھی، خود بھی ناچے گا، اور ڈگڈگی بجا کر بندر نچا کر اُسے اپنے پاس گھمائے گا بھی، نٹ کی طرح بانس پر چڑھ کر کلا کھیلے گا، کیا کچھ نہ کرسکے گا، ایسے تماشے معبود پر اُف اور اُس کے اعجوبہ پرست عابدوں پر تف، مگر سخت عجب یہ ہے کہ اگر ایک مجلس میں چار رنڈیاں ناچتی ہوں اور آن واحد میں وہ چاروں جہات مختلفہ کو اپنی سمت بدلیں، ان کا خدا اگر اُس وقت ایک ہی سمت بدل سکا، تو تین رنڈیوں کے فعل پر قادر نہ ہوا، اور اگر آن واحد میں چاروں سمت کو بدلا، تو یہ رنڈیاں تو چار تھیں، انہوں نے ایک ایک جہت بانٹ لی، یہ کہ واحد کہلاتا ہے، کدھر سے اپنے چار ٹکڑے کرے گا، ایک آن میں چار جہتیں کیسے بدلے گا؟ ایک دیوبندی نے کہ دربھنگی صاحب کا عالم معتمد اور دیوبندی دھرم کا مناوی مستند ہے، اپنی اولہ واہیہ صفحہ ۱۴۲ میں خدا کا جورو بیٹا بھی ممکن مان لیا اور اُس پر دلیل یہ کہ عقلاً محال ہوتا تو نصارے اتنے بڑے عقلمند ایسے حکیم، ایسے صناع ہیں یہ کیوں مانتے؟ اللہ اللہ ؎

چشم بازو گوش بازو ایں ذکا
خیرہ ام در چشم بندے خدا

طرفہ یہ کہ جورو ماننے کا نصاریٰ پر بھی افترا کردیا وہ تو کوئی بات جھوٹ سے خالی نہ ہو، دیوبندی صاحب نری جورو نہ کہو خصم بھی پکارو کہ تمہارے معبود کا خنثے ہونا تمہارے امام کا مذہب بتا چکا ہے۔ احمق بے دینو! تم نے یہی جانا کہ افعال عباد کا خالق کون ہے؟ وہ کس کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، بندے کو ظاہری قدرت جو ہے وہ کس محل سے ظہور تعلق فعل ہے، اور کمال کفر پرستی سے اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن بنانے کو کل **مقدور العبد مقدور الالہ** کے یہ معنی گڑھ لئے کہ جو کچھ بندہ اپنے لئے کرسکے خدا اپنے لئے کرسکتا ہے، اس لعین

مغالطہ ابلیسیہ کا پورا حل دامانِ باغ سبحٰن السبوح میں دیکھو، اور خدا توفیق دے۔

یہ ہم نے (فتاوٰی رضویہ، ج۔۱۵) اور "اللہ جھوٹ سے پاک ہے" سے چند صفحے نقل کر دیے ہی۔ حوالہ ہم پہلے ہی عرض کر آئے ہیں۔ الامان والحفیظ! کسی زبان شائستہ اور شستہ فاضل بریلوی نے استعمال کی ہے اور خواہ مخواہ کے مطالب تراش کر خدا کو گالیاں سی ہیں۔

آگے ایک مضمون جو حیدر آباد سے چھپا تھا وہ ملاحظہ فرمائیں اور رسالہ "پڑھتا جا شرماتا جا" کے چند اقتباس دیکھیں۔

اعلیٰ حضرت

کی سیرت کا ایک

مخفی پہلو

خدام اہلسنت والجماعت حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

جناب احمد رضا خان بریلوی (التوفی ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء) کی سیرت وسوانح پر ان کے معتقدین نے اب تک بہت کچھ لکھا ہے اور ان کی زندگی کے ہر پہلو پر مستقل تصانیف لکھی ہیں۔ مگر ایک پہلوان کی سیرت کا ایسا ہے جسے جان بوجھ کر نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ ایسا پہلو جو انسانی زندگی کا ایک اہم پہلو ہے جس سے اس کی شخصیت بہت نمایاں ہوتی ہے۔ اور وہ ہے اس کا اخلاق اور اس کی زبان، ہم چاہتے ہیں کہ ''اعلیٰ حضرت'' کی زندگی کا یہ پہلو بھی تشنہ نہ رہے اور عوام ان کے اس روپ سے بھی واقفیت حاصل کرلیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ان کی زندگی کا یہ پہلو سامنے آجانے کے بعد ان کی شخصیت کو سمجھنا چنداں دشوار نہیں ہوگا۔

آنحضرت ﷺ نے مومن کی جہاں اور بہت سی خوبیاں اور صفات بیان فرمائی یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ:

''مومن کبھی فحش گو نہیں ہوسکتا'' اور منافقین کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

''بات کرنے میں جھوٹ بولے'' عہد کرے تو بے وفائی کرے وعدہ کرے تو پورا نہ کرے اور اختلاف ہو جائے تو بدزبانی پر اتر آئے۔'' (صحیح مسلم جلد ا ص ۵۶) اب دیکھنا چاہئے کہ عشق رسول ﷺ کا دعویدار حضور ﷺ کے اس فرمان پر کہاں تک چلا۔ اختلافات ہر دور میں علمائے کرام کے مابین ہوتے آئے ہیں یہ اختلافات اگر علمی ہوں تو رحمت کہلاتے ہیں مگر جب اختلافات میں امانت دیانت، صدق وشرافت کے سب تقاضے چھوڑ دیئے

جائیں اور سارا اختلاف محض الزام تراشی اور بدگمانی پر رہ جائے تو انسانیت سر پیٹ کر رہ جائے گی۔ جب اعلیٰ حضرت کو اہل حق سے اختلافات ہوئے تو انہوں نے دلائل کا راستہ ترک کر کے بداخلاقی، الزام تراشی اور فحش گوئی کا راستہ اختیار کرلیا اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات گرامی کی مطلقاً پروانہ کی۔ ہم ''اعلیٰ حضرت'' کے اس مخفی پہلو کو نمایاں کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ قارئین پر آفتاب نصف نہار کی طرح عیاں ہو جائے کہ جناب احمد رضا خان صاحب تہذیب وشائستگی سے نہ صرف کوسوں دور بلکہ شاید متانت وسنجیدگی کے نام تک سے آشنا نہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ خاں صاحب نے ان کی اتباع میں ان کی آل اولاد اور معتقدین نے اپنی تحریروں میں اپنے مخالفین کے خلاف وہ عامیانہ اور بازاری زبان استعمال کی ہے کہ جس پر شرم وحیا اور شرافت ومتانت سر پیٹ کر رہ گئی ہے۔ بہر حال اس غلاظت کے سمندر سے صرف چند قطرے نمونے کے طور پر پیش کئے جا رہے ہیں جس سے ''اعلیٰ حضرت'' اور ان کی آل اولاد کی شخصیت کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔

جناب احمد رضا خاں صاحب ایک مقام پر دیوبندیوں کو خطاب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''عورت قادر ہے کہ زنا کرائے تو تمہارا امام اور تمہارے پدر تعلیم کے کلیہ سے قطعاً واجب کہ تمہارا خدا بھی زنا کرا سکے ورنہ دیو بند میں چکلہ والی فاحشات اس پر قہقہے اڑائیں گی کہ نکھٹو تو ہمارے برابر بھی نہ ہو سکا۔ پھر کاہے پر خدائی کا دم مارتا ہے۔ اب آپ کے خدا میں فرج بھی ضروری ہوئی ورنہ زنا کاہے میں کرا سکے گا...... تعجب تھا کہ خدا کے لئے آلۂ مردمی ہو تو اس کے مقابل عورت کہاں سے آئے گی۔ اندام زنی ہو تو اس کے لائق اسے مرد کہاں سے ملے گا۔ کہ اس کی ہر چیز نامحدود بے انتہاء ہو گی یوں تو ایک خدائن بھی ماننی پڑے گی جو اس کی وسعت رکھے۔ اور ایک بڑا ڈبل خدا ماننا ہو گا جو اس کی دوسری ہوس بھر سکے۔''

تقریباً ڈیڑھ صفحہ بعد یوں گوہر افشانی ہوئی ہے:

''ایک رنڈی کہ فاسقوں کی محفل میں رقص کرتی ہے۔لحظہ لحظہ کس قدر اپنی جہتیں بدلتی ہے اگران (دیوبندیوں) کا معبود یوں ہی نہ گھوم سکا تو رنڈی سے بھی گیا گزرا......تو مشعلچی کی طرح رنڈی کے ساتھ گھومے گا بھی خود ناچے گا اور ڈگڈگی بجا کر بندر نچا کر اسے اپنے پاس گھمائے گا بھی۔نٹ کی طرح بانس پر چڑھ کر کلا کھیلے گا'' الیٰ آخر الہذیانات۔

(سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح۔ص ۴۲ دارالاشاعت جماعت نوری بازار داتا صاحب لاہور)

معاذ اللہ تعالیٰ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ۔قارئین محترم جس وقت خاں صاحب یہ تحریر لکھ رہے تھے اس وقت خوف خدا اور آخرت کی جواب دہی کا خیال شاید ان کے قریب بھی نہ تھا۔کیا یہی علماء کی زبان ہوتی ہے؟حضور ﷺ تو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے آئے تھے۔ علماء کا کام اخلاقی تعلیم کو عام کرنا ہے نہ کہ اس قسم کی فحش اور بازاری گفتگو سے اپنے ذوق درونی کو تسکین دینا۔افسوس خاں صاحب کو خدا کے مقابلے میں خدائن کا لفظ وضع کرتے ہوئے کوئی شرم بھی محسوس نہ ہوئی۔

اپنی ایک دوسری کتاب میں اپنے مخالفین کے لئے درج ذیل زبان استعمال فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ابلیس کے مسخرے......دجال کے گدھے۔پہلے آدمی تو بن مسلمان تو ہو پھر تفویض وتاویل پوچھیو'' (خالص الاعتقاد۔ص ۷)

''برسوں کا تجربہ شاہد ہے کہ وہ تین توڑے دیکھ کر بھی لب نہ کھولیں گے۔''

(ایضا ۱۰)

''کبھی کسی بے حیا سے بے حیا ناپاک گھنونی سی گھنونی بے باک سے بے باک پاجی کمینی گندی قوم نے اپنے خصم کے مقابل بے دھڑک ایسی حرکات کیں آنکھیں میچ کر گندا منہ پھاڑ کر ان پر فخر کئے انہیں سر بازار شائع کیا اور ان پر افتخار ہی نہیں بلکہ سنتے ہیں کہ ان

میں کوئی نویلی حیادار شرمیلی بانکی نکیلی میٹھی رسیلی اچپل انیلی اجودھیاباشی آنکھ یہ تان لیتی۔ اوبچی ہے۔ ناچتے ہی کو جو نکلے تو کہاں کی گھونگھٹ اس فاحشہ آنکھ نے کوئی نیا غمزہ وتراشا اور اس کا نام شہاب ثاقب رکھا۔" (ایضاً ۱۴)

"نجدیت کے کوے سسکتے اور وہابیت بوم بلکتے اور مذبوح گستاخ پھڑکتے۔"

(ایضاً ۵)

"گیہوں کے گھن تم سب کے سب کافران کہن" (ایضاً ۶۲)

کیا بازاری زبان ہے۔ اب مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا اشرف علی صاحبؒ متعلق کوثر و تسنیم سے دھلی ہوئی زبان ملاحظہ فرمائیں:

"شریفہ ظریفہ رشیدہ رمیدہ نے اپنے اقبال وسیع سے ان کے ادبار پرضیق کو فراخی حوصلہ کی لے سکھائی ہے کہ چاہئیں تو ایک منٹ میں اپنے خصموں کی "ایک ایک کتاب" کا جواب لکھ دیں۔" (ایضاً ۱۰)

شریفہ ظریفہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کو اور رشیدہ رمیدہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کو کہا ہے۔ رمیدہ بھاگی ہوئی عورت کو کہتے ہیں۔ اقبال وسیع سے مراد عام کھلی قبولیت ہے کہ جو چاہے آئے۔ ادبار دبر کی جمع ہے یہ پچھلے حصے کو کہتے ہیں۔ پرضیق نہایت تنگ گزار راستے کو کہتے ہیں۔ فراخی حوصلہ سے مراد کھل جانا ہے۔ یہ تمام الفاظ آستانہ بریلی کی بدزبانی اور فحش کلامی کی کھلی شہادت ہیں۔

ایک جگہ "وہابیوں" پر ضد اور الزام تراشی میں یہاں تک آگے نکل گئے کہ آپ نے اس سلسلے میں ذات باری تعالیٰ کا بھی کوئی لحاظ نہ کیا خاں صاحب انسانی شرافت اور خوف خدا کو بالائے طاق رکھ کر یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

"وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جسے مکان، زمان، جہت ماہیت ترکیب عقلی سے پاک کہنا

بدعت حقیقیہ کے قبیل سے اور صریح کفروں کے ساتھ گننے کے قابل ہے۔ اس کا سچا ہونا کچھ جروری نہیں جھوٹا بھی ہوسکتا ہے۔ ایسے (کو) کہ جس کی بات پر اعتبار نہیں نہ اس کی کتاب قابل استناد نہ اس کا دین لائق اعتماد۔ ایسے کو جس میں ہر عیب ونقص کی گنجائش ہے۔ جو اپنی مشیخیت بنی رکھنے کو قصداً عیبی بننے سے بچتا ہے۔ چاہے تو ہر گندگی میں آلودہ ہو جائے۔ ایسے کو جس کا علم حاصل کئے سے ہوتا ہے۔ اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے۔ ایسے کو جس کا بہکنا، بھولنا، سونا، اونگھنا، غافل رہنا، ظلم ہونا، حتیٰ کہ مر جانا سب کچھ ممکن ہے۔ کھانا، پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کلا کھیلنا، عورتوں سے جمع کرنا۔ لواطت (لونڈے بازی) جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا، حتیٰ کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا (لونڈے بازی کروانا)۔ کوئی خباثت، کوئی فضیحت اس کی شان کے کلاف نہیں۔ وہ کھانے کا منہ اور بھرنیکا پیٹ اور مردمی اور زنی کی علامتیں (مردانہ اور زنانہ شرمگائیں) بالفعل رکھتا ہے۔ صمد نہیں جوفدار کھکل ہے۔ سبوح قدوس نہیں خنثیٰ (مشکل) ہیجڑا) ہے یا کم از کم اپنے آپ وایسا بنا سکتا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے۔ ڈبو بھی سکتا ہے۔ زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر بندوق مار کر خودکشی بھی کر سکتا ہے۔ اس کے ماں، باپ جورو (بیوی) بیٹا سب ممکن ہیں۔ بلکہ ماں، باپ ہی سے پیدا ہوا ہے۔ ربڑ کی طرح پھیلتا سمٹتا ہے۔ بربما کی طرح چومکھا ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ: ص ۱، ۹۱ ے ۹۲، ے سنی دارالاشاعت فیصل آباد)

جناب احمد رضا خاں نے ان الزامات اور ناپاک الفاظ کو العطایا النبویہ (نبی کی عطائیں) کہہ کر انسانی شرافت کے زخموں پر نمک پاشی کی ہے۔ مذکورہ بالا عقائد دنیا میں کسی کافر اصلی کے بھی نہ ہوں گے۔ ضد، ہٹ دھرمی اور الزام تراشی کی ایسی گھناؤنی مثال دنیا میں کہیں مل سکتی ہے؟ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

تھانوی جی نہ تھان چھوڑیں گے　　اور نہ ہم ان کے کان چھوڑیں گے
ہم انہیں ٹلکائے جائیں گے　　وہ کبھی تو مکان چھوڑیں گے
ہم نے کیسا چکھایا ڈھنڈا کیوں　　پھر اوجھل کر پلان چھوڑیں گے
وہ دولتی چلائیں ہم ان کو　　پیٹھ پر جا کر کان چھوڑیں گے

(حدائق بخشش حصہ سوم ۹۲)

اس پر بھی چین نہ آیا تو مولانا کو پھر ایک گالی دی۔

اضر حبلی من نتائج ردۃ　　اشرف علی لعبۃ الصیان
انھی جراک فی الحسان عن العواء　　انت انجی یا کلبۃ الشیطان

ترجمہ: ارتداء کے بچوں سے بدترین حاملہ اشرف علی بچوں کی گڑیا ہے (اے حاملہ) تو اپنے پلوں کو اچھوں میں بھونکنے سے روک۔ اے شیطان کی کتیا تو خود بھونک، معاذ اللہ

(حدائق بخشش حصہ سوم ۸۹)

اس زبان کے باوجود کوئی شخص خاں صاحب کو شریف انسانوں میں جگہ دے تو یہ اس کی بہت ہی بڑی مروت ہوگی ورنہ حقیقت خود ظاہر ہے۔

جناب احمد رضا خاں فحش کلامی اور گندی زبان میں یہاں تک آگے بڑھ چکے تھے کہ ایک مقام پر گالی دیتے ہوئے انہیں لفظ سنت کا احترام بھی مانع نہ آیا۔ آپ ندوہ کے بارے میں فارسی میں لکھتے ہیں، فارسی میں اس لئے لکھا کہ کچھ تو پردہ رہ جائے گا۔ ورنہ بات کیا تھی لفظ سنت کی کھلی توہین تھی اور ایک کھلی گالی تھی۔

اسپ سنت مادہ خراز بدعت آوردہ بہم
استر ندوہ بدست آرند و مفخر می کنند　　(حدائق بخشش حصہ سوم ۳۲)

ترجمہ: سنت کا گھوڑا جب بدعت کی گدھی پر آیا تو ندوہ کا خچر پیدا ہوا۔ اسی پر ندوہ والے فخر کر رہے ہیں۔

سنت و بدعت شرعی اطلاقات تھے، افسوس کہ ''اعلیٰ حضرت'' نے اپنی بدکلامی کے جوش میں یہاں لفظ سنت کی بھی توہین کر ڈالی بڑی بے حیائی سے آپ نے یہ لفظ استعمال کیا۔ کیا یہی وہ فکری کمال ہے جس کے بل بوتے آپ مجدد وقت ہونے کے مدعی ہوئے؟ کیا یہی وہ فضیلت ہے جس نے ''اعلیٰ حضرت'' کو یہ مقام بخشا؟ کیا انہی باتوں کے سہارے آپ کو شیخ الاسلام والمسلمین اور مجدد مائۃ حاضرہ کہا جاتا ہے؟ دنیا سے اگر انصاف رخصت نہیں ہو گیا تو اس فحش گوئی کی تحقیق کے بعد دنیا کا کون عقلمند جناب احمد رضا خاں صاحب کو شریفوں کے زمرے میں جگہ دے گا؟۔

یہ تو تھے بڑے حضرت، اب باری آتی ہے چھوٹے حضرت کی۔ یعنی بریلویوں کے مفتی اعظم ہند اور جناب مصطفے رضا خاں صاحب کی۔ آپ نے بھی اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے مخالفین کے ساتھ وہی رویہ اختیار فرمایا جو آپ کے والد ماجد نے اپنے مخالفین کے ساتھ روا رکھا۔ اس لائین میں ہر چھوٹا بڑے سے چار ہاتھ آگے ہے۔ آپ نے ایک کتاب لکھی ''وقعات السنان'' جس کے حوالے درج کئے جاتے ہیں۔ جس سے آستانہ بریلوی میں بولی جانے والی زبان سے آپ پوری طرح واقف ہو جائیں گے چنانچہ مولانا تھانویؒ کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

''تھانوی صاحب! ہمارے اگلے تین پر بھی نظر ڈالئے۔ دیکھئے وہ رسلیا والے پر کیسے ٹھیک اتر گئے۔ کیا اتنی ضربات عظمیٰ کے بعد بھی نہ سوجھی ہوگی۔'' (ص ۵۱)

''وہ رسلیا کہتی میں یوں نہیں مانتی میری ٹھرائی، پر اتر و دیکھوں تو اس میں تم میری گرہ کیسے کھولتے ہو۔'' (ص ۵۲)

''اب جو مسلمانوں نے آڑے ہاتھوں لیا چھکے چھوٹ گئے۔ سینے ٹوٹ گئے۔ تیور پھٹ گئے۔ دم الٹ گئے۔ معاف کیجئے۔ معاف کیجئے۔ آپ جیتنے میں ہارا، لب نازک سے صدا آنے لگی بس بس۔'' (ص ۶۶)

''اُف ری رسلیا! تیرا بھولا پن، خون پونچھتی جا اور کہہ خدا جھوٹ کرے۔''

(ص ۶۸)

''مسماۃ یہ تیسرا بھی کیسا ہضم کر گئی۔'' (ص ۴۶)

''رسلیا'' لفظ رسالہ کو بگاڑ کر لکھا ہے مراد مولانا تھانویؒ کا رسالہ بسط البنان ہے۔ مولانا تھانویؒ نے اپنے رسالہ ''حفظ الایمان'' میں ایک موضوع کو تین شقوں (اجزاء) میں تقسیم کیا تھا۔ آپ اس پر تنقید کرتے ہوئے مولانا تھانویؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اگر یہ کمال بے حیائی اپنی دوشقی میں وہ تیسرا احتمال داخل بھی کرلے......'' ۲۸۔

''اس (مولانا تھانوی) کی دوشقی میں اس تیسرے کا دخلو۔'' (ص ۲۵)

لاحول ولا قوۃ الا باللہ ان الفاظ کو نقل کرتے ہوئے شرافت کانپتی ہے۔ قارئین ہمیں معاف فرمائیں۔ لیکن خاں صاحب اور ان کے شاہزادوں کی عملی اور اخلاقی حالت اس کے بغیر کھلتی بھی تو نہیں۔ قارئین محترم غور فرمائیں اور دیکھیں کہ آستانہ بریلی میں کس قسم کی زبان بولی جاتی تھی اور ان کے گھر میں کن لوگوں کی اصطلاحیں رائج تھیں۔

''اعلیٰ حضرت'' کی اس سیرت کو آپ کے دیگر معتقدین نے بھی خوب نبھایا چنانچہ خاں صاحب کے شاگرد خاص ''مظہر اعلیٰ حضرت'' عبید الرضا مولوی حشمت علی خاں پیلی بھیتی صاحب تہذیب وہ شرافت، سنجیدگی اور حیاداری کا خون کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اگر سعید و حمید وغیر ہما، کہیں کہ جیسا علم جناب گنگوہی صاحب کو تھا ایسا علم تو ہر کتے کو ہوتا ہے جیسا جناب نانوتوی صاحب کو تھا ایسا علم ہر الو کو ہوتا ہے۔ جیسا جناب تھانوی

صاحب کو ہے ایسا علم تو ہر گدھے کو ہوتا ہے۔ جیسا امام الوہابیہ جناب دہلوی کو تھا ایسا علم تو ہر سور کو ہوتا ہے۔ جناب گنگوہی صاحب کی صورت جیسی تھی ایسی صورت کتے کی بھی ہے۔ جناب نانوتوی صاحب کی شکل جیسی تھی ایسی الو کی بھی ہے جناب تھانوی کا چہرہ جیسا ہے ایسا گدھے کا بھی ہے جناب امام الوہابیہ دہلوی صاحب کا منہ جیسا تھا ایسا سور کا بھی ہے۔''

تقریباً ایک صفحہ بعد پھر ارشاد فرماتے ہیں:

''آپ خود اس تقریر کے بانی و بادی ہیں وہ کہتے ہیں کہ گنگوہی صاحب سور کی طرح ہیں نانوتوی صاحب الو کے مثل تھے۔ اسمعیل دہلوی صاحب کتے کی مانند تھے تھانوی گدھے کے مشابہ ہیں اور آپ شاباش دیتے اور آمنا صدقنا کہتے جائیں۔ لاحول و لاقوۃ الا باللہ۔

(قہر واجد دیان۔ ص ۲۱، ۲۲، مطبوعہ اہل سنت اہل پریس پیلی بھیت سن اشاعت ۱۳۴۶ھ)

یہ ہیں بریلویوں کے ''مظہر اعلیٰ حضرت'' انہیں ''مظہر اعلیٰ حضرت' کا لقب بریلویوں نے بالکل صحیح دیا ہے۔

مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور کے ایک فاضل اور ''اعلیٰ حضرت'' کے معتقد جناب ابو الطاہر محمد طیب صاحب اپنی مایہ ناز کتاب ''تجانب اہل سنت'' جو انہیں ''مظہر اعلیٰ حضرت'' کی مصدقہ ہے، میں سر سید احمد خاں کے خلاف لکھتے ہیں رقمطراز ہیں۔

''مدعیان تہذیب جدید کے اس مصلح اعظم کہلانے والے پیر نیچر سے یہ شستہ و شائستہ انتہائی مہذبانہ شریفانہ انداز گفتگو سیکھ کر اگر کوئی شخص یوں لیکچر دیتا پھرے کہ یہ سمجھنا کہ پیر نیچر کے والد بزرگوار نے ان کی مادر مہربان کے ساتھ معاملات مجامعت (ہمبستری) کئے ہوں گے۔ کبھی ان کے گلے میں ہاتھ ڈال کر پڑ گئے ہوں گے۔ کبھی ان کی ران پر سر دھرا ہوگا۔ کبھی ان کو چھاتی سے لپٹایا ہوگا۔ کبھی ان کے لب جان بخش کا بوسہ لیا ہوگا۔ کبھی اپنے مکان کے کسی کونے میں ان کے ساتھ کچھ کرنے لگے ہوں گے۔ کبھی کسی کونے میں کچھ کرنے لگے ہوں گے۔'' (ص ۵۵)

ایک دوسرے مقام پر اپنے مخالفین کے لئے یہ زبان استعمال کی ہے:

''اس کا مطلب تو یہ ہے کہ تمہارے دھرم میں تمہاری جورو اور ماں دونوں ایک، تمہارا باپ اور بیٹا دونوں ایک، گوبر اور حلوہ دونوں ایک فرینی اور پاخانہ دونوں ایک تمہارا منہ اور پاخانہ پھرنے کی جگہ دونوں ایک تمہاری بہنوں بیٹیوں کے سب اعضاء اور غیر مردوں کے بدن دونوں ایک حلال و حرام دونوں ایک زنا اور نکاح دونوں ایک''......

پانچ سطروں بعد ارشاد ہوتا ہے:

''اگر دوسری صورت کا اقرار ہے تو اس پر کھلم کھلا عمل پیرا ہونے سے کیوں انکار ہے کسی میدان، کسی تاریخ، کسی وقت کا اشتہار دیکر مجمع عام میں اپنی اس ابلیسی چمر توحید کے تماشے دکھاؤ۔ حلوے کے بدلے پاخانہ کھاؤ۔ شربت کے بدلے پیشاب نوش فرماؤ۔ اپنی ماں، بہن، بیٹی، جورو کے ماتھوں پر جلی قلم سے ''الوقف فی السبیل الشیطان'' کا سائن بورڈ لکھوا کر برسر میدان پھراؤ۔ خود بھی اپنی پشت پر موٹی موٹے حروف میں ''وقف فی السبیل ابلیس'' کا بلا لگوا کر سارے میدان کا چکر لگاؤ اور ہر قسم کے شیطانی کاموں کے لئے خود بھی وقف ہو جاؤ اور اپنی ماں، بہن، بیٹی، جورو کو اپنی چمر توحید کی تبلیغ کے لئے وقف کراؤ۔''

(ص ۴۲۸)

استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ یہ ہیں بریلویوں کے چودھویں صدی کے مایہ ناز مجدد اور ان کی آل و اولاد اور معتقدین کے شہ پارے۔

ان بے ہودگیوں اور فحش کلامی سے تنگ آ کر ایک دفعہ ''اعلیٰ حضرت'' کے شاگرد خاص خلیفہ جناب نعیم الدین مراد آبادی صاحب نے خان صاحب کو ایک مخلصانہ مشورہ دیتے ہوئے کہا:

''حضور کی کتابوں میں وہابیوں، دیوبندیوں اور غیر مقلدوں...... کا رد ایسے سخت الفاظ میں ہوتا ہے کہ آج کل جو تہذیب کے مدعی ہیں وہ چند سطریں دیکھتے ہی حضور کی کتابوں کو

پھینک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ......ان کتابوں میں تو گالیاں بھری ہیں......لہٰذا اگر حضور نرمی اور خوشبیاتی کے ساتھ وہابیوں، دیوبندیوں کا رد فرمائیں تو نئی روشنی کی دلدادہ جو اخلاق و تہذیب والے کہلاتے ہیں وہ بھی حضور کی کتابوں کے مطالعہ سے مشرف ہوں......''

مگر ''اعلیٰ حضرت'' اس مخلصانہ مشورے کی کوئی قدر نہ کی اور اپنی اس روش پر بضد رہے۔ (ملاحظہ ہو سوانح امام احمد رضا۔ بدرالدین احمد رضوی ص ۱۳۱ مطبوعہ سکھر)

بعد میں انہی کی جماعت کے ایک اور بزرگ جناب ظہیر الدین خان قادری برکاتی نے بھی اپنے ہمعصر بریلویوں کی اس طرف توجہ دلائی کے اعلیٰ حضرت کے بعض رسائل جن میں فحش کلامی موجود ہے انہیں اعلیٰ حضرت کے نام سے شہرت دینا بند کردیں کیونکہ:

''اس کی عبارتیں اعلیٰ حضرت کی شان کے مطابق نہیں ہیں۔ جدید نسل کو اگر ان کا معتقد بنانا ہے تو ہمارا فرض ہے کہ ہم ''سبحان السبوح'' کو (جس کے حوالے گزشتہ سطور میں گزرے......ناقل) اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کرنا بند کردیں کیونکہ اس کی عبارتیں وہی وہانوی اور سعادت حسن منٹو سے بھی زیادہ فحش ہیں۔''

(علمائے اہلسنت سے روح اعلیٰ حضرت کی فریاد۔ص ۷)

جناب سید ظہیر الدین خان قادری نے جو تجویز اپنے مولویوں کے سامنے رکھی اگرچہ علمی دنیا میں یہ ایک درجے کی خیانت ہوگی مگر اس تجویز پر عمل کرلیا جائے تو بہت ممکن ہے خان صاحب کو علم و فضل تقویٰ و دیانت اور بزرگانہ اخلاق کے کسی پہلو میں جگہ دی جاسکے معلوم ہوتا ہے کہ اب بریلویوں نے ہوش کے ناخن لے لئے ہیں بہت سی کتب شائع کرنا اب بند کردی ہیں۔

بہر حال خان صاحب کی فحش کلامی اور بدزبانی گزشتہ سطور میں بالکل ہویدا ہے مگر ہم چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ پر ایک گھر کی شہادت اور پیش فرمادیں جس سے خان صاحب کی زندگی کے بارے میں بہت اچھی روشنی پڑتی ہے چنانچہ جناب ارشد القادری صاحب سے

یہ شکایت ہوئی کہ ''اعلیٰ حضرت'' اور اس کے شہزادے مخالفین کے حق میں اس قدر بداخلاق کیوں واقع ہوئے اور انہوں تہذیب و شائستگی کا دامن کیوں جھاڑ دیا تو اس کے جواب میں قادری صاحب نے ایک بڑی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے انکشاف کیا کہ جب ''اعلیٰ حضرت'' کے مخالفین نے ان کی بات نہ، مانی تو:

''......تو مجبوراً اسی زبان میں ان سے (یعنی مخالفین سے۔ ناقل) بات کرنی پڑی جو زبان وہ اپنی نجی گفتگو میں استعمال کرتے تھے۔'' (زیروزبر ص ۲۸۸۔ مطبوعہ لاہور)

سبحان اللہ! جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ یعنی یہ زبان، جس کے چند نمونے گزشتہ سطور میں پیش کئے گئے، وہ اپنی نجی گفتگو میں استعمال کیا کرتے تھے، اگر مخالفین مجبور نہ کرتے تو اس کا استعمال محض وہ اپنی نجی زندگی کی حد تک ہی محدود رکھتے مگر مخالفین نے ''اعلیٰ حضرت' کو اتنا مجبور کردیا کہ پھر وہ اپنی کتابوں میں بھی اپنے گھر کی زبان گھسیٹ لائے۔ اس سے زیادہ کھلا اعتراف آپ کا کہاں ملے گا۔ یہ ہے ''اعلیٰ حضرت'' کی سیرت کا وہ مخفی پہلو جسے ہم عوام کے سامنے لانا چاہتے تھے اور جسے اب بریلوی حضرات لوگوں سے چھپاتے ہیں، اگرچہ ابھی اس سلسلے میں بہت کچھ باقی ہے مگر ہم صرف انہی چند حوالوں پر اکتفا کرتے ہیں۔ بہر حال یہ چند مثالیں ''اعلیٰ حضرت'' کے زہد اور ان کے حلقہ ارادت کی نجابت و شرافت کو واشگاف کرنے کے لئے کافی ہیں یہ آستانہ بریلی کے زہد و ریاضت کی ایک منہ بولی تصویر ہے۔

''بڑھتا جا شرماتا جا'' میں ہے:

حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں شرمناک زبان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی، اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں اسے ایمانیات میں جگہ دی ہے۔ آپ اپنی آمدِ ثانی پر شریعتِ محمدی پر عمل پیرا ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو تورات وانجیل سکھائی تھی اسی طرح آپ کو

قرآن وحدیث (کتاب وحکمت) بھی سکھائے ہوئے ہوں گے۔قرآن کریم میں ہے:

ویعلمه الکتب والحکمة والتوراة والانجیل ۔(پ۳ آل عمران ع ۵)

ترجمہ:اور سکھائے گا اللہ اسے قرآن وحکمت اور توراۃ اور انجیل۔

تورات وانجیل کے علم یافتہ پیغمبر کے بارے میں بریلوی زبان ملاحظہ کیجئے:

ملا نظام الدین جو بریلویوں کے ہاں پانچ بڑے علما میں سے اک تھا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے:

دربارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے۔امتحان میں دوبارہ وہی لوگ بلائے جاتے ہیں جو فیل ہوں،حضرت مسیح علیہ السلام پہلی آمد میں ناکامایاب رہے اور یہود کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت سرانجام نہ دے سکے اس لئے ان کا دوبارہ آنا تلافی مافات ہے۔(انوارِ شریعت جلد۲ص ۳۷)

حضرت مولانا تھانویؒ کے بارے میں لکھا ہے:

وہ تین توڑے(کس قدر شرمناک اشارہ ہے)دیکھ کر بھی لب نہ کھولیں گے آپ کی مہر دہن تو جب ٹوٹے کہ کچھ گنجائش سوجھے۔(رماح القہار علیٰ کفر الکفار ص۱۰)۔

بریلوی جماعت کے مولانا بوالطاہر محمد طیب داناپوری جن کی کتاب تجانب اہل السنہ مولوی حشمت علی کی تصدیق سے مزین ہے۔آپ اپنی کتاب قہر القادر میں تحریک خاکسار کو مسلم لیگ کی بیٹی قرار دے کر اس پر چڑھنے کا اعلان کرتے ہیں۔خاکساروں کی طرف سے ایک تحریر''خاکسار مجاہد کا پیغام'' پیلی بھیت کے نام شائع ہوتی تھی اس کے بارے میں مولانا داناپوری کی شرمناک زبان ملاحظہ ہو:

خاکسار مجاہد والی تحریر کی ابھی تک سیرابی نہیں ہوئی (اسے پانی نہیں ملا) اس لئے اب اس کو دوسری کروٹ لٹاتا ہوں اور برق بار خاراشگاف (پتھر میں سوراخ کردینے والے)

قلم کو جولانی (اچھلنے) کا حکم دیتا ہوں۔

فاقول وعلیٰ الخاکساریۃ بنت اللیکیۃ اصول۔

(قہر القادر علی الکفار اللیاذر ص ۲۹ آخری عربی فقرے کا ترجمہ یہ ہے کہ ''میں یہ کہتا ہوں اور مسلم لیگ کی بیٹی تحریک خاکسار پر چڑھتا ہوں۔ استغفر اللہ توحید سے محروم لوگ بے حیائی میں کہاں تک جا پہنچے۔)

مسلمانو! غور کرو جس بدقسمت قوم کو یہ مذہبی پیشوا ملے ہوں وہ ہر وقت تفریق بین المسلمین کے گن نہ گائے تو اور کیا کرے۔

تمام سیاسی لیڈروں کے خلاف شرمناک زبان:

اس فحش نگاری کے ساتھ گالیوں کی مشق بھی ملاحظہ ہو:

آج ہر وہ لیڈر مظلم لیگی (مسلم لیگ کی طرف اشارہ ہے) ہو یا کانگریسی۔ احراری ہو یا خاکساری، رافضی ہو یا مرزائی، وہابی ہو یا دیوبندی...... یہ خبثا کتوں کی طرح دم دبا کر بھاگتے ہیں۔ (قہر القادر ص ۲۵)

مولانا احمد رضا خان کے آستانہ بیعت مارہرہ شریف نے قائداعظم محمد علی جناح کے بارے میں بھی یہی زبان استعمال کی تھی:

کیا کوئی سچا مسلمان کسی کتے کو اور وہ بھی دوزخیوں کے کتے کو اپنا قائداعظم سب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا حاشا وکلا۔ ہرگز نہیں (مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری ص ۴)

موصوف کو مسلم لیگ یا قائداعظم سے اختلاف کرنے کا حق تھا یہ اختلافی سیاسی بھی اور مذہبی بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک قوم کے ایک مقتدر رہنما کے خلاف نام لے کر یہ شرمناک زبان استعمال کرنا اور قائداعظم کو دوزخیوں کا کتا قرار دینا کوئی شریف آدمی اس کی تائید نہ کر سکے گا۔ اے مخاطب ان الفاظ کو پڑھتا جا اور شرماتا جا اور اس قوم کی بے بسی پر آنسو بہاتا جا۔

قرآن کریم کے مقابل بریلویوں کی شرمناک زبان:

معلوم نہیں بریلویوں کی زبان پر کتے کا لفظ اتنی جلدی کیوں آجاتا ہے پاکستان میں مولوی محمد عمر اچھروی، مولانا احمد رضاخاں کی اس زبان کے خاص نمائندے تھے آپ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ایک عبارت کا جواب دیتے ہوئے الزاماً لکھتے ہیں۔ زبان کی شرافت ملاحظہ ہو:۔

مصنف مذکور کو جو قرآن شریف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا ہے اس کی اتباع کی کیا ضرورت ہے۔ کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے اور آؤ۔ آؤ کرتا پھرے۔ (مقیاس حنفیت ص ۲۱۱)

حضرت مولانا تھانوی یہ مضمون بیان کر رہے تھے کہ مطلق غیب (جسے غیب کہہ سکیں) ہر مخلوق کو کسی نہ کسی درجے میں حاصل ہے اس میں اس کی نوع اور مقدار کی بحث نہ تھی۔ انبیاء علیہم السلام کے بلند پایہ علوم اور ہر کس و ناکس کے بعض غیوب جاننے میں زمین و آسمان کا فرق ہے لیکن بعض غیب کا لفظ دونوں کو جامع ہے وہ اس زیادہ پر اور اس تھوڑے پر مطلق غیب کی حیثیت سے برابر استعمال ہو سکے گا۔ مولانا کی مراد دونوں کے علم کی برابری نہ تھی۔

مولوی محمد عمر کو حضرت تھانویؒ کے استدلال سے اختلاف ہو سکتا تھا لیکن مولوی صاحب نے اس استدلال کا جواب دینے کی بجائے ایک اور قرآن کا جو تصور پیش کیا اس پر علم و شرافت سٹ پٹا اٹھتے ہیں۔ ان الفاظ کو دیکھیں اور سوچیں کہ لکھنے والے میں کسی درجے میں بھی انسانیت تھی؟

''کسی لڑکے یا دیوانے یا کتے وغیرہ کے نازل شدہ قرآن پر ہی ایمان لے آئے۔''

یاد رکھیئے قرآن کریم صرف ایک ہی ہے اور وہی ہے جو سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل ہوا اور کوئی دوسرا قرآن نہیں، نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ کسی اور قرآن کا تصور

پیش کرے۔ یہ اعتقاد کہ کسی کتے پر بھی کوئی اور قرآن اترا تھا کفر کا عقیدہ ہے قرآن کے لیے یہ شرمناک زبان استعمال کرنا قرآن کریم کی صریح توھین اور ایک مستقل وجہ کفر ہے۔

جو لوگ قرآن پاک کے مقابل یہ زبان استعمال کر سکتے ہیں ان کی مختلف مسلک رکھنے والے لوگوں کے خلاف زبان کس طرح بے لگام چلتی ہوگی۔ اس کا ایک نمونہ ذیل میں دیکھئے:

او مرتد نانوتوی! او بے ایمان چکڑالوی! او بے دین نیچری! اور بد دین گاندھوی! اور لامذہب احراری! او اکفر الناس خاکساری! او گمراہ لیگی! تم سب صحابہ و تابعین و حضرات مفسرین وائمہ دین و اجماع مسلمین کے بتائے ہوئے معانی ضروریہ دینیہ کے خلاف اپنے جی سے جدید معانی کفریہ گھڑ کر اسلام سے خارج ہو گئے۔ (قہر القادر ص ۱۸)

جب سب علماء اور سیاسی کارکن کافر ٹھہرے تو مسلمان کون بچا۔

امت کو مارڈالا کافر بنا بنا کر

یہ سب کچھ تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی خلاف ورزی تھی۔ اب میں چند صفحات پر آپ کو یہ بھی دکھانا چاہتا ہوں کہ بریلویوں نے صراحتہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین پر فتاویٰ جات لگائے ہیں۔

۱۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نجدین کی تفسیر میں فرمایا اے لوگو یہ دو راستے ہیں خیر اور شر کا راستہ۔ (تبیان القران ج ۱۲ ص ۷۵۵)

جبکہ ایک رضا خانی مولف شرم و حیاء کو ایک طرف رکھ کر اٹھا اور کہنے لگا ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے اس لفظ کا معنی خیر و شر کے دو راستے کیا تھا کہ

یہ دونوں مترجم لفظ نجد کے معنی کو نہیں پا سکے جس کے باعث ترجمہ بھی غلط کر دیا اور سورہ بلد کے استفہام کی لذت بھی مسخ ہو گئی۔

(انوار کنز الایمان ص ۷۴۵ مضمون نگار ڈاکٹر مجید اللہ قادری)

دیکھ لیا آپ نے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس لفظ کی تفسیر خیر و شر کے راستے سے فرمائیں مگر رضا خانی حضرات کہتے ہیں یہ غلط ہے سورہ بلد کے استفہام کی لذت بھی ختم ہو جاتی ہے کیا اب بھی آپ انہیں سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق و محب مانیں گے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کل بروز قیامت مجھے اور میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کو دوزخ میں ڈال دیں تو بھی عدل ہے۔

(فوائد الفواد مجلس نمبر ۱۳ بروز جمعہ اول ماہ مبارک رمضان عمت میانہ ۱۳ اے ھ مدینہ پبلشنگ کراچی)

اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا ایسا کرنے پر قادر ہے اگر چہ وہ ایسے کبھی بھی نہیں کرے گا مگر اس کو قدرت ضرور ہے۔ جبکہ بریلوی حضرات نے رحمت دو عالم صلی اللہ علہ وسلم کے اس فرمان پر یوں ضرب لگانے کی ناکام کوشش کی کہ۔

خدا تعالیٰ سب جہنمیوں کو جنت میں بھیجنے پر قادر ہو ہو تو کذب باری لازم آئے گا۔

(فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۴۰۹)

ایک اور گجرات سے اٹھا اور کہنے لگا۔

جو یوں ہے کہ رب قادر ہے کہ ولیوں کو دوزخ میں ڈال دے وہ قادر ہے کہ ابوجہل کو جنت میں بھیج دے وہ رب کی حمد نہیں کر رہا بلکہ کفر بک رہا ہے۔

(تفسیر نعیمی ج ۷ سورہ مائدہ آیت نمبر ۶۵)

امیر دعوت اسلامی سے پوچھا گیا کہ زید کا یہ کہنا ہے کہ اللہ عزوجل چاہے گا تو مشرک کو بھی بخش کر جنت میں داخل فرمائے گا۔

تو جواب میں الیاس عطا قادری نے کہا:

زید بے قید کا یہ قول کفریہ ہے (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص ۴۴۵)

ہم ایسے اقوال، انوار آفتاب صداقت اور ردسیف یمانی وغیرہ سے بھی نقل کر سکتے

ہیں اب پوچھنا یہ ہے کہ اللہ کے پاک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ بتائیں اللہ کریم اگر یوں کرے تو عدل ہوگا یعنی یہ بات خدا تعالیٰ قدرت میں ہے اگر چہ واقع نہیں ہوگی مگر یہ رضا خانی اس بات پر فتاویٰ جات لگا رہے ہیں۔

اب آپ خود دیکھ لیں کہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو کتنا پیار ہے۔

۳۔ مولوی نعیم الدین مراد آبادی صاحب لکھتے ہیں ابو رافع یہودی اور سید نصرانی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں نہ مجھے اللہ نے اس کا حکم دیا نہ مجھے اس لئے بھیجا۔

(خزائن العرفان پارہ نمبر ۳ حاشیہ سورہ آل عمران آیت نمبر ۷۹)

اس میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو غیر اللہ کہا ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں مگر رضا خانی مولف مولوی محمد عمر اچھروی صاحب لکھتے ہیں رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتویٰ کفر ارشاد فرمایا ہے۔ (مقیاس حنفیت ص ۴۲)

اب آپ خود سوچیں کہ ان رضا خانی حضرات سے کیوں کر نرمی برتی جائے جو دین کو تحریف کی قینچی سے کترنے پر لگے ہوئے ہوں ان کو معافی دینا دین کو ہدم کرنے والی بات ہوگی۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔

انکم لا تدعون اصم و لا غائبا۔ (بخاری ۲۶ ص ۱۰۹۹ مسلم ۲۶ ص ۳۴۶)

یعنی خدا تعالیٰ کو تم پکار رہے ہو مگر نہ تو وہ بہرا ہے اور نہ غائب ہے۔ (یہ اس وقت فرمایا جب صحابہ زور زور سے خدا کو پکار رہے تھے)

بہرا نہیں ہے تو مطلب یہ ہے کہ سننے والا اور غائب نہیں ہے تو معنی یہ ہوا کہ موجود ہے حاضر ہے۔

دوسری جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ان اللہ مستخلفکم فیھا فناظر کیف تعملون۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۴۲، ابن ماجہ ص ۲۸۸ مشکوٰۃ شریف ص ۴۳۷)

یعنی اللہ تمہیں زمین پر خلافت دینے والا ہے اور پھر وہ ناظر ہے دیکھنے والا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

اب ان دونوں روایتوں سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔

ایک حدیث سے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ناظر کہنا صراحۃً ثابت ہوا اور دوسری روایت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر کہنا دلالۃً ثابت ہوتا ہے۔

مگر رضا خانی حضرات کو خدا تعالیٰ کے حاضر و ناظر سے انکار ہے اور بڑی شدت سے انکار ہے چنانچہ ملاحظہ فرمایئے:

بریلوی شیخ الحدیث والتفسیر مفتی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر کہنے کو فقہا کفر کہتے ہیں اس لئے کہ ہر جگہ میں ہونا جسم والے کا کام ہے اللہ تعالیٰ کی جسمانیت سے پاک ہے شروح عقائد میں ہے **لا یجری علیہ زمان و لا یشتمل علیہ مکان** اللہ تعالیٰ پر نہ زمانہ گزرے اور نہ اس پر مکان کا اشتمال ہو۔ (دلوں کا چین ص ۴۹۸)

قارئین ذی وقار یہ الفاظ کفریہ کیونکر ہو سکتے ہیں جب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناظر کے لفظ کا خود تکلم فرمایا ہے تو کون مفتی وفقیہہ اسے کفر کہہ سکتا ہے یہ سب ان اہل بدعت کے پیٹ کی خانہ زاد اسکیم ہے۔

دوسری جگہ ایک رضا خانی یوں کہتے ہیں۔ ان دونوں اسماء کو ذات الٰہی کی طرف منسوب کرنا شریعت مطہرہ پر جرأت کرنا اور اپنے دل سے اسماء صفاتیہ میں اضافہ کرنا ہے۔

(فتاویٰ یورپ ص ۹۸) حالانکہ یہ جھوٹ ہے۔

ایک اور بریلوی رستم وہ یہ لکھتے ہیں اور یہ خالص جہالت ہے کہ جو حاضر و ناظر اللہ کی ذات کے ساتھ لگاتے ہیں۔ (تفسیر الحسنات ۷ ۶ ص ۷۸)

الیاس عطاء قادری صاحب سے سوال ہوا کہ اللہ عزوجل کو حاضر و ناظر کہہ سکتے ہیں یا نہیں جواب نہیں کہہ سکتے۔ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص ۵۷۱)

اس طرح کے فتاویٰ جات بریلوی کتب میں بہت سارے ہیں۔

ہم پوچھتے ہیں کہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک جملے پر تم جو فتوے لگا رہے ہو یہ سب تم پر ہی لوٹ کر آ رہے ہیں۔

ہم اپنے سامعین کی توجہ چاہتے ہیں کہ کیا یہ عاشق محب، اور چاہنے والے ہو سکتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر ہمارے لئے دعا کریں ہم ان پر گرفت کو مزید سخت سے سخت تر کریں تا کہ یا یہ توبہ کریں یا اپنے گمراہ کن عقائد و نظریات پر پردہ ڈال کر خود بھی چھپ جائیں۔

۵۔ دجال کے بارے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ اسلم نے فرمایا۔

تنام عیناہ و لاینام قلبہ۔ (ترمذی ج ۲ ص ۵۰ مشکوۃ شریف ج ۲ ص ۴۷۹)

کہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل نہیں سوتا۔

اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی یہی بات اپنی معرکۃ الآراء کتاب میں نقل فرمائی ہے کہ دجال کا دل نہیں ہوتا اس کی آنکھیں سوتی ہیں تو کاظمی صاحب جو کہ بریلوی ملک کے غزالی ہیں وہ لکھتے ہیں کسی کی آنکھ کا سونا اور دل کا نہ سونا بھی ایسی صفت ہے جو انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی دوسرے کے لئے دلیل شرعی سے ثابت نہیں۔

الحاصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی اوصاف دجال کے لئے ثابت کرنا معاذ اللہ تنقیص شان نبوت ہے۔ (مقالات کاظمی ج ۲ ص ۳۰۵)

اب آپ بتائیں جاہل تو کاظمی صاحب خود ہیں مگر فتوے دوسرے پر لگانے کے مشتاق ہیں جب رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ہی یہ ثابت ہے تو کاظمی صاحب کے فتوے لگانے سے معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور ہے اور رضاخانی مشن اور ہے یہی بات ہم اپنے قارئین کو دکھانا چاہتے ہیں تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔

۲۔ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے یعنی خدا کے بتلائے بغیر۔

(اشعۃ اللمعات ج ا ص ۳۹۲)

جبکہ رضاخانی مولف کہنے لگے:

ایسی بے اصل روایتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات علمی کا انکار کرنا اہل سنت کے نزدیک بدترین جہالت وضلالت ہے۔ (مقالات کاظمی ج ۲ ص ۲۹۶)

اس روایت کی صحت معنوی پر ہم آگے دلائل لاتے ہیں سرے دست اتنا دیکھیں کہ سرکار فرماتے ہیں اور کاظمی صاحب ایسی بات پر فتویٰ صادر کر دیتے ہیں کاظمی صاحب میں جب اتنی علمیت نہ تھی تو ان کے بارے میں غزالی زمان کا دعویٰ کرنے کی کیا ضرور تھی۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ آپ حضرات کی جہالت بالکل عیاں ہے اور بریلوی طبقہ بھی کافی حد تک واقف ہے۔ جس کو آپ قارئین اگر ملاحظہ فرمانے کی ضرورت سمجھیں تو ہماری دست وگریباں کی پہلی جلد ملاحظہ فرمائیں۔ اپنی دوسری جلد میں بھی کچھ کلام کاظمی صاحب پر نقل کر آئے ہیں۔

اب آیئے ہم ایک مضمون بطل حریت رئیس المحققین سلطان المناظرین حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا پیش کرنے لگے ہیں جو انہوں نے اس روایت کی صحت معنوی ثابت کرنے پر لکھا ہے اور تحقیق کا حق ادا کر دیا۔

فجزاہ اللہ احسن الجزاء فی الدارین

براہینِ قاطعہ پر چوتھا اعتراض اور اس کا جواب

چوتھا اعتراض یہ تھا کہ ''صاحب راہین نے نقل میں خیانت کی، اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے جس روایت کو نقل کر کے رد کیا، اس کو ان کی طرف منسوب کر کے نقل کر دیا اور رد کا کوئی ذکر نہیں کیا گویا ''لاتقربو الاصلوٰۃ'' تو لے لیا ''انتم سکاری'' کو چھوڑ دیا۔

خان صاحب کی ذریت ہمیں معاف فرمائے، یہاں ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ چونکہ وہ خود اس قسم کی کارروائیوں کے عادی تھے اس لئے انہوں نے دوسروں کو بھی ایسا ہی سمجھا، لیکن ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ان باتوں کی ضرورت صرف اہل باطل کو پیش آتی ہے حق پرستوں کو اس کی حاجت نہیں، مگر چونکہ خان صاحب کا یہ اعتراض بھی موضوع تکفیر سے غیر متعلق ہے اسلئے اس کے جواب میں بھی یہاں ہم اختصار ہی سے کام لیں گے۔

دیکھنا یہ ہے کہ اس موقع پر ''صاحبِ براہین'' کے الفاظ کیا ہیں؟ ملاحظہ ہو، صفحہ ۵۱ کی ساتویں سطر میں فرماتے ہیں۔

''اور شیخ عبدالحقؒ روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔''

یہاں صاحبِ براہینؒ نے شیخ کی کسی خاص کتاب کا نام نہیں لیا ہے۔ پس اگر شیخ کی کسی ایک کتاب میں بھی یہ روایت بغیر جرح وتردید مذکور ہو تو صاحبِ براہین کا حوالہ بالکل صحیح ہے اور یہ سمجھا جائے گا کہ انہوں نے وہیں سے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد ملاحظہ ہو، مشکوٰۃ المصابیح باب صفۃ الصلوٰۃ کی فصل ثالث کے اخیر میں ذیل کی حدیث درج ہے۔

عن ابی هریرةؓ قال صلی بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الظهر وفی مؤخر الصفوف رجل فاساء الصلوٰة فناداه رسول الله صلی الله علیه وسلم یافلان الاتتقی الله الاتری کیف تصلی انکم ترون انه یخفی علی شیء مما تصنعون والله انی لاارای من خلفی کما اری من بین یدیّ (رواه احمد)۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو (ایک دفعہ) ظہر کی نماز پڑھائی اور پچھلی صفوں میں ایک شخص تھا جس نے نماز اچھی طرح نہیں پڑھی۔ پس جب سلام پھیر دیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسم نے اس کو پکارا کہ اے فلانے کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کیسی نماز پڑھتے ہو؟ تم سمجھتے ہو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے کوئی بات مجھ پر پوشیدہ رہتی ہے۔ خدا کی قسم! میں اپنے پیچھے کے لوگوں کو اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے والوں کو۔ (روایت کیا اس کو امام احمدؒ نے)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمت اللہ علیہ ''اشعۃ اللمعات'' صفحہ ۳۹۲ پر ارقام فرماتے ہیں:

''بداں کہ ایں دیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم از پس و پیش بطریق خرق عادت بود بوحی یا بالہام وگاہ گاہے بود نہ دائم و موید آں است انچہ درخبر آمدہ است کہ چوں ناقہ آنحضرتؐ گم شدو درنیافت کہ کجا رفت منافقاں گفتند کہ محمد می گوید کہ خبر آسمان می رسانم ونمی داند کہ ناقہ او کجا است۔ پس فرمود آنحضرتؐ واللہ من نمی دانم مگر انچہ بداناند مرا پروردگار من اکنوں بنمود مرا پروردگار من کو لے درجائے چنیں وچناں است و مہار وے درشاخِ درختے بند شدہ است و نیز فرمودہ است کہ من بشرم نمی دانم کہ پس ایں دیوار چسیت یعنی بے داناندین حق سبحانہ''۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ ۳۹۲)

جان کہ دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آگے اور پیچھے سے بطورِ خرق عادت تھا، وحی یا الہام سے اور کبھی کبھی تھا نہ ہمیشہ۔ اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ مبارکہ گم ہوگئی اور یہ نہ معلوم ہوا کہ کہاں گئی، تو منافقوں نے کہا کہ محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہتے ہیں کہ میں آسمان کی خبر دیتا ہوں اور ان کو کچھ خبر نہیں کہ ان کی ناقہ کہاں ہے، تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اللہ کی میں نہیں جانتا مگر وہ کہ میرے

پروردگار نے مجھ کو بتلا دیا ہے۔ اب میرے پروردگار نے مجھ کو دکھا دیا ہے کہ وہ فلاں جگہ ہے اور اس کی مہار ایک درخت کی شاخ میں بندھی ہوئی ہے اور یہ بھی حضور نے فرمایا کہ میں بشر ہوں، میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے، یعنی بے بتلائے حق سبحانہ کے۔"

یہاں شیخ نے اس روایت کو نقل فرمایا اور کوئی جرح نہیں فرمائی۔ لہٰذا حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ بالکل صحیح ہوا۔ بلکہ غور کیا جائے تو شیخؒ کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک قابل اعتبار ہے۔ کیوں کہ یہاں اس کو شیخ نے اپنے دعوے کی تائید میں پیش کیا ہے اور شیخ کی ثقاہت سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی روایت کو باطل محض سمجھتے ہوئے اپنے دعوے کی تائید میں پیش کریں۔ پس مقامِ تائید میں شیخ کا اس روایت کو نقل فرمانا صریح دلیل اس کی ہے کہ یہ ان کے نزدیک معتبر ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ شیخ نے "مدارج النبوت" میں ایک جگہ اسی روایت کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ "اس کی کوئی اصل نہیں" سو اگرچہ اس سوال کا جواب ہمارے ذمہ نہیں۔ مگر تاہم ناظرین کے دفعِ خلجان کے لئے اس کے متعلق بھی کچھ مختصراً عرض کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مشہور محتاط اور متشدد محدث حافظ ابن جوزیؒ (حدیث کے بارے میں جن کی غیر معمولی احتیاط اور حد اعتدال سے بڑھا ہوا تشدد اہل علم کو معلوم ہے) نے اس روایت کو اپنی بعض کتابوں میں بلا اسناد کے نقل فرمایا ہے اور ان جیسے محتاط ناقد بصیر محدث کا کسی روایت کو بغیر جرح کے نقل کرنا اس کے معتبر ہونے کی کافی دلیل ہے اور اسی وجہ سے شیخ علیہ الرحمۃ نے روایت کو معتبر سمجھا اور "اشعۃ اللمعات" کی مذکورہ بالا عبارت میں اپنے دعوے کی تائید میں پیش کر دیا، مگر چونکہ اس روایت کی اسناد منقول نہیں، اس لئے "مدارج النبوت" میں ایک جگہ یہ بھی فرما دیا کہ "اس کی کوئی اصل نہیں" یعنی اسناد نہیں۔ اس طرح شیخ کے کلام کا تعارض بھی رفع ہو جاتا ہے اور کوئی اشکال بھی باقی نہیں رہتا۔ اور یہ ایک عجیب

اتفاق ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اک کلام بھی اس روایت کے متعلق بظاہر اس طرح معارض ہے چنانچہ قسطلانی ''مواہب لدنیہ'' میں حافظ سخاویؒ کی مقاصد حسنہ سے ناقل ہیں کہ:

حدیث لا اعلم ماخلف جداری هذا قال شیخنا شیخ الاسلام ابن حجر لااصل له قلت ولکنه قال فی تلخیص تخریج احادیث الرافی عند قوله فی الخصائص ویریٰ من وراء ظهره کما یری من قدامه هو فی الصحیحین وغیر هما من حدیث انس وغیره والا حادیث الواردة بذالک مقیدة بحالة الصلوٰة وبذالک یجمع بینه وبین قوله علیه السلام لا اعلم ما وراء جداری هذا انتهی وهذا مشعر بورو ده۔

یہ حدیث کہ ''میں نہیں جانتا جو میری اس دیوار کے پیچھے ہے'' ہمارے شیخ، شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ ''اس حدیث کی اصل نہیں'' میں کہتا ہوں کہ مگر تخریج احادیث رافعی کی تلخیص میں خصائص کے بیان میں اس کے اس قول کے پاس کہ ''اور آپ دیکھتے تھے اپنے پس پشت جس طرح دیکھتے تھے اپنے آگے'' خود انہی (حافظ ابن حجرؒ) نے فرمایا ہے کہ یہ حضرت انسؓ وغیرہ سے صحیحین اور ان کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں مروی ہے اور جن احادیث میں یہ مضمون (یعنی حضرت اقدس کا پس پشت کی چیزوں کو دیکھنا) وارد ہوا ہے وہ نماز کی حالت کے ساتھ مقید ہیں اور اس توجیہ سے تطبیق ہو جاتی ہے اس میں اور حضور علیہ السلام کے فرمان میں کہ ''میں نہیں جانتا اس کو جو میری اس دیوار کے پیچھے ہے۔'' ختم ہوا (کلام حافظ ابن حجر کا، اس کے بعد حافظ سخاویؒ فرماتے ہیں کہ) اور (ہمارے شیخ کے) اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے۔''

علامہ زرقانیؒ شرح مواہب میں حافظ سخاویؒ کے اس قول کے بعد فرماتے ہیں۔

فینافی قوله لا اصل لها فهو تناقض منه ویمکن ان مراده لا اصل له

معتبر لكونه ذكر بلا اسناد لانه مراده بطلانه ۔

پس ان کا (یعنی حافظ ابن حجرؒ کا) یہ قول ان کے اصل قول کے منافی ہے (جس میں انہوں نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ) ''اس کی اصل نہیں'' پس یہ ان کی جانب سے (کھلا ہوا) تناقض ہے اور ممکن ہے کہ اس قول سے ان کی مراد یہ ہو کہ ''اس حدیث کی اصل معتمد نہیں'' چونکہ وہ بلا اسناد منقول ہوئی ہے، یہ مطلب نہیں کہ سرے سے باطل ہے۔

پس ہم نے شیخ علیہ الرحمتہ کے مدارج والے قول کو جو توجیہ کی ہے وہ بعینہ وہی ہے جو علامہ زرقانیؒ نے حافظ ابن حجرؒ کے کلام کی کی ہے۔

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا، وہ شیخؒ کے قول ''اصلے نہ دارد'' کی توجیہ سے متعلق تھا اور اپنے فریضہ سے زائد۔ ورنہ ہمارے ذمہ صرف اسی قدر تھا کہ شیخ کی کسی تصنیف سے بس اتنا ثابت کر دیتے کہ انہوں نے اسکو بلا جرح نقل فرمایا ہے۔ یہ ہمارا تبرع تھا کہ ہم نے شیخ کے طرزِ عمل سے روایت کا معتبر ہونا بھی ثابت کر دیا اور ان کے دونوں قولوں کے ظاہری تعارض کو بھی اٹھا دیا۔ فللہ الحمد ولمنتہ۔

اور قطع نظر ان تمام چیزوں سے اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ یہ روایت معناً صحیح ہے اور بہت سی صحیح حدیثیں اس کے مضمون کی تائید کرتی ہیں۔ چنانچہ صحیحین اور سُنن نسائی میں حضرت زینب زوجہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں زکوٰۃ کے متعلق ایک مسئلہ پوچھنے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر حاضر ہوئی جب میں پہنچی تو اسی ضرورت سے ایک انصاری بی بی بھی وہاں کھڑی ہوئی تھیں...... پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے تو ہم نے ان سے کہا۔

ائت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبره ان امرأتين بالباب تسئلانك اتجزى الصدقة عنهما على ازواجهما وعلى ايتام فى

حجورهما ولاتخبره من نحن فساله بلال فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم من هما فقال امرأة من الانصار وزينب فقال له اى الزينب قال امرأة عبدالله فقال لهما اجران اجر القرابة واجر الصدقة۔

آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تقدس میں جائیے اور ان کو اطلاع دیجئے کہ دو عورتیں دروازہ پر کھڑی ہیں اور یہ مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہیں کہ ''اگر وہ اپنے شوہروں اور ان یتیم بچوں پر جوان کی پرورش میں ہیں صدقہ کر دیں تو کیا ادا ہو جائے گا؟ اور (اے بلالؓ دیکھو) حضرت کو یہ مت خبر دینا کہ ہم کون ہیں۔ پس حضرتِ بلالؓ نے حضور ﷺ سے وہ مسئلہ اسی طرح دریافت کیا۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ پوچھنے والیاں کون ہیں؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا وہ ایک کوئی انصاری بی بی ہیں اور ایک زینب، حضور ﷺ نے فرمایا کہ کون زینب؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ عبداللہ ابن مسعودؓ کی بیوی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اس صورت میں ان کو دو اجر ملیں گے ایک صدقہ کا ایک قرابت کا۔''

سو اگر حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کی سب باتیں معلوم ہو جایا کرتیں تو حضرت بلالؓ سے نام دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہوتی؟ پس آپ کا نام دریافت فرمانا اور زینب نام معلوم ہونے پر یہ فرمانا کہ کون سی زینب؟ صریح دلیل اس کی ہے کہ آپ کو دیوار کے پیچھے کی بعض باتیں معلوم نہیں ہوتی تھیں۔

نیز حیاتِ طیبہ کے اخیر دنوں میں حالتِ مرض میں حضور ﷺ کا اپنی جماعت کو دیکھنے کے لئے حجرہ مبارکہ کے دروازہ پر تشریف لانا اور پردہ ہٹا کر مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے والی جماعت کو دیکھنا (جس کا ذکر کتب صحاح میں ہے) اور بالخصوص آخری دن بار بار یہ دریافت فرمانا کہ اصلی الناس؟ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ حالانکہ مسجد مبارک اور حجرۂ شریفہ میں صرف دیوار ہی حائل تھی، صریح دلیل اس کی ہے کہ دیوار کے پیچھے کی کچھ باتیں حضور ﷺ کو

معلوم نہیں ہوئی تھیں۔ پس اگر کسی حدیث میں یہ وارد ہوا ہو کہ۔

واللہ لا ادری ماوراء جداری ھذا او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

(یعنی اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا اس کو جو اس دیوار کے پیچھے ہے) تو اس میں کیا استبعاد ہے۔ بہر حال اس روایت کی معنوی صحت سے تو کسی کو بھی انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی۔

اور پھر اگر ان باتوں سے بھی قطع نظر کر لیا جائے تو یہ ہر منصف مزاج کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ صاحب براہین نے اس روایت کو علم ذاتی کی نفی کے موقع پر پیش کیا ہے۔ کیونکہ ہم خود صاحب براہین کی تصریحات سے ثابت کر چکے ہیں کہ ان کی وہ تمام بحث علم ذاتی کے متعلق ہے تو گویا اس روایت کو انہوں نے علم ذاتی کی نفی پر محمول کیا ہے اور ہم خود مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تصریحات سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ بھی علم ذاتی کے قائل نہیں، بلکہ جو شخص ایک ذرہ یا اس سے بھی کمتر سے کمتر کا علم ذاتی غیر اللہ کے لئے مانے وہ ان کے نزدیک بھی کافر و مشرک ہے۔ پس اس اعتبار سے تو یہ روایت خان صاحب کے نزدیک بھی معناً صحیح ہے اور وہ تو خود فرما چکے ہیں کہ۔

''آیات و احادیث و اقوالِ علماء جن میں دوسروں کے اثبات علم غیب سے انکار ہے، ان میں قطعاً یہی دو قسمیں (یعنی ذاتی یا محیط کل) مراد ہیں۔'' خالص الاعتقاد: ص ۲۸۔

پس جب کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کو علم ذاتی کی نفی پر محمول فرما رہے ہیں تو پھر خان صاحب یا ان کی ذریت کے لئے کیا محل اعتراض ہے۔

ہم شروع ہی میں عرض کر چکے ہیں کہ یہ بحث موضوع تکفیر سے غیر متعلق ہے۔ اس لئے ہم اسی قدر پر اکتفاء کرتے ہیں۔

ے۔ بریلویوں نے خود ہی لکھا ہے کہ فلاں فلاں کتاب کو رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند کیا ہے مگر خود ہی اس کتاب پر فتوے بھی لگاتے ہیں۔ تفصیل کے لئے ہمارا یہ مضمون پڑھیں۔

ایک درد بھری آہ

بریلویت اس باؤلے کی مانند ہوچکی ہے جو ہر ایک کو کاٹتا ہے حتیٰ کہ اس کی باؤلی آنکھ اپنے مالک تک کو نہیں پہنچانتی اور اس باؤلے پن میں یہ احساس تک ختم ہو جاتا ہے کہ یہ میرا مالک ہے میرا محسن ہے اس کے کھلائے ہوئے ٹکڑے میرے پیٹ میں ابھی تک موجود ہیں اس کو تو صرف ایک ہی چسکا ہے کاٹنے کا اور وہ صرف اسی مگن میں آوارہ آوارہ پھرتا ہے اور اگر اس کی تسکین کا سامان اس کو کہیں میسر نہ ہو تو یہ اپنے آپ کو کاٹنے سے دریغ نہیں کرتا۔

قارئین ذی وقار میرے یہ چند تمہیدی جملے پڑھ کر شاید کسی کے دل میں یہ آئے کہ الفاظ سخت ہیں تشبیہ بڑی قبیح ہے لیکن جب میرے اس اجمال کی تفصیل آپ حضرات پڑھیں گے تو شاید آپ کے جذبات اس سے بھی زیادہ سخت ہوں گے نیز یہ وہ فرقہ اور فتنہ ہے جس نے حضور مظہر موجودات منبع فیوضات صاحب لولاک ﷺ کی عبدیت سمجھانے کے لئے کتے کی مثال دی ہے۔ (تفسیر نور العرفان ص ۴۳۲)

اگر مثال گھٹیا الفاظ سے ہے تو تمہید بھی گھٹیا الفاظ کے ساتھ تسلیم کرنی پڑے گی اور اگر نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد اہل بدعت کے ہاں یہ مثال شایان شان ہے تو بحمد اللہ یہ تمہید بھی یقیناً لاشک لاریب بے غبار لازماً ان اہل بدعت کلاب النار کی شایان شان ہے۔

دوسری درخواست یہ ہے کہ میری معروضات کو تعصب و عناد پر مبنی نہ سمجھا جائے بلکہ ایک حقیقت ہے جس کو آشکارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں بخدا اس فتنے کے دجل وفریب اور مکر و تلبیس کے لکھنے پر طبیعت نہیں چاہ رہی تھی مگر مجبور ہوں اس ایمان سوز فتنہ سے امت مرحومہ کو بچانے کے لئے یہ درد بھری آہ ہے شاید اس کو کوئی محسوس کرے اور اس فتنہ سے اپنے اور اپنے دوست واحباب کے ایمان کو بچالے۔

قارئین گرامی قدر خدارا میری معروضات پر آپ توجہ کیجئے گا۔

بریلوی علامہ نور بخش توکلی نے ایک کتاب ''سیرت رسول عربی ﷺ'' لکھی جس کے متعلق بریلوی اکابر نے یہ باور کروایا ہے کہ

ا۔ ''یہ مولانا توکلی کی وہ تصنیف ہے جس پر انہیں حضور سرور دو عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی فلہذا یہ کتاب گویا رسول اکرم ﷺ کی منظور شدہ ہے۔''

(نہایت الکمال ص ۴ از فیض احمد اویسی)

۲۔ مولانا الحاج عبدالحمید لدھیانوی نے خواب میں آپ کی وفات کے ایک ماہ بعد آپ کو ایک باغ میں سنہری تخت پر بیٹھے دیکھا تو دریافت کیا کہ اس اعزاز کی وجہ کیا ہے مولانا توکلی صاحب نے جواب دیا۔ ''میرے اللہ کو میری کتاب سیرت رسول عربی ﷺ پسند آگئی اور مجھے یہ انعام ملا۔'' (میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی ص ۳۸)

(نوٹ) یہ کتاب مندرجہ ذیل بریلوی علماء وغیرھم کے تعاون سے لکھی گئی ہے۔

ا۔ مولانا محمد خلیل خان فیضی ۲۔ مولانا محمد اسحاق چشتی ۳۔ مولانا محمد شوکت سیالوی ۴۔ ڈاکٹر الطاف حسین سعیدی ۵۔ خلیل احمد رانا۔

اور یہی خواب والا واقعہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے بھی تذکرہ علماء اہلسنت و جماعت لاہور کے ص ۲۹۹ پر اور عبدالحکیم شرف قادری نے عظموں کے پاسبان ص ۳۴۳ پر بھی نقل کیا ہے اور شرف قادری صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ سیرت رسول عربی ﷺ عوام میں بے پناہ مقبول ہوئی اور بارگاہ الٰہی اور دربار مصطفائی میں حضرت مصنف کے لئے ذریعۂ اعزاز و اکرام بنی۔ (عظمتوں کے پاسبان ص ۳۴۲)

محترم قارئین!

مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوگی کہ کتاب سیرت رسول عربی ﷺ کی حیثیت ملت بریلویہ کے یہاں مسلم ہے کہ یہ کتاب خدا تعالیٰ کو بھی پسند ہے اور نبی

پاک ﷺ کی بارگاہ میں بھی منظور شدہ ہے اب اس کتاب میں تحریر شدہ باتوں پر جو بریلوی فتویٰ لگائے گا وہ فتویٰ توکلی صاحب کے گلے میں تو فٹ آئے گا ہی سہی لیکن ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ اور رسول مکرم ﷺ کی پسند پر لگ کر ان کی توہین کا بھی مرتکب ہوگا۔

معزز قارئین!

دل و جگر کو تھام کر ذرا ان فتووں کو ملاحظہ کیجئے جو خدا تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے توہین میں ہیں۔

۱۔ توکلی صاحب لکھتے ہیں ''الله یستھزی بھم۔ اللہ ہنسی کرتا ہے''

(سیرت رسول عربی ﷺ ص ۳۵۷ ضیاء القرآن)

جبکہ بریلوی کہتے ہیں ''اگر ان مترجمین کو تائید ربانی حاصل ہوتی اور ان کے قلوب میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا سچا تصور ہوتا تو وہ اس سبوح و قدوس کے حق میں دل لگی کرنا، ٹھٹھا کرنا، ہنسی اڑانا، وغیرہ بازاری محاورے ہرگز استعمال نہ کرتے۔

(انوار کنز الایمان ص ۳۳۶ از مدنی میاں)

دوسری جگہ مولوی ابوداؤد محمد صادق صاحب نے بھی ہنسی وغیرہ کو بازاری لفظ قرار دیا ہے۔

(انوار کنز الایمان ص ۸۹۲)

قارئین!

ہم ملت رضویہ مبتدعہ کے اس طرح کے ڈھیروں فتاویٰ جات نقل کر سکتے ہیں لیکن مشتے نمونہ از خروارے ان کے چند جید افراد کے فتاویٰ نقل کریں گے۔

بریلویوں کے محبوب المبتدعین محبوب علی خان قادری برکاتی نے تو حد ہی کر دی ہے اس نے ''ہنسی کرنا'' وغیرہ کو خدا کی طرف منسوب کرنا کفر قرار دیا ہے۔ (نجوم شہابیہ ص ۲۲، ۲۹)

اس کتاب پر تقریباً ۵۵ بریلوی اکابرین بشمول حشمت علی قادری، اجمل شاہ سنبھلی کے دستخط ہیں۔

قارئین! اب آپ ملاحظہ فرمایئے کہ ناعاقبت اندیش بریلویوں کے یہ فتوے کہاں جا لگے (العیاذ باللہ)

۲۔ توکلی صاحب لکھتے ہیں۔

''وما جعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم الایہ ۔ اور نہیں مقرر کیا ہم نے قبلہ اس کو جس پر تو پہلے تھا (یعنی کعبہ) مگر اسی واسطہ کہ معلوم کریں کہ کون تابع رہے گا'' الخ۔

(سیرت رسول عربی ﷺ ص ۱۰۷)

جبکہ بریلوی رئیس التحریر علامہ ارشد قادری اس طرح کے ترجمہ کے متعلق لکھتا ہے کہ

''مندرجہ بالا ترجموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ مستقبل کا علم نہیں ہے کیونکہ ان ترجموں سے نہایت صراحت کے ساتھ یہ مفہوم نکلتا ہے کہ بیت المقدس کو قبلہ بنانے سے پہلے خدا کو علم نہیں تھا کہ قبلہ بنائے جانے کے بعد کون رسول کی پیروی کرے گا۔''

(انوار کنز الایمان ص ۴۳۶)

''بریلوی علامہ مدنی میاں لکھتے ہیں۔

''بصیرت ایمانی سے محرومی کے باعث اتنا نہ سوچ سکے کہ معلوم ہو جائے (اور معلوم کرے وغیرہ) کا محاورہ اس کیلئے استعمال کیا جائے گا جس کو پہلے سے یہ معلوم نہ ہو۔''

(انوار کنز الایمان ص ۳۳۶)

پیر محمد افضل قادری لکھتا ہے۔

''ان تراجم میں اللہ تعالیٰ کے لئے معلوم کرے یا معلوم ہو جائے یا وہ جان لے کے الفاظ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معلوم کرتا ہے اور معلوم وہ کرتا ہے جسے پہلے معلوم نہ ہو۔''

(آواز اہل سنت جنوری ۲۰۱۰ ص ۱۹)

ملک شیر محمد اعوان لکھتا ہے:

''اس سے عجیب تاثر پیدا ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ایک چیز خدائے علیم وخبیر کو معلوم نہ تھی اوراس آزمائش میں ڈال کردہ معلوم کرنا چاہتا ہے۔'' (انوار رضا ص ۸۶)

قارئین ذی قدر!

مجدد بدعات مائۃ حاضرۃ کے فضلہ خواروں کے فتاویٰ کے زہر آلود نشتر توکلی صاحب کے الفاظ پر نہیں چل رہے بلکہ میری درد بھری آہ تو اس پر ہے کہ ان علم وخرد سے پیادہ مفتیوں کے جہالت پر مبنی فتاویٰ کی زد میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پسند آگئی ہے۔

۳۔ توکلی صاحب لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کی رسالت پر قسم کھائی'' آگے لکھتے ہیں۔ ''میں کھاتا ہوں اس شہر کی قسم'' (سیرت رسول عربی ﷺ ص ۵۱۳)

اب بریلوی علامہ مدنی میاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پسند کی دھجیاں اڑاتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حق میں قسم کھاتا ہوں کا زیبا محاورہ استعمال کردیا۔''

(انوار کنز الایمان ص ۳۳۸)

۴۔ توکلی صاحب نے جگہ جگہ آیات قرآنیہ کا ترجمہ کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے لئے ''تو'' کا لفظ استعمال کیا ہے دیکھئے (سیرت رسول عربی ﷺ ص ۵۱۳، ۵۲۰، ۵۲۲، ۴۴۷، ۴۴۸، ۶۶۲)

جبکہ بریلوی زعما اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی مخالفت پر براستہ توکلی صاحب کیسے کمر بستہ ہیں دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے ذرا ملاحظہ کیجئے۔

''اردو میں کسی بھی معزز ومحترم ہستی کو لفظ ''تو'' سے مخاطب کرنا گستاخی کے زمرے میں شمار ہوتا ہے اگر یہی لفظ ذات باری تعالیٰ کے لئے ہوتا تو قابل گرفت نہیں کہ مقصود شرک

سے اجتناب ہوتا ہے۔ لیکن نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ کے لئے یہ لفظ استعمال کرنا سراسر بے ادبی میں شمار ہوگا۔ (انوار کنز الایمان ص ۲۸)

فاضل بریلوی کے والد لکھتے ہیں:

''عرب میں باپ اور بادشاہ سے کاف کے ساتھ (جس کا ترجمہ تو ہے) خطاب کرتے ہیں اور اس ملک میں یہ لفظ کسی معظم بلکہ ہمسر سے بھی کہنا گستاخی اور بے ہودگی سمجھتے ہیں یہاں تک اگر ہندی اپنے باپ یا بادشاہ خواہ کسی واجب التعظیم کو ''تو'' کہے گا تو شرعاً بھی گستاخ و بے ادب اور تعزیر و تنبیہ کا مستوجب ٹھہرے گا۔''

(اصول الرشاد ص ۲۲۸)

رضا خانیو شرم، شرم، شرم، بریلوی شریف کے توپ خانہ سے داغے گئے فتوؤں سے دیکھو کیسے خدا اور رسول ﷺ کی پسند کے پرخچے اڑائے جا رہے ہیں۔ کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا جس خدا کا رزق کھاتے ہو اور جس نبی ﷺ کے صدقے تمہیں ٹکڑے ڈالے جا رہے ہیں انہی کی پسند کو گستاخی کہتے ہو شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

۵۔ توکلی صاحب لکھتے ہیں۔

''آپ ﷺ کے پچھلے اگلے گناہ (بالفرض والتقدیر) معاف کئے گئے۔''

(سیرت رسول عربی ﷺ ص ۵۱۴)

آیئے بنا چتی عشاق کے کرتب دیکھئے۔

''جب حضور اقدس ﷺ کو درویش کہنے والا کافر ہے تو جو حضور پر نور ﷺ کو گناہ گار خطا کار قصور وار جان بوجھ کر قصداً لکھے وہ کافر نہ ہوگا؟''

(نجوم شہابیہ ص ۶۸) نیز اس پر تقریباً ۵۵ بریلوی اکابرین کے دستخط ہیں۔

شاباش، رضا خانی نطفو فتویٰ کفر داغے بغیر تمہارا نسب مشکوک ہے اور کبھی سوچا بھی

ہے کہ تمہارے بے لگام مفتیوں کے فتوے کس کی پسند کے خلاف ہیں۔

فافهموا وتدبروا ولاتكونوا من المشركين۔

۶۔ توکلی صاحب لکھتے ہیں۔

''ایک دفعہ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ مشرکین پر بد دعا کریں۔''

جبکہ بریلوی علامہ غلام رسول سعیدی لکھتا ہے۔

''واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو احزاب کی شکست اور ان کے قدم اکھڑنے کی دُعا فرمائی اس کو بد دعا کہنا جائز نہیں اور ایسا کہنا رسول اللہ ﷺ کی سخت توہین ہے...... یہ نہایت بے ادبی اور سخت توہین ہے...... جس شخص نے بھی آپ کی کسی دعا کو بد کہا اس کو توبہ کرنی چاہئے۔'' (شرح مسلم ج۵ ص۳۰۰)

قارئین ذی وقار!

رضاخانی توپ سے سعیدی کا، ناجائز، سخت توہین، بے ادبی، توبہ کرنے، کا جو فتویٰ داغا گیا ہے وہ توکلی صاحب کو ڈھیر کرتے ہوئے العیاذ باللہ صحابہ کرامؓ اور آگے العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ نقل کفر کفر نہ باشد نبی پاک ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات تک جا پہنچا کیونکہ بریلوی اکابرین کے بقول یہ کتاب خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مقبول و منظور و پسندیدہ ہے۔

۷۔ توکلی صاحب آیت

وماكنت ترجوان يلقى اليك الكتاب الاية۔

کا ترجمہ لکھتے ہیں۔

''اور تو قع نہ رکھتا تھا تو کہ اتاری جائے تجھ پر کتاب۔''

(سیرت رسول عربی ﷺ ص۵۱۳)

جبکہ بریلوی مناظر حنیف قریشی لکھتا ہے:

''سعودی عرب کے وہابی حضرات کی طرف سے ملنے والی ترجمہ اور تفسیر جو مفت تقسیم ہوتی ہے اور دیگر نام نہاد مترجمین کے تراجم سے گریز کریں کیونکہ ان میں کئی مقامات پر مقام الوہیت و نبوت کی تنقیص کی گئی ہے مثلاً سعودیہ سے ملنے والی تفسیر میں ص ۱۰۹۸ پر سورہ قصص کی آیۃ ۸ کے تحت لکھا ہے یعنی نبوت سے پہلے آپ ﷺ کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ آپ ﷺ کو رسالت کے لئے چنا جائے گا۔'' (گستاخ کون ص ۱۹۷)

ذرا غور کیجئے کیا توقع اور وہم وگمان ایک ہی چیز نہیں ہے لہذا قریشی جی کا یہ فتویٰ خدا تعالیٰ اور رسول محترم ﷺ تک کی توہین کرتا ہے۔

۸۔ توکلی صاحب تسمیہ کا ترجمہ لکھتے ہیں۔

''اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

(سیرت رسول عربی ﷺ ص ۱۷۱ از ضیاء القرآن)

جبکہ فیض احمد اویسی لکھتا ہے:

''ان دونوں (حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت تھانویؒ) کے تسمیہ کے ترجمہ میں ''ہیں'' اور ''ہے'' مذکور ہے جبکہ عربی کی ابتدائی درجے کا طالب بھی جانتا ہے کہ موصوف اور صفت کے ترجمے میں لفظ ''ہیں'' یا ''ہے'' کا ذکر کرنا غلط ہے کیونکہ ''ہیں'' یا ''ہے'' نسبت تامہ کا ترجمہ ہے موصوف صفت میں نسبت تامہ نہیں ہوتی بلکہ ناقصہ ہوتی ہے اور یہ دونوں لفظ نسبت ناقصہ کا ترجمہ ہرگز نہیں ہو سکتے اس لئے یہ ترجمے اسلوب قرآنی اور قواعد عربی کے بالکل خلاف ہیں۔'' (سیدنا اعلیٰ حضرت ص ۴۵)

واہ اویسی صاحب کا دوغلہ پن جس کی کتاب کی خود ہی تصدیق کرتے ہو کہ نبی پاک ﷺ نے اس کو منظور و مقبول فرمایا ہے اب اسی کی کتاب کے خلاف آپ فتویٰ داغ رہے ہیں۔

کیوں اویسی جی؟

کیا یہ فتویٰ توکلی صاحب کے گلے میں فٹ نہیں ہو رہا؟

اس سے آگے بھی سوچا ہے کہ یہ فتویٰ کہاں تک جا پہنچا ہے؟

قارئین! یہ ہے رضا خانی مذہب میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی عزت اور قدر کہ ان کو بولتے نہیں تھکتے رضا خانیو روز محشر تمہاری ان تمام خباثتوں کا بدلہ تمہیں دیا جائے گا انشاء اللہ

۹۔ توکلی صاحب لکھتے ہیں:

"یایھا الذین آمنو اتقوالله وابتغوا الیه الوسیلة وجاهدو فی سبیله لعلکم تفلحون۔

اے ایمان والوں خدا سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔" (سیرت رسول عربی ﷺ ص ۶۴۱)

جبکہ اویسی صاحب لکھتے ہیں:

''معتزلہ کے عقیدہ کی تائید میں دوسرے مترجمین نے لعل کے ترجمہ میں غلطی کی ہے چنانچہ چند تراجم ملاحظہ ہوں:

یایھاالناس اعبدو اربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون۔

ترجمہ اے لوگو بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ (ترجمہ شیخ دیوبند محمود الحسن)

اسی طرح دیگر مترجمین کا حال ہے حالانکہ اس ترجمہ کا قاضی بیضاوی مشہور درسی کتاب سے رد ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں لم یثبت فی اللغة مثله لغت میں اس کی مثال ثابت نہیں کہ اس میں لعل بمعنی کئے (تا کہ) مستعمل ہوا ہو۔ باوجود یہ کہ درسی کتاب میں اس کا رد موجود ہے لیکن ان یتامی سے غلطی سرزد ہوئی جس سے پڑھنے والا مترجم کی جہالت کے علاوہ یقین کرے گا یہ ترجمہ کسی معتزلی کا ہے اور پھر اس سے اللہ تعالیٰ کی گستاخی کا بین ثبوت

ہے کہ وہ اپنے بندوں سے عبادت کی امید میں ہے حالانکہ مسلمان مدعی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں اور نہ ہی وہ کسی کی عبادت کا محتاج ہے اور دوسری گستاخی یہ ہوگی امید کی وابستگی لاعلمی ثابت کریت ہے۔" (سیدنا اعلیٰ حضرت ص ۲۰)

یعنی لعل کا معنیٰ تا کہ کرنے سے یہ سب خرابیاں پیدا ہوئیں جاہل، معتزلی، یتامی، خدا کی گستاخی، خدا کو لاعلم ثابت کرنا یعنی جو ایسی آیات میں لعل کا ترجمہ تا کہ کرے وہ ایسا ہے اب دیکھئے تا کہ کا ترجمہ توکلی صاحب کر رہے ہیں اور وہ بھی اس کتاب میں جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پسندیدہ ہے پھر اویسی کو اپنی فکر کرنی چاہئے کہ قبر میں جو ٹینشن ہوگی اس سے چھٹکارا کیسے ہو۔

۱۰۔ توکلی صاحب لکھتے ہیں۔

حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغیر الله به والمنخنقة ۔

حرام ہو تم پر مردہ اور لہو اور گوشت سور اور جس چیز پر نام لیا گیا اللہ کے سوا کا اور جو مر گیا گلا گھٹ کر۔ (سیرت رسول عربی ﷺ ص ۳۴۶)

جبکہ ملت بریلویہ میں یہ ترجمہ کرنا بہت بڑا جرم سمجھا جاتا ہے شاہ عبدالعزیزؒ نے یہ تفسیر لکھی تو خان جی نے اسے غلط کہا لیکن ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بقول تمہارے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا یہی پسندیدہ ترجمہ ہے کہ "جس چیز پر نام لیا گیا اللہ کے سوا کا" یعنی وہ حرام ہے۔ مثلاً فلاں پیر جی کا یہ بکرا ہے فلاں بزرگ کا یہ بیل ہے یا فلاں کا مرغا وغیرہ اس قسم کے اقوال سے وہ جانور حرام ٹھہرتا ہے اور اگر انکار کرتے ہو تو اپنی قبر و اخرت کی فکر کو۔ یہ سب کچھ اسی مستند و معتبر کتاب سے معلوم ہوا۔

۱۱۔ توکلی صاحب لکھتے ہیں۔

"مولانا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ" (سیرت رسول عربی ﷺ ص ۶۲۹)

جبکہ بریلوی ملت مولانا کو کافر کہتے نہیں تھکتے اور جوان کو مسلمان سمجھے اس کو بھی کافر کہتے ہیں اور ادھر خدا اور اس کا رسول اللہ ﷺ پسند کرتے ہیں کہ ان کو رحمۃ اللہ علیہ کہا جائے اور منظور و مقبول فرماتے ہیں۔

لہٰذا رضا خان سے لے کر سردار خان تک اور قریشی جی سے سعید اسعد تک اور اشرف سیالوی گستاخ رسول ﷺ سے ٹو کے خبیث تک تمام کی تمام ذریت اہل بدعت کو چیلنج ہے کہ مسبب الاسباب نے مخالفت خدا اور مخالفت رسول ﷺ کا جو پھندہ توکلی صاحب کے ہاتھوں تمہارے گلے فٹ کیا ہے اگر ہمت ہے تو اس کو نکال کر دکھاؤ لیکن جس ڈگر پر تم ہو اس کو گلے میں لے کر ہی مرو گے اور قیامت کے دن یہی طوق تمہارے گلے میں ہوگا۔

اور اس کی وجہ اکابر علمائے دیوبند کثر اللہ سوادھم و اتباعھم الی یوم القیامۃ جو کہ حقیقتاً اولیاء اللہ ہیں ان کو بھونکنا ہے جبکہ ان کا اسلام خدا اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں مقبول و منظور اور پسندیدہ ہے کیونکہ اس کتاب کی مقبولیت عند اللہ اور عند الرسول ﷺ ہونا تمہیں مسلم ہے۔

قارئین گرامی قدر!

اب ایک اور کتاب دیکھئے جس کو ''سبع سنابل'' کہتے ہیں اس کے متعلق عبدالحکیم شرف قادری بریلوی لکھتے ہیں:

''سبع سنابل تصنیف او درجناب رسالت پناہ مقبول افتادہ''

(سبع سنابل فارسی کلمہ آغاز)

یعنی میر صاحب کی کتاب سبع سنابل رسالت مآب ﷺ کی بارگاہ میں مقبول ہوئی اور یہی بات سبع سنابل مترجم بترجمہ مفتی خلیل خان برکاتی جس کی تصحیح عبدالحکیم شاہ جہان پوری نے کی ہے اس کے ص ۴۳، ۴۶ پر بھی موجود ہے یعنی بریلویہ کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ یہ کتاب بارگاہ رسالت میں مقبول و منظور ہے اب آیئے دیکھیے کہ بریلویوں کو بھی منظور و مقبول ہے کہ نہیں؟

اس میں چند باتیں بطور نمونہ ہم عرض کرتے ہیں اس میں لکھا ہے۔

''انسان اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانے'' (سبع سنابل اردو ص ۱۲۸)

جبکہ بریلوی زعماء تو کہتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کے اسماء میں شھید و بصیر ہے اس کو حاضر و ناظر نہ کہنا چاہئے۔''

(فھارس فتاوی رضویہ ص ۳۸۷)

الیاس قادری سے سوال ہوا کہ اللہ عزوجل کو حاضر و ناظر کہہ سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب: نہیں کہہ سکتے۔

(کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب ص ۵۷۱)

خواجہ قمر الدین سیالوی لکھتے ہیں۔

''جن اسماء کو ہمیں تلاوت کرنے یا پڑھنے یا ان کے ساتھ اس ذات اقدس کو پکارنے کی اجازت نہیں دی گئی کہیں بھی یا حاضر یا ناظر نہیں لہذا جن اسماء کے ساتھ ذات باری کو پکارنے کی اجازت نہیں دی گئی ان کا اس ذات اقدس کے لئے استعمال جائز نہیں۔''

(انوار قمریہ ص ۶۵)

اب دیکھئے بریلوی اس لفظ کا اللہ تعالیٰ کے لئے بولنا جائز نہیں سمجھتے جبکہ سرکار طیبہ ﷺ کو جو کتاب مقبول اس میں تو یہ لفظ استعمال کیا ہے اب آپ اندازہ لگائیں کہ رضا خانی حضرات جس محبت کا دعویٰ کرتے ہیں وہ ہرگز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت نہیں ہے بلکہ یہ اس حلوے اور کھیر اور ران ٹکڑوں کی محبت ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے صدقے ان کے آگے ڈالے جاتے ہیں۔

اس کتاب میں لکھا ہے:

''ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام آزر بت پرست سے پیدا ہوئے۔'' (سبع سنابل اردو ص ۹۴)

جبکہ حنیف قریشی کہتا ہے:

''آزر کو نسب رسول ﷺ میں داخل کرنے سے آپ ﷺ کے نسب پاک کی طہارت برقرار نہیں رہتی۔'' (آزر کون تھا ص ۱۳)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

''حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کافر و مشرک شخص آزر کا بیٹا ثابت کر کے نبی پاک ﷺ کی طہارت نسبی پر حملہ کیا گیا ہے۔'' (آزر کون تھا ص ۷)

قارئین!

دیکھئے سرکار طیبہ ﷺ کو جو کتاب مقبول و منظور ہے اس میں تو آزر کو والد تسلیم کیا جائے اور یہ آج کے لونڈے ہم سب کے آقا و مولی سرکار طیبہ ﷺ کی منظور شدہ بات کو کس برے انداز سے پیش کرتے ہیں۔

کیا اب بھی بریلویت عشق رسالت کا نام ہے۔نہیں اور ہرگز نہیں۔

قارئین ذی وقار!

یہ تھی تفصیل اس اجمال کی جو میں نے تمہیداً عرض کی تھی اور ساتھ ساتھ یہ بھی غور کیجئے کہ بریلویت نے جو بے لگامی اختیار کی ہوئی ہے اس کا نتیجہ کتنا خطرناک ہے اور یہ سب کا سب مجدد بدعات مأتہ حاضرہ آلہ حضرت رضا خان کا کیا کرایا ہے اور اس کی ذریت جو اس کا دیا ہوا بدعات کا طبلہ پیٹ رہی وہ سو فیصد ''الولد سر لابیہ'' کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

ہم ان بریلویوں سے کہیں گے کہ تم تو اس سے بھی گئے گزرے ہو جو اپنے اس مالک کو نہیں بھونکتا جس کے در سے ٹکڑا ملے مگر تم ہو کہ فتوے ان پر داغ رہ ہو جو تمہارے محسن ہیں اور ان کے احسانات کا بدلہ تم ساری زندگی بھی نہیں اتار سکتے۔

قارئین ذی قدر!

یہ میری درد بھری آہ ہے خدا کے لئے اسے محسوس کرو اور اپنے اور اپنے دوست احباب کے ایمان کی حفاظت کرو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کامل ایمان پر زندہ رکھے اور اسی پر ہمارا خاتمہ ہو اور کاملین ہی کے ساتھ ہمارا حشر ہو۔ آمین۔

یارب العالمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ وسلم علیہ وعلی الہ وصحبہ اجمعین الی یوم الجزاء

۸۔ جب صحابہ کرامؓ آپ کو دیکھتے تھے تو قیام نہ کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قیام کے عمل کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف ۲۷ص۴۰۲)

اب سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ناپسند فرمائیں کہ میری آمد پر کوئی امتی کھڑا ہو مگر ادھر رضاخانی حضرات کی بھی سنئے کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

آپ کی ولادت کے ذکر کے وقت (مولود شریف میں) آپ کی مقدس روح حاضر ہوتی ہے تو اس وقت تعظیم کے لئے قیام کرنا واجب ہے۔ (انوار آفتاب صداقت ص۲۸۲)

ایک جگہ یوں بھی لکھا ہے:

پس یہ بات ترک کرنا قیام کا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں استخفاف اور توہین ہے (جو کفر ہے) (انوار آفتاب صداقت ص۳۷۹)

انوار ساطعہ میں بھی میلاد شریف میں قیام کو واجب قرار دیا گیا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ناپسند فرمائیں مگر رضاخانی حضرات نہ کرنے والوں پر کفر کا فتویٰ داغیں۔ (فوا اسفا)

۹۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین مقامات پر آواز بلند فرمانا ناپسند فرماتے ہیں۔ قرأت قرآن، جنازہ اور لڑائی۔ (سیر کبیر امام محمد مع شرح سرخسی ج ا ص۸۹)

اب جب رضا خانی جنازوں کو دیکھیں تو آپ کو نظر آئے گا کہ جنازہ اٹھاتے رکھتے زور سے کلمہ شہادت اور آگے مولود خوانی وغیرہ کا عام رواج ہے۔

بلکہ مولوی عمر اچھروی نے خود اقرار فرمایا ہے ہیں کلمہ اور ذکر جنازے کے ساتھ بلند آواز میں کرنے کا۔

۱۰۔ مشکوٰۃ شریف ج۲ص ۲۷۱ باب اعلان النکاح فصل اول کی پہلی حدیث ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ایک نکاح کی مجلس میں تشریف لے گئے وہاں بچیاں شعر کہنے لگیں اور یہ مصرعہ انہوں نے پڑھا۔ وفینا نبی یعلم مافی غد۔ یعنی ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ چھوڑ دو اور وہی بات کہو جو تم پہلے کہہ رہی تھی اب اس کو روکنے کی وجہ کیا ہے وہ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی سے سنئے وہ لکھتے ہیں شارحین نے کہا ہے کہ حضور علیہ السلام کا اس کو منع کرنا اس لئے ہے کہ اس میں علم غیب کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے لہذا آپ کو ناپسند آئی۔ (جاء الحق ص ۱۲۲)

مگر بریلویوں کو یہ بات ناپسند نہیں کیونکہ نقلی عشاق ایسے ہی ہوتے ہیں کہ محبوب کی پسند کو اور ناپسند کو نہیں دیکھتے حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے جس کو محبوب پسند کریں یہ عاشق بھی اسی کو پسند کریں اور یہ محبوب جس کو ناپسند کریں تو یہ عاشق بھی اسے ناپسند کریں مگر سارا کا سارا عشق یہاں دھرے کا دھرا رہ گیا کہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر کے عشق کا دعویٰ کھوکھلا ہوتا ہے نہ کہ حقیقی۔ اللہ سمجھ عطا فرمائے۔

۱۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

لایقولن احد کم عبدی وامتی ولکن لیقل فتاتی ای غلامی وجاریتی کانه کره ذکر العبودیة لغیره تعالیٰ۔ (مجمع بحار الانوار ج۳ص ۱۰۳)

یعنی کہ تم میں کوئی بھی یہ نہ کہے میرا بندہ اور میری بندی۔ بلکہ یوں کہے میرا غلام اور باندی۔ گویا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر خدا کے لئے عبدیت کا ذکر ناپسند فرمایا ہے۔

مگر آپ کو حیرانی ہوگی کہ مولوی احمد رضا خان ساری زندگی اپنے آپ کو عبد المصطفےٰ لکھتا رہتا ہے حالانکہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صراحۃً نافرمانی ہے سارے بریلوی اپنے آپ کو عبد رضا، عبید رضا وغیرہ القابات سے موصوف سمجھتے بھی ہیں اور یہ القابات رکھتے ہیں حالانکہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ناپسند ہے ہم بریلویوں سے عرض کریں گے کہ صراحۃً تم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسند کو پسند کر کہ اور اس کا ارتکاب کر کے عاشق کیسے ٹھہرتے ہو؟ حالانکہ تفسیر مظہری میں ہے۔

ان الذین یو ذون اللہ ورسولہ۔ کے تحت ہے۔

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے ناپسندیدہ چیزوں کا ارتکاب کرتے ہیں وہ ایذاء دیتے ہیں۔اس لئے میں ملت بریلویہ سے گزارش کروں گا کہ وہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند و ناپسند کا خیال رکھیں۔

ہم نے بریلویوں کی گیارہ شریف کے حوالے سے صرف گیارہ حوالے پیش کئے ہیں ورنہ ڈھیروں حوالے ایسے ہیں اور یہ اس لئے تاکہ یہ بات کو جلدی قبول کریں۔

قارئین ذی وقار اس باب میں ہم نے یہ دکھایا کہ یہ لوگ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی کیسی تردید کر رہے ہیں اور خود کیسے سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی زد میں آرہے ہیں دونوں صورتوں میں چاہے سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی تردید کریں یا سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مخالف ہو کر چلیں بہر صورت نقصان انہی کا ہے۔

اللہ کریم انہیں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالیشان کا سچا خیر خواہ اور آپ کی شریعت و سنت پر صحیح طرح چلنے کی توفیق نصیب فرمائے اور بجائے مخالفت یا کھلے لفظوں میں تردید آپ کے فرامین سے ہٹ کر رسم و رواج میں پڑنے اور خواہشات و بدعات میں پڑنے سے ہمیں محفوظ فرمائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

مسئلہ نمبر 2

فاضل بریلوی اور جہالت وحماقت

قارئین گرامی قدر آپ کو شاید ہمارے اس عنوان سے پریشانی ہو تو میں شروع میں ہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جسارت میری طرف سے نہیں میں تو صرف آئینہ دکھانے والا ہوں۔ یہ فتاویٰ جات بریلوی حضرات کے اپنے قلم سے سرزد ہوئے ہیں اور یہ مبارک تحفے اپنے ہی مریدوں اور جانثاروں سے عطا ہوئے ہیں اگر غلط ہے تو کیوں؟ اور اگر درست ہیں تو فبھا ونعمت۔ غالباً حقیقت سے ہی بریلویوں نے پردہ اٹھایا ہے اور خود ہی قبول فرمالیا ہے کہ فاضل بریلوی صاحب جاہل ہیں۔ میں نے جو حقیقت کہا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں۔

۱۔ فاضل بریلوی کی باتوں میں تضادات ہیں۔

۲۔ فاضل بریلوی تکفیر میں بہت جلدی کرتے ہیں۔

۳۔ فقہ حنفی سے ناواقف شخص کی طرح فقہ حنفی کے مسائل کو بیان کرتے ہیں۔

۴۔ آیات قرانیہ کا ترجمہ غلط اور تحریف پر مبنی کیا ہے۔

۵۔ ایک جگہ کسی کو کافر دوسری جگہ اس کو مسلمان۔

۶۔ دشنام اور سڑی سڑی گالیاں بھی نبی پاک کو دے تو بھی مسلمان۔

وغیرہ کئی وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر معلوم ہوتا ہے کہ بریلوی نے جو فیصلہ کیا ہے وہ حقائق پر مبنی ہے۔

اب آیئے آستانہ بریلویت کی طرف

ا۔ فاضل بریلوی صاحب لکھتے ہیں کسی بدمذہب کو مولانا صاحب کہنا کفر ہے۔

(الطاری الداری ص ۳۴ حصہ اول)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

دیو بندی وہابی کو مولانا صاحب لکھنا کفر ہے۔

(الطاری الداری حصہ اول ص ۲۲)

اف فاضل بریلوی کا غصہ آپ نے دیکھ لیا کہ جو علماء دیو بند اہل السنّت والجماعت میں سے کسی عالم کو مولانا کہہ دے تو فاضل بریلوی صاحب کہتے ہیں تم نے کفر کیا ہے اس پر ان کے گھر کے افراد طیش میں آ گئے اور کہنے لگے۔

اب آپ ہی بتایئے میں اپنی مظلومی کی فریاد کہاں تک لے جاؤں ایک عربی مدرسہ کے فاضل کو میں نے مولوی، مولانا اور ملا کہہ دیا تو میرے لئے کفر وارتدار کا فتوی دیا......

مصنف کو اگر یہ معلوم ہوتا کہ مولوی مولانا اور ملا یہ الفاظ اسلام وایمان کی سند کے طور پر استعمال نہیں کئے جاتے بلکہ ایک ٹائٹل ہے جو ایک مخصوص فن کی تکمیل کے بعد لوگوں کو ملا کرتا ہے تو وہ ایسی کچی بات ہر گز منہ سے نہیں نکالتے۔ سچ ہی کہا ہے کہنے والوں نے کہ یعنی تعلم تم تکلم بیٹے پہلے سیکھ اس کے بعد زبان کھولو یا قلم اٹھاؤ۔ (زیر وزبر ص ۲۹۴)

اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ یہ کچی بات ہے اور علم نہ ہونے کی بات ہے اور یہاں ہم بھی یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ فاضل بریلوی علم کے بغیر ہی قلم اور زبان کو چلاتے ہیں۔

یہ پردہ تو ارشد القادری رئیس التحریر نے فاش کیا کہ یہ بات کہ کسی مدرسے کے فاضل کو مولانا کہنے پر فتوی کفر دینا کچی بات ہے اور علم سیکھنے سے پہلے یہ بات کی جارہی ہے ورنہ علم ہوتو اس طرح کی بات نہ کی جاتی۔ تو ارشد القادری کی تحریر سے معلوم ہو گیا کہ فاضل بریلوی ابھی بچے ہیں علم وفن سے محروم ہیں۔

۲۔ فاضل بریلوی جوش میں آئے اور عجب پسندی سے اپنے آپ کی قسم کھانے لگے اور یہ بھی نہ دیکھا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر اللہ کی قسم کھانے پر وعید ارشاد فرمائی کہ اس نے شرک کیا مگر فاضل بریلوی سب سے بے نیاز ہو کر لکھتے ہیں۔

مجھے شوخی طبع رضا کی قسم۔ (حدائق بخشش حصہ اول ص ۳۰)

یعنی مجھے اپنی طبیعت کی شوخی کی قسم ہے انہوں نے تو قسم کھالی مگر ان کے چاہنے والوں نے پکڑ لیا کہ حضرت بات یہ نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ''بجز اللہ تعالیٰ کسی کی قسم کھانا سخت ترین جرم ہے فقہائے کرام تو ایسی غیر اللہ کی قسم کو بحکم حدیث شرک قرار دیتے ہیں دراصل مسلم قوم کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ بے علم لوگوں نے نعتیں لکھنا شروع کر دیں (اور اس میں وہ غیر اللہ کی قسم کھاتے ہیں) (تنقیدات علی مطبوعات ص ۹)

ہاں جی قارئین کرام آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ بے علم کسی اور کو کہا جا رہا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں مولوی اقتدار احمد خاں نعیمی کہنا چاہتے ہیں کہ لوگوں کے پاس علم نہیں اس لئے تو غیر اللہ کی قسم کھاتے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہو گیا کہ فاضل بریلوی بھی بے علم ہی ہیں۔

ویسے ایک سوال کرنے کی میں جسارت کروں گا کہ فاضل بریلوی اپنی تو قسم اٹھا رہا ہے مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم اٹھانا بے ادبی قرار دیتا ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے فاضل بریلوی کی قسم اٹھانا تو عزت افزائی اور وہاں بے ادبی؟

۳۔ من دون اللہ کی بحث کرتے ہوئے فاضل بریلوی کی ذریت کے بہت بڑے پھکڑ باز مولوی عنایت اللہ سانگلہ ہل لکھتے ہیں۔ ان الفاظ میں انبیاء و اولیاء کو داخل کرنا جہالت (ہے) (مقالات شیر اہلسنت ص ۲۱)

اب آپ پڑھ کے حیران ہوں گے کہ فاضل بریلوی کے ترجمہ کنز الایمان میں سے، ہم دو آیات اور ان کا ترجمہ پیش کرتے ہیں جن سے صراحۃً معلوم ہو رہا ہے کہ من دون اللہ سے مراد انبیاء کو لیا گیا ہے۔

دیکھئے آیت نمبرا:

واذاقال الله یعیسی ابن مریمء انت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون الله۔۔(سورۃ مائدہ آیت نمبر ۱۱۶)

فاضل بریلوی ترجمہ میں لکھتے ہیں اور جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنالو اللہ کے سواء۔

اب دیکھیں صاف طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو من دون اللہ میں شامل فرما ترجمہ کر رہے ہے۔

آیت نمبر۲۔ **افحسب الذین کفروا ان یتخذو عبادی من دونی اولیاء۔**

(سورہ کہف آیت نمبر ۱۰۲)

فاضل بریلوی ترجمہ لکھتے ہیں۔

تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں کو میرے سوا حمایتی بنالیں گے۔ اب ظاہر ہے بندے بت تو نہیں ہو سکتے ہیں۔ فاضل بریلوی کے اس ترجمہ کی تشریح مولوی نعیم الدین مراد آبادی نے یوں کی ہے۔ بندوں سے مراد مثل حضرت عیسیٰ وحضرت عزیر وملائکہ (خزائن العرفان ص ۴۴۰) اب فاضل بریلوی کا ترجمہ یوں بنے گا تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ میرے بندوں حضرت عیسیٰ وعزیر و ملائکہ جیسوں کو وہ میرے سوا حمایتی بنالیں گے۔ اب دیکھیں اور خود فیصلہ کریں کہ کیا فاضل بریلوی نے غیر اللہ اور اللہ کے سوا میں انبیاء کو شامل فرمایا ہے یا نہیں؟ جب ثابت یہ ہو گیا کہ فاضل بریلوی نے من دون اللہ میں انبیاء کو بھی شامل فرمایا ہے کیا ہے تو پھر فتاویٰ جات تو بریلوی مسلک میں اس جرم پر بہت سخت ہیں کہ واجب القتل وغیرھا مگر ہم صرف چھوٹا سا فتویٰ آپ کے سامنے رکھ چکے ہیں کہ یہ جہالت ہے تو ثابت ہو گیا کہ فاضل بریلوی جاہل ہیں۔

۴۔ بریلویوں کے مسک کا مفتی اعظم مفتی اقتدار احمد خان نعیمی گجراتی صاحب لکھتے

ہیں درود ابراہیمی نماز سے باہر پڑھنا ممنوع ہے کیونکہ یہ حکم الٰہی کی خلاف ورزی ہے اگر اب بھی اتنے صاف دلائل کے ہوتے ہوئے وہابی ضد کریں تو یہ انکی کم علمی اور احادیث و آیات کی نافہمی ہے۔ (تنقیدات علی مطبوعات ص ۲۱۲)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

بعض پیر اپنی حماقت سے اپنے مریدوں کو اس درود کے پڑھنے کا حکم کرتے ہیں۔

(تفسیر نعیمی ج ۱۶ ص ۱۱۰)

یعنی درود ابراہیمی کو نماز سے باہر پڑھنا کم علمی، نافہمی و حماقت ہے۔

تو آیئے فاضل بریلوی کی سنئے وہ کیا کہتے ہیں۔

سب درودوں سے افضل درود وہ ہے جو سب اعمال سے افضل یعنی نماز میں مقرر کیا گیا ہے وہ درود شریف راہ چلتے بھی پڑھنے کی اجازت ہے...... اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے وضو بے وضو ہر حال میں درود جاری رکھے۔ الخ

(فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۶۲ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی)

اب فاضل بریلوی تو جائز قرار دیتے ہیں جیسا کہ آپ نے دیکھ لیا تو مفتی اقتدار احمد خان نعیمی نے فاضل بریلوی کو کم علم اور حماقت والا قرار دیا۔

رضاخانی حضرات سے ہم پوچھتے ہیں کہ یہ ہم تو نہیں کہہ رہے یہ سب کچھ تمہارے علماء ہی کہہ رہے ہیں اب آپ کی مرضی ہے کہ فاضل بریلوی کو جاہل و احمق قرار دیں یا خود بن جائیں۔

۵۔ اب پروفیسر ڈاکٹر مسعود صاحب کا بیان دیکھیں کہ وہ خود اپنا واقعہ سناتے ہیں کہ ایک فاضل نے ان کے سامنے کہا۔ فاضل بریلوی تو جاہلوں کے پیشوا تھے۔

(امام احمد رضا اور ترک موالات ص ۵)

۶۔ مولوی محمد عمر اچھروی بھی بریلویوں میں پیر طریقت جنید زمان سمجھے جاتے ہیں وہ

لکھتے ہیں باقی رہا تمہارا اعتراض کہ شاہد کا معنی گواہ کے ہیں یہ کسی ان پڑھ کا ترجمہ ہے۔

(مقیاس مناظرہ ص ۲۱۰)

یعنی شاہد کا ترجمہ گواہ کرنا یہ اَن پڑھ آدمی کا ہی کام ہوسکتا ہے یہ فتویٰ مولوی محمد اچھروی صاحب نے دیا ہے۔

اب دیکھیں قسمت کا مارا فاضل بریلوی زد میں آ گیا کیونکہ اس نے سورہ یوسف کی آیت نمبر ۲۶ اور سورہ احقاف کی آیت نمبر ۱۰ میں شاھد کا ترجمہ گواہ کیا ہے دیکھئے کنز الایمان فی ترجمہ القرآن تو پھر اپنوں کی مہربانی سے فاضل بریلوی ان پڑھ جاہل بنے یا نہ؟

۷۔ فاضل بریلوی نے سورہ نحل کی آیت نمبر ۹۶ انما عند الله هو خير لكم کا ترجمہ کیا

بے شک وہ جو اللہ کے پاس ہے تمہارے لئے بہتر ہے۔ (کنز الایمان)

فاضل بریلوی نے کلمہ انما جو کہ حصر کے لئے استعمال ہوتا ہے اس کا ترجمہ بے شک کیا ہے۔

مولوی عبدالمجید خان سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

انما کلمہ حصر ہے جس کا ترجمہ بے شک کرنا درست نہیں قبیح جہالت ہے۔

(علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کا قلع قمع ص ۷۰)

اب آپ دیکھیں یہ جہالت فاضل بریلوی کی ہم نے نہیں بلکہ ان کے گھر کے بڑے مفتی نے بنائی ہے اس لئے اب تو بریلویوں کو مان لینا چاہئے کہ فاضل بریلوی جاہل ہے اور پوری دنیا کو اپنی جہالت کی بنیاد پر غلط کہہ رہا ہے۔ حالانکہ غلط خود ہے اللہ پاک انہیں سمجھ عطا فرمائے کہ یہ لوگ اس کا دامن چھوڑ دیں اور صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں۔

۸۔ اب میں چند فتاویٰ جات اور ذکر کرتا ہوں یا تو بریلوی حضرات ان کے معقول جواب دیں اور دلائل شرعیہ سے فاضل بریلوی کے فتاویٰ جات کو ثابت کریں یا پھر اس فاضل کو جہالت کا ہار پہنا دیں۔

فاضل بریلوی صاحب سے سوال ہوا کہ حنفیوں کی نماز شافعی المذہب کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ تو جواب دیا کہ نہیں جائز اس لئے کہ غیر مقلدین اہل ھواء ہیں اور اہل ھواء کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ (عرفان شریعت حصہ سوم ص ۲۵)

اب آپ دیکھیں سوال تو شافعی امام کے متعلق ہوا ہے اور فاضل بریلوی غیر مقلدین کو گڑا لگا رہے ہیں اسے کہتے ہیں سوال گندم جواب چنا کیا یہ فاضل صاحب کی فضولیات میں سے شمار ہوگا یا نہیں، کہ شافعی مذہب والے کو غیر مقلد بنا دیا ہے۔

۹۔ فاضل بریلوی کے بارے میں ان کے سوانح نگار لکھتے ہیں۔

کہ فاضل صاحب فرماتے ہیں بیماری کی حالت میں سنتیں بھی کسی امام کی اقتداء میں پڑھتا تھا۔ (فیضان اعلیٰ حضرت ص ۱۳۴)

کیوں جی رضا خانی حضرات بتائیں گے کہ کیا فقہ حنفی میں یہ جزئیہ ہے کہ نماز سے اول یا بعد کی سنتیں کسی کی اقتداء میں ادا کی جائیں؟ اگر نہیں تو پھر اس فاضل کا کیا ہوگا۔

اس کو کہتے ہیں مرضی کا دین بنانا۔ فاضل بریلوی نے واقعی اپنا دین و شریعت ایجاد کیا ہوا تھا جو چاہا جائز قرار دیا اور جو چاہا نا جائز قرار دیا۔

اب یہی دیکھئے اذان و اقامت میں انگوٹھے چومنا مستحب اور پنج آیت کی تلاوت کے وقت ممنوع جیسا کہ ابر المقال میں ہے آخر فرق کیا ہے۔

بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ جی فقہ کی کتب میں بھی تو مستحب لکھا ہے تو جواباً عرض ہے کہ فقہاء نے یہ بھی تو لکھا ہے کہ دعا مانگتے ہوئے سجدہ میں گر جانا جائز نہیں۔

لان الجهال يعتقدونها سنته كل مباح يودى اليه فهو مكروه۔

کیونکہ جاہل لوگ اسے سنت سمجھ لیں گے اور ہر وہ مباح جو اس درجہ تک پہنچ جائے وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ اب اس انگوٹھے چومنے کو لیجئے۔ بریلوی حضرات نے تو کفر و ایمان کا

مسئلہ بنا دیا ہے کیونکہ ان کی کتب میں لکھا ہے جو انگوٹھے نہیں چومتا وہ ایمان سے محروم ہے۔
دیکھئے فوز المقال

اور یہ بھی لکھا ہے جو انگوٹھے نہیں چومتا خوف ہے کہ وہ جہنم میں جائے گا دیکھیے مفتی امین کی کتاب البرھان کیا مستحب کے ترک پر یوں فتویٰ زنی کی جاسکتی ہے؟

بہرحال فاضل بریلوی کی حالت آپ کے سامنے آچکی ہے، ہم آخری بات عرض کر کے اجازت چاہتے ہیں۔

۱۰۔ فاضل بریلوی کا فتویٰ یہ ہے کہ نابالغ پانی کنویں سے بھر کے دے تو وضو نہ ہوگا۔ (سیرت امام احمد رضا ص ۳۱)

یہ فتویٰ آخر کس فقہ حنفی کی کتاب میں ہے؟

اگر نہ ہو تو پھر اس کی صحت پر دلائل دیں وہ بھی نہ ہوں تو پھر فاضل صاحب کی جہالت پر مہر ثابت فرما دیں۔

۱۱۔ فاضل بریلوی سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۷۸ کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں۔

اور ہم ان کے حکم کے وقت حاضر تھے،

جبکہ ابوالحسنات قادری لکھتا ہے کہ یہ خالص جہالت ہے کہ جو حاضر و ناظر اللہ کی ذات کے ساتھ لگاتے ہیں۔

(تفسیر الحسنات ج۶ ص ۷۸،۶)

مسئلہ نمبر 3

ایمان مولوی احمد رضا اور بریلوی علماء

قارئین ہم نے کئی جگہ اس کو متفرق بھی لکھ دیا ہے وہاں (دست وگریبان کی دیگر جلدوں کو) ملاحظہ فرمائیں مگر اس جگہ ہم مزید چند باتیں عرض کرتے ہیں۔

ا۔ مولوی احمد رضا خان کا ایمان چیک کرنے کے لئے بریلوی ہمارے اکابر کی عبارات کی طرف رخ کرتے ہیں تو ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ ہمارے اکابر تو مولوی احمد رضا خان سے ان کی کتب کو مانگتے رہے اور اگر کسی کے پاس کوئی چند کتابیں آئی بھی تو انہوں نے اس کا مطالعہ کرنا بھی فضول سمجھا کیونکہ آپ پہلے ہی مطالعہ کر آئے ہیں کہ ان کی کتابوں میں گالیاں بھری ہوئی ہیں۔ اس لئے اگر کسی بزرگ نے پوری طرح ان کے عقائد ونظریات سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے کافر نہ کہا تو اس سے بریلوی علماء کو خوش نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ بھی تو ان کے ذہن میں رہے کہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ سے سوال ہوا کہ لباس بشریت کا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟ تو فرمایا یہ کفر ہے جبکہ ان سب کا عقیدہ وہی ہے اور یہ بات حکیم الامت رحمۃ اللہ کو معلوم نہ تھی۔ ایک دفعہ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی یہ کہتا ہے ؎

کہ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تو حضرت کے حکم سے جواب لکھا گیا کہ:

یہ صریحاً شرک ہے اور اس صورت میں شعر کا بنانے والا یقیناً مشرک اور خارج از اسلام ہے۔ (دیکھئے امداد الفتاویٰ)

اب ان حضرات کو تو معلوم نہ تھا کہ یہ فاضل بریلوی کا شعر ہے تو انہوں نے بغیر کسی ضد و عناد کے فتویٰ دیا۔ تو یہ کہنا کہ یہ حضرات مسلمان سمجھتے تھے کہ مطلب یہ ہے کہ ان کو ان کی عبارات اور نظریات و عقائد کو صحیح طرح ادراک نہ تھا اس لئے ایسے جملے کہیں مل جائیں گے اور جن کو ان کے عقائد و نظریات کا علم تھا انہوں نے صاف لکھ دیا جو بریلوی فرقہ کو اہل السنۃ والجماعت شمار کرے وہ صریح گمراہی پر ہے۔

(دیکھئے آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱۰، ص ۲۲۵)

اسی طرح مولانا مرتضی حسن چاند پوری نے تو فتویٰ ہی دیا کہ خاں صاحب بریلوی اور سارا طائفہ مرتد ہے الخ۔ (دیکھئے خنجر ایمانی بر حلقوم رضا خانی ص ۲۳)

اس کتاب کو ملاحظہ کیا جائے جو کہ تقریباً ۳۹۰ حضرات اکابر علماء کے دستخط ہیں جو فاضل بریلوی کے کفر پر رجسٹری کر رہے ہیں۔ اس پر ہم نے تفصیلی کتاب لکھی ہے ''اھل بدعت اھل سنت کی نظر میں'' اس کو دیکھ لیا جائے۔

ہاں اگر کوئی یہ اشکال کرے کہ جناب بریلوی اکابر نے علماء دیوبند اہل السنۃ کو تعریف و تائید سے نوازا اور ان کو اہل السنۃ والجماعت کہا تو ان کو بھی حقائق کی خبر نہ تھی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جواب بریلوی مسلک کے اصول و ضوابط سے جاہلیت کی بنیاد پر دیا جا سکتا ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے کیونکہ اس فرقہ کا نظریہ ہے کہ وہ مرد ہی نہیں جو تمام دنیا کو مثل ہتھیلی کے نہ دیکھے (ملفوظات) بزرگ حضرات رحم میں نطفہ کے ٹھہرنے تک اسے دیکھتے ہیں۔ اور کہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ باپ کے صلب سے لے کر جنت و جہنم تک مرید کی حرکات و سکنات سب کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ دیکھئے (نجم الرحمٰن)

اور کبھی تو یوں بھی کہتے ہیں زوجین کے جفت کے وقت بھی وہاں موجود ہوتے ہیں اور اپنی آنکھوں سے ملاحظہ بھی فرماتے ہیں۔ (تلخیص ملفوظات)

تو اب بتائیے کہ جب ان کے بزرگ رحم میں نطفہ بھی دیکھتے ہیں صلب میں بھی مرید کی حرکات وسکنات پر نظر فرماتے ہیں، شرمگاہ جو خود چھپی ہوئی ہے اسے بھی دیکھتے ہیں تو کیا دل میں ان کو ایمان ویقین یا کفر وضلالت نہ نظر آئی اور ایسے اوپر سے ہی محض ایمان کا نظارہ کر کے ان اکابر کو ایمان دار کہہ دیا۔

بریلوی حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ اگر یہی سوچ اختیار کر لیں کہ پیر مہر علی شاہ اور پیر جماعت علی شاہ صاحب، میاں شیر محمد شرقپوری اور دیگر تمہارے معتمدین کو ہمارے اندر چھپا ہوا کفر نظر نہیں آیا تو پھر بریلوی رحم میں پڑنے والی ان کی بابرکت نظر سے محروم ہو جائیں گے۔ صلب سے حرکات وسکنات جو بابا جی دیکھ رہے تھے اس بابرکت نگاہ سے محرومی کیا برداشت کر لو گے؟

۲۔ دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

مولوی احمد رضا خان بریلوی علماء کی نظر و نگاہ میں مسلمان نہیں رہتا۔

اس پر دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ فاضل بریلوی نے کنز الایمان میں سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۷۸ کا ترجمہ یہ کیا ہم ان کے حکم کے وقت حاضر تھے۔ (کنز الایمان)

جبکہ فیض احمد اویسی صاحب کا فتویٰ آپ پیچھے ملاحظہ فرما آئے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر کہنے کو فقہاء کفر کہتے ہیں۔ (دلوں کا چین ص ۴۹۸)

دوسری جگہ فتاویٰ رضویہ میں ہے یہ لفظ بہت برے معنی کا احتمال رکھتا ہے اس لئے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

فتاویٰ بریلویت سے فاضل بریلوی کا حال کیا ہوتا ہے آپ دیکھتے جائیں۔ اویسی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں جو لفظ مخلوق کے لئے مستعمل ہوا سے اللہ تعالیٰ پر استعمال کرنا کفر ہے مثلاً حاضر و ناظر کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے لئے بعض فقہاء کے نزدیک کفر ہے۔

(فتاویٰ اویسیہ ج ۱ ص ۳۰)

۲۔ کسی نے فاضل بریلوی کو خواب سنایا کہ مولوی برکات احمد کا جنازہ پڑھنے کے لئے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو فاضل بریلوی نے بڑے فخر اور گردن کو اکڑا کر کہا الحمد للہ وہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۱۴۲)

جبکہ بریلوی علماء کا کہنا یہ ہے کہ کیا ایک برگزیدہ نبی کو غیر نبی بلکہ معمولی مولوی کا مقتدی بنانے کی کوشش فساد قلب نہیں تو کیا ہے، (بلی کے خواب میں چھیچھڑے ص ۷۵)

مولوی حسن علی رضوی نے اس موقع پر تفصیلی کلام کیا ہے جس کا خلاصہ یوں ہے کہ کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امام ماننا شدید گستاخی ہے گندہ قلم اور گندی زبان ہے جو ایسا کہتی یا لکھتی ہے اور یہ بے ادبی ہے۔ (برق آسمانی ص ۶۵)

اور خود فہارس فتاویٰ رضویہ میں ہے:

کسی کو حضور کا امام و شیخ ماننا کفر ہے۔ (فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۶۳۲)

کیوں بریلویوں تمہارا امام گستاخ رسول بے ادبی توہین کرنے والا اور کفر کرنے والا ہوا یا نہ؟ اگر ہوا تو پھر دنیا میں کوئی بریلوی مسلمان نہیں بچے گا جو اپنے آپ کو فاضل بریلوی کے عقائد و نظریات پر سمجھتا ہو۔ اور اگر وہ کافر نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بریلویت تحقیق کا نام نہیں بلکہ وہ صرف غنڈہ گردی کا نام ہے جس کو چاہیں کافر کہیں کوئی پوچھنے والا ان سے نہ ہو۔ پھر یہی کہہ دیں بریلویت کے متعلق جو مولانا مناظر علی خان نے کہا تھا۔

بریلی کے فتوؤں کا سستا ہے بھاؤ
ملتے ہیں کوڑی کے اب تین تین

۳۔ مولوی احمد رضا نے دو خداؤں کا نہیں بلکہ کئی خداؤں کا تصور پیش کیا ہے وہ یوں……

فلاسفہ کے جھوٹے خدا

آریہ کے جھوٹے خدا

مجوس کے جھوٹے خدا

یہود کے جھوٹے خدا

نصاریٰ کے جھوٹے خدا

نیچریوں کے جھوٹے خدا

چکڑالوی کے جھوٹے خدا

قادیانی کے جھوٹے خدا

رافضیوں کے جھوٹے خدا

وہابیوں کے جھوٹے خدا

دیوبندیوں کے جھوٹے خدا

غیر مقلدوں کے جھوٹے خدا

(فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۴۱۴)

فاضل بریلوی نے ہر ایک کے کئی خداؤں کا تصور پیش کیا ہے جس کو بریلوی علماء نے یوں رد کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

دو خداؤں کا تصور پیش کر کے مصنف شیطانی خود مشرک ہوا۔

(برق آسمانی ص ۱۵۶ مولوی حسن علی رضوی میلسی)

اب آپ بتائیے کہ فاضل بریلوی کئی خداؤں کا تصور پیش کر کے کہ دیو بند کا خدا جدا ہے بلکہ کئی خدا ہیں غیر مقلدین کے کئی خدا ہیں، بریلوی حضرات کا خدا الگ ہے کیا مسلمان رہتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بریلویوں کا ہی فتویٰ آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ فاضل بریلوی مشرک ہے۔

۴۔ شاہ اسماعیل شہید علیہ الرحمۃ والمغفرۃ من اللہ ورضوان کے بارے میں فاضل بریلوی کہتے ہیں:

علما محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے۔

وھوالجواب وبہ یفتی وعلی الفتوی وھوالمذھب و علیہ الاعتماد وفیہ السلامہ وفیہ السداد۔ (تمہید ایمان ص ۵۱)

جبکہ فاضل بریلوی کے معتمد علیہ علامہ فضل حق خیر آبادی کے متعلق تو یہ بات منسوب ہے کہ جو شخص اس کے کفر میں شک وتردد لائے یا استخفاف کو معمولی جانے کافر و بے دین اور نامسلمان ولعین ہے۔ (شفاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۴۷)

اب دیکھیں فاضل بریلوی صاحب تو علامہ کے ہاتھوں کفر کے گھاٹ اتر گئے اب علامہ کی بات سے اختلاف کر کے کافر نہیں کہتا کیونکہ خود فاضل بریلوی کہتا ہے میں تو اسے کافر نہیں کہتا اور یہ بھی بریلوی اصول وضابطہ جیسا کہ ان کی کتب میں مصرح ہے کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ جیسا کہ (فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۴۷۸) پر درج ہے تو فاضل بریلوی کافر ہوا یا نہ۔ اگر کافر نہیں ہے تو پھر علامہ نے کافر کیوں کہا؟ معقول جواب دیں۔

۵۔ فاضل بریلوی نے پنج آیت جو کہ ختم میں بریلوی پڑھتے ہیں اس وقت کے متعلق فیصلہ یہ ہے کہ پنج آیت کے وقت اس فعل کا ذکر کسی کتاب میں نہ دیکھا گیا اور فقیر کے نزدیک یہاں پر بنائے مذہب ارجح واضح غالبا ترک زیادہ انسب والیق ہونا چاہئے۔

(ابر المقال ص ۱۸)

یعنی انگوٹھے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کو سن کر نہ چومیں۔

دوسری طرف بریلوی مسلک کے پیر خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب کہتے ہیں۔

انگوٹھے چومنے سے منع کرنے والا ایمان کی دولت سے محروم ہے۔

(فوز المقال ج ۴ ص ۹ ۷ ۴)

اب بتاؤ تو ایک پیر صاحب بھی ایمان کی دولت سے اسے محروم ٹھہرا رہے ہیں آپ کو یاد ہوگا کہ بریلوی پیر صاحب تو نطفہ کو قرار پکڑتے دیکھتے ہیں زوجین کے جفت کے وقت تمہارے گھروں میں اے اہل البدعۃ موجود ہوتے ہیں اور اپنی سرپرستی میں یہ کام سرانجام دلواتے ہیں وہ حقیقت والی بات ہی تو کہہ رہے ہوں گے ناں؟ یا جھوٹ بول رہے ہوں گے؟ اگر جھوٹ بولیں تو پھر تو تمہارے ہاں ولی نہیں رہے اور اگر سچ بولیں تو پھر فاضل بریلوی بے ایمان

؎ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

۶۔ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کا شعر ہے

عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش حصہ اوّل ص ۱۴۰)

یہ بریلویوں میں مشہور سلام جو نماز جمعہ یا میلاد وغیرہ کے بعد کھڑے ہو کر پڑھا جاتا ہے اس کا ایک مصرعہ ہے۔ ایک بریلوی کہنے لگا کہ یہ تو لفظ بُعد ہے بَعد نہیں میں نے کہا میرے پاس حدائق بخشش کی کئی شرحیں ہیں (۱) مفتی غلام حسن قادری لاہوری کی (۲) مولوی نعیم اللہ خاں قادری کی (۳) مفتی محمد خان قادری کی (۴) صوفی امام الدین ہندوستانی کی۔

ان سب نے تو بَعد مانا ہے اور اس سب پر تصدیق لطمۃ الغیب کے مصنف بریلوی پیر طریقت شاہ نصیر الدین گولڑوی نے بھی بعد زبر کے ساتھ ہی مانا ہے (دیکھیے لطمۃ الغیب ص ۴۲)

اب شعر کے مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ جو عزت اللہ نے آپ کو ذلت ملنے کے بعد دی

اس پر لاکھوں سلام ہوں یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک وقت وہ بھی گزرا کہ آپ ذلت کے مقام پر فائز تھے بعد از اں اللہ نے عزت سے نوازا۔

اب آیئے فاضل بریلوی کی درگت بنانے والوں کی طرف۔

۱۔ مولوی پیر محمد چشتی صاحب لفظ ذلیل کو انبیاء کی طرف منسوب کرنے کے متعلق لکھتے اس سے ذوات قدسہ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والسلام کی توہین مفہوم ہو رہی ہے۔

(اصول تکفیر ص ۱۹۷)

۲۔ مولوی غلام نصیر الدین سیالوی صاحب لکھتے ہیں اردو میں جب ذلیل کا لفظ بولا جائے تو اس سے کمزور والا معنی مراد نہیں ہوتا بلکہ حقیر والا معنی مراد ہوتا ہے۔

(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ج اص ۱۰۴)

آگے لکھتے ہیں اب علی تقدیر التسلیم اگر اردو محاورات میں ذلیل کے دو معنی بھی ہوں تو پھر بھی ان الفاظ کا استعمال حرام ہوگا۔ (ایضاً صفحہ ۱۰۸)

۳۔ سید بادشاہ تبسم بخاری لکھتے ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں اردو زبان میں ذلیل کے معنی کیا ہیں؟ فیروز اللغات میں اس کے معنی خوار، رسوا، بدنام اور کمینہ کے ہیں۔ (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۴۵)

۴۔ مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں۔

نبی کو خدا کے سامنے ذلیل جانے وہ خود چمار ہے ذلیل ہے۔

(جاءالحق ص ۴۲۰)

۵۔ مفتی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں۔

جو یہ کہے کہ اللہ کی شان کے نزدیک انبیاء علیہم السلام جو بڑے چمار کی مثل یا ذلیل ہیں وہ کافر ہے۔ (عقائد اہلسنت ص ۱۲)

مولوی غلام مہر علی صاحب لکھتے ہیں:

انبیاء علیھم السلام کو ذلیل کہنا ان کی بارگاہ عزت پناہ میں گستاخی و کفر ہے کیونکہ لفظ ذلیل ہمارے محاورہ میں توہین کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ (تحقیقات غلام مہر علی، ص:۱۰)

ذلیل و ذلت ایک چیز ہے صرف مصدر اور اسم فاعل کا فرق ہے۔ ویسے یہ بات بھی تو ہے کہ مصدر اسم فاعل یا مفعول کے معنی میں ہوتا ہے تو جو فتوے لفظ ذلیل پر بریلوی مسلک میں لگتے ہیں وہ سب ذلت پر بھی لگیں گے لہٰذا ان فتاویٰ جات کی روشنی میں فاضل بریلوی صاحب صاحبِ ایمان نہیں رہتے۔

۷۔ فاضل بریلوی اپنی کتاب ''ذیل المدعا یعنی فضائل دُعا'' میں لکھتے ہیں مغفرت مانگ اپنے گناہوں کی۔ (آیت مغفرت ذنب کے ترجمہ میں) (فضائل دُعا ص ۸۶)

اس پر غلام مہر علی لکھتا ہے:

واستغفر لذنبک میں ''ذیل المدعا'' میں اعلیٰ حضرت پر فتویٰ لگانے کا صرف میں ہی پابند نہیں تم پوری سعیدیت مجھ سے پہلے اعلیٰ حضرت پر فتویٰ لگانے کی چند وجوہ پابند ہے۔

ا۔ آپ کے مدظلہ یعنی تم جس کے سایہ اعتقاد کے زیر یہ سب کچھ لکھ رہے ہو اور حامد سعید کے وکیل سب و شتم و ترجمان سعیدیت اللہ بخش نیز مجھ سے پہلے لکھ چکے ہیں کہ

جو شخص ذنبک میں ذنب سے صادر شدہ گناہ مراد لے کر ان گناہوں کی نسبت حضور کی طرف کرتا ہے وہ مرتد دائرہ اسلام سے خارج عقیدت، عصمت انبیاء کا منکر خائب و خاسر ہے (کلمات خیر در جواب ہفوات زبیر ص ۲۶ سطر ۱۴ تا ۱۶ طبع کردہ منجانب سپاہ مصطفیٰ)

میری عبارت میں معنی گناہ ہے اور تمہارے مدظلہ کی عبارت میں گناہ مراد ہے معنی اور مراد میں کوئی فرق نہیں ایک ہی مفہوم ہے اب ذیل المدعا کے الفاظ ''اپنے گناہوں'' پر مفتیان سعیدیت سے فتویٰ لگوایئے اور ڈاکٹری کی ایک ڈگری حاصل کیجئے تجربہ شرط ہے۔

میں نے تو حرام اور کفر ہی لکھا ہے جس میں کسی کو مرتد قرار دینے کیلئے قائل کا التزام کفر بھی ملحوظ ہوتا ہے مگر آپ کے مدظلہ نے تو سیدھا ہی مرتد بنایا ہے۔ (جوابات رضویہ ص ۶۴،۶۵)

مسئلہ یہ ہے کہ فاضل بریلوی نے جو کہ تضادات کا مجموعہ ہے فضائل دعا یعنی ذیل المدعا میں ترجمہ یہ کیا ''مغفرت مانگ اپنے گناہوں کی'' اور کنز الایمان میں ترجمہ کیا تاکہ اللہ تیرے سبب سے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف کرے۔

یعنی اپنی کتاب میں سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گناہوں کی بات کی اور کنز الایمان میں کہا کہ آپ کے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ آپ کے سبب سے معاف ہوئے۔

ادھر ایک رستم بریلویت غلام مہر علی میدان میں آئے جنہوں نے کہا آپ کے گناہ اور خلاف اولی وغیرہ کا ترجمہ کرنے والے بے ایمان، عصمت کے منکر، کفر کا ارتکاب کرنے والے وغیرہ کئی فتوے لگائے تو جواب میں الطاف حسین سعیدی صاحب نے چونکہ یہ فتاوی جات احمد سعید کاظمی پر لگتے تھے اسے بچانے کے لئے کہہ دیا کہ اگر یہ فتاویٰ جات ٹھیک ہیں تو مولوی احمد رضا خان نے بھی تو یہی ترجمہ کیا ہے اس کا کیا بنے گا تو جواب میں غلام مہر علی نے کہا کہ کافر بنانا فاضل بریلوی کو صرف میرا ہی تو کام نہیں تمہارا بھی ہے۔

اور تمہارے اللہ بخش نیر نے تو لکھدیا کہ ایسا آدمی کافر مرتد تھے میں نے تو صرف کفر لکھا ہے۔ الخ

یہ بات ہمنے لکھنی نہیں تھی کہ پہلی جلدوں میں آچکی ہے لکھنے کی ضرورت یہ پڑی بعض بریلوی کہتے ہیں کہ یہ فضائل دعا والا ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نہیں ہے بلکہ امت کے لئے ہے تو ہم نے یہاں دو بڑے بریلوی پیش کر دیئے کہ وہ اس ترجمہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانتے ہیں اور بھی کئی پیش کئے جاسکتے ہیں۔ مثلاً سعیدی رحیم یار خانی غلام رسول سعیدی وغیرہا۔

تو اب یہ تاویل بھی کرنی باطل ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ صراحۃً جان بوجھ کر انہوں نے فاضل بریلوی پر زد کی ہے وہ ان فتوؤں کی زد میں ہے۔

باقی رہی ایک بات کہ غلام مہر علی صاحب جو فتویٰ اللہ بخش نیر کے کندھوں پر رکھ رہیں ہیں وہ تو خود ہی لکھ رہے ہیں۔

جو شقی عالم ہو یا جاہل محدث ہو یا استاد، شاہ کہلائے یا شیخ الشیوخ، مفسر ہو یا علامہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ گناہ بولے لکھے پھر اس کی کوئی بھی وجہ بتاتا پھرے وہ اللہ تعالیٰ کو گناہ کا الزام لگاتا ہے کافر ہے مرتد ہے ملعون ہے۔ (معرکۃ الذنب ص ۱۷)

غلام مہر علی صاحب یہ صرف اللہ بخش نیر صاحب پر ہی سارا زور نہ دھریں یہ دونوں فتویٰ لگانے میں آپ بھی تو ساتھ ہیں۔اس لئے جمعیت بریلویت کا فتویٰ فاضل بریلوی کے سر پر ہے۔

۸۔ فاضل بریلوی لکھتے ہیں ذنوب انبیاء سے مراد صورت گناہ ہے، ورنہ حقیقۃً گناہ سے انبیاء کرام علیہم السلام نہایت دور اور منزہ و مبرا ہیں۔

(تعلیقات رضا ص ۳۰۱ کرمانوالہ بک شاپ لاہور)

جبکہ بریلویت کا سرغنہ مولوی غلام مہر علی لکھتا ہے کہ مفتی محمد اقبال مدرس انوار العلوم ملتان لکھتا ہے کہ کاظمی صاحب مجھے خواب میں ملے اور کہا کہ گناہ کا ترجمہ درست نہیں۔

(مکتوب قلمی ص ۲۴)

اب کاظمی صاحب کے ایک بے وفا تلمیذ کی جرأت دیکھئے الطاف حسین سعیدی لکھتا ہے کہ میرے نزدیک صورۃً گناہ کا لفظ بھی درست ہے۔(السعید ماہ جون ۲۰۰۰ء ص ۶۴)

دیکھا آپ نے یہ وہی لفظ صورۃ گناہ ہے جو پہلے ایڈیشن میں چھپا اور کاظمی صاحب کی ہدایت کے مطابق دوسرے ایڈیشن میں بدل دیا گیا مگر ان کا گستاخ شاگرد اسے درست قرار دے رہا ہے۔یاایھا السعید یون الیس منکم رجل رشید اس کے نزدیک اس

گستاخانہ لفظ کو بدلنے کی ہدایت دینے والا استاد کاظمی بھی نادرست کروار ہا ہے اور دوسرے ایڈیشن میں اسے بدلنے والے سب کا جگر گوشگان و تلامذہ و تمام سعیدی جاہل و بے وقوف تھے جہانیاں منڈی کے اس جاہل سعیدی سے ہے کوئی پوچھنے والا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم صورۃ گناہ بھی کرتے تھے تو امتی آپ کے کس فعل کی پیروی کرے گا اور کس فعل کی پیروی نہیں کرے گا۔ (جوابات رضویہ ص ۲۳،۲۴)

اس ''صورۃ گناہ'' کا لفظ استعمال کرنے پر فاضل بریلوی کو دو تمغے ملے (۱) گستاخ، (۲) جاہل۔ غلام مہر علی صاحب اللہ آپ کے پسران ولواحقین کو ہدایت دے کیونکہ آپ کے تو پانی سر سے گزر چکا ہے اس لئے ہدایت کی دعا کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ نے ہمارے دل کی بات کی ہے ہم بھی تو یہی سمجھتے چلے آرہے ہیں کہ فاضل بریلوی گستاخ اور جاہل ہیں، جو آپ نے بڑے حوصلے بلکہ بڑی جرأت سے قبول کیا ہے۔

۹۔ فاضل بریلوی کہتے ہیں۔

اجماع اہلسنت ہے کہ بشر میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی معصوم نہیں۔

(فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۳۵۶)

دوسری جگہ لکھتے ہیں عصمت، نوع بشر میں خاصہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ الثناء ہے۔

(مجموعہ رسائل اعلیٰ حضرت ص ۸۳) اویسی بکسٹال گوجرانوالہ

جب ہم بریلویوں کے پیر کی طرف دیکھتے ہیں تو وہ تکفیر کی مشین گن فاضل بریوی کی طرف سیدھی کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے کسی کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا مگر ان کے بارے میں جنہوں نے پیغمبروں کی نسبت بشر کا لفظ استعمال کیا۔ (ضرورت مرشد ص ۲۳۵)

قارئین گرامی قدر ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی شاید بریلویت یہ الزام ہم پر لگائیں، آپ خود دیکھیں فاضل بریلوی کہہ رہے ہیں بشروں میں انبیاء معصوم ہیں یعنی انبیاء بشر ہیں اور معصوم ہیں

جبکہ دوسری طرف شاہ صاحب نے بغیر کسی قید کے سیدھا ہی فتویٰ دھر دیا کہ جو بشر کا لفظ انبیاء کے استعمال کرے وہ کافر۔ تو فاضل بریلوی کے متعلق آپ خود فیصلہ کرلیں کہ ان کا کیا بنے گا۔

۱۰۔ مولوی احمد رضا خان صاحب نے بڑے کھلے الفاظ میں قسم کھائی کہ

مجھے شوخی طبع رضا کی قسم (حدائق بخشش حصہ اوّل ص ۳۲)

تو گھر کے فرد بھی کھڑے ہو گئے کہ یہ غلط ہے۔

دیکھئے مفتی اقتدار احمد خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

ان مندرجہ تمام احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کسی اور شے کی قسم کھنا ممنوع ہے اور بفرمان نبوت غیر اللہ کی قسم بولنے والا کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔

(العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ النعیمیہ ج ۳ ص ۴۹۳)

اب آپ بتائیں جب گھر کے افراد ہی اسے کافر و مشرک کہہ رہے ہیں تو پھر ہمیں کہنے سے کیوں رضا خانی روکتے ہیں۔

۱۱۔ فاضل بریلوی صاحب چونکہ شرک و بدعت کے رسیا ہیں اس لئے مجبور ہو کر اپنے مریدین کو اجازت فرماتے ہیں۔

یا شیخ عبد القادر جیلانی شیاءً للہ کا وظیفہ جائز ہے۔ (فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۸۶۰)

قارئین گرامی قدر یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہ سمجھئے گا بلکہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب جنہیں ماہر رضویات کہا جاتا ہے وہ لکھتے ہیں۔

یا شیخ عبد القادر جیلانی شیاءً للہ کہنا ممنوع ہے۔ قائل کو توبہ کرنی اور تجدید نکاح چاہئے۔ (تذکرہ مظہر مسعود ص ۱۳۱)

تو فاضل بریلوی اور ان کے مریدوں نے کیا تجدید ایمان و نکاح کیا یا ابھی تک ویسے ہی کام چل رہا ہے یہ ساری اولاد بریلویت کا کیا بنے گا؟

۱۲۔ فاضل بریلوی بریلوی علماء کی تحقیق سے مسلمان ہی نہیں رہتے اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ فاضل بریلوی نے اپنے دوست مولانا عبدالباری فرنگی محلی کو حفظ الایمان کی عبارت دکھائی تو انہوں نے کہا اس عبارت کو بے غبار کہا۔

فاضل بریلوی نے مثال دے کر بات کی تو تب بھی انہوں نے عبارت کو بے غبار کہا مگر فاضل بریلوی نے اپنے دوست سے دوستی برقرار رکھی اور اسے کافر نہ کہا۔

تفصیل کے لئے استاد محترم متکلم اسلام حضرت مولنا محمد الیاس گھمن صاحب زید مجدھم کی کتاب حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ دیکھیے۔

تقریبا یہی مولوی عبدالباری فرنگی محلی جیسا واقعہ پیر کرم شاہ صاحب کا ہے انہوں نے تحذیر الناس میری نظر میں لکھ کر قاسم العلوم والخیرات کی عبارات تحذیر الناس کو کفریہ نہیں کہا۔

چنانچہ بریلوی عالم محمد فاروق صاحب لکھتے ہیں۔

کرم شاہ نے اکابرین اہل السنّت (یعنی بریلوی) کی مخالفت کی ہے اس کے متعلق ان کے سوانح نگار حافظ پروفیسر احمد بخش کی گواہی بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ فیصلہ کرتے وقت آسانی رہے۔لکھا ہے۔

تحذیر الناس الجھی ہوئی متنازعہ بحث کے متعلق حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ نے فیصلہ فرمایا کہ ایسی عبارات انسان کو ایمان سے محروم کردیتی ہیں جبکہ حضور ضیاء الامت نے نانوتوی موصوف کی عبارت کو قضیہ فرضیہ پر محمول کرتے ہوئے اسے کفریہ کہنے میں احتیاط برتی ہے۔ (جمال کرم جلد ۱ ص ۶۹۵)

روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ بھیروی صاحب نے اکابرین اہل السنّت (بریلویہ) کی نہیں دیوبندیوں کے موقف کی تائید کی ہے۔

(جسٹس کرم شاہ کا علمی محاسبہ ص ۵۳)

معلوم ہوا کہ فاضل بریلوی کے دجل وفریب والے فتویٰ تکفیر کو پیر کرم شاہ صاحب بھیروی نے قبول نہیں کیا بلکہ ٹھوکر سے اڑادیا اور ایک مرتبہ جب انکو بریلویوں نے بہت ہی مجبور کیا تو انہوں نے کہا تم سے جو ہوتا ہے کرلو میں کسی مسلمان (مولانا نونوتوی) کو کافر نہیں کہہ سکتا۔

(کرم شاہ کی کرم فرمائیاں)

تو معلوم ہوا کہ مولانا عبدالباری فرنگی محلی اور کرم شاہ کا درجہ ایک ہے دونوں ہی حسام الحرمین کے منکر ہیں مگر کرم شاہ صاحب کے متعلق تو لکھا جائے۔

من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر

(جسٹس کرم شاہ کا علمی محاسبہ ص ۲۹۰)

اور یہ بھی لکھا ہے:

یہ شخص بھی کسی طرح مسلمان نہیں ہوسکتا جو بھی اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (علمی محاسبہ ص ۲۷۵)

اب ہمارا سوال رضاخانیوں سے یہ ہے کہ کرم شاہ کو جو کافر نہ کہے وہ بریلوی تو کافر ہے اور جب کرم شاہ اور مولانا فرنگی محلی کا جرم ایک ہے تو دونوں کو سزا بھی تو ایک جیسی ملنی چاہیئے تو اب نتیجہ یہ نکلا کہ چونکہ فاضل بریلوی مولانا فرنگی محلی کی تکفیر نہیں کرتا۔

(فتاویٰ مظہریہ حصہ سوم ص ۴۹۹)

تو وہ فاضل بریلوی بھی پیر کرم شاہ پر لگے ہوئے فتوے کی رو سے کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ کافر ہے وہ بھی کافر ٹھہرا کیونکہ اس نے مولانا فرنگی کو کافر نہ کہا۔

اب جب رضاخانی تحقیق میں فاضل بریلوی کافر ٹھہرا تو اب مسئلہ بدعتی سے بھی اوپر چلا گیا۔

۱۳۔ ہم اس پر چند ایک نظائر اور بھی پیش کرتے ہیں کہ فاضل بریلوی کبھی اپنے فتوؤں کی زد میں آتے ہیں اور کبھی دوسروں کے یعنی اپنے ہم مسلک لوگوں کے فتاویٰ کے زد

میں چنانچہ دیکھئے فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

بے شک حضرت عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطاء فرمایا۔ مشرق تا مغرب عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا اشیاء مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔

(علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۴)

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ زمین وآسمان کا کوئی ذرہ آپ کے علم سے خارج نہیں سب ما کان وما یکون کا انہیں علم ہے۔ دوسری طرف دیکھیں فلاسفہ کا عقول عشرہ کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ ان سے ذرات عالم میں سے کوئی ذرہ بھی مخفی نہیں اس نظریہ کا رد کرتے ہوئے فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔

یہ خاص صفت حضرت عالم الغیب والشہادۃ جل وعلیٰ کی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ لایعذب عنه مثقال ذرة فی الارض ولا فی السماء

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲ ص ۱۴۴)

اگر فلاسفہ یہ نظریہ غیر خدا کے لئے مانیں تو کافر فاضل بریلوی مانیں تو مسلمان تو نہیں رہیں گے اب دیکھئے یہ فاضل بریلوی اپنے اوپر ہی فتوی کفر لگا رہے ہیں کیا اب بھی علم وھبی کا دعوئ کیا جاسکتا ہے۔

۱۴۔ فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔

عطاء الٰہی سے بھی بعض علم ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع

(خالص الاعتقاد ص ۲۳)

دوسری جگہ فاضل بریلوی علم شعر گوئی پر بحث کرتے کہتے ہیں۔

ملکہ شعر گوئی حضور کو عطاء نہ ہوا۔ (ملفوظات جلد ۲ ص ۲۰۹ مشتاق بک کارنر لاہور)

جب کہ بریلوی کہتے ہیں اگر کسی بھی نبی علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ قائم کرلیا جائے کہ اس کوفلاں چیز کا علم نہیں تو ایسا فاسد و باطل عقیدہ اس امر کو مستلزم ہوگا کہ اس نبی کا عقیدہ توحید ناقص ہے چہ جائیکہ افضل الانبیاء صلوت اللہ وسلامہ علیہ کے متعلق یہ کفریہ عقیدہ ہو کہ عالم ماکان و ما یکون کوفلاں چیز کا علم نہیں۔

(تحفظ عقائد اہلسنت ص ۸۵۰،۸۴۹ از مولوی ظہیر احمد قادری برکاتی انڈیا)

گویا فاضل بریلوی کا عقیدہ کفریہ ہے۔

۱۵۔ فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔ (خالص الاعتقاد ص ۶)

یعنی باقی سب سے تو سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مبارک زیادہ مگر شیطان کا علم صرف وسیع ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع تر نہیں۔ العیاذ باللہ یہ ہے فاضل بریلوی کی محبت کا راز، عبارت کا آسان مطلب ہم نے بیان کر دیا ہے جیسے کوئی کہے باقی سب سے تو زید کے پیسے زیادہ ہیں مگر جو بکر ہے اس کا مال و دولت زید سے وسیع تر نہیں۔ بس تھوڑا سا زیادہ ہے بہت زیادہ نہیں ہے یہی کچھ فاضل بریلوی کہہ رہے ہیں۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ فاضل بریلوی کو بریلوی کیا سناتے ہیں۔

مفتی احمد یار گجراتی لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ساری خلقت سے زیادہ حضرت آدم و خلیل علیہ السلام اور ملک الموت و شیطان بھی خلقت ہیں یہ تین باتیں ضرریات دین سے ہیں ان کا انکار کفر ہے۔

(جاء الحق ص ۴۳)

۱۶۔ کیا فاضل بریلوی مسلمان رہے؟ کیونکہ ضروریات دین کا انکار کر رہے ہیں۔

فاضل بریلوی کی مصدقہ کتاب انوار ساطعہ میں ہے۔

تماشہ یہ ہے کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیرہ میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں دعوی کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک وناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔

(انوار ساطعہ ص ۳۵۹ مصدقہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی صاحب)

جبکہ بریلوی اس حاضر وناظر کو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات وفضائل سے گنتے ہیں تو فاضل بریلوی مولوی عبدالسمیع رامپوری نے شیطان کو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کمالات میں بڑھا کر توہین کی ہے یا نہیں؟

تفصیل کے لئے دیکھئے الحق المبین صفحہ ۷۰

اگر مان لو کہ توہین کی ہے پھر سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کے جرم میں فاضل بریلوی تو گیا۔ کیونکہ بریلوی اکابر ہی کا فرمان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر ہے۔

(فہارس فتاوی رضویہ ص ۳۶۴)

۱۷۔ استاد العلماء بریلویہ جسے بریلوی استاد الکل کہتے ہیں استاد المناطقہ کہتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت ے نزدیک نوٹوں میں سود جائز ہے دس روپے کا نوٹ دو دس روپے کے نوٹوں کے بدلے بیچنا جائز ہے۔

(مقالات بندیالوی ج ۱ ص ۲۰۱)

اور بریلویوں کے پیرو مرشد جناب پیر جماعت علی شاہ صاحب کہتے ہیں۔

دہلی میں کسی نادان مولوی نے یہ فتویٰ دیا کہ بنک کا سود جائز ہے جو دلیل لکھی وہ یہ ہے کہ بنک والے جو سود دیتے ہیں اور مسلمان وہ سود کا روپیہ نہیں لیتے تو بنک والے کیا کرتے

ہیں اس روپیہ کو عیسائی مشنوں کو دے دیتے ہیں وہ عیسائی مشن والے اسلام کے برخلاف اس روپیہ کو خرچ کرتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ مسلمان اس روپیہ کو لے لیا کریں اور کھا لیا کریں۔ فقیر نے اس کے معنی جو سمجھے ہیں وہ یہ ہیں کہ خنزیر کا گوشت عیسائی کھاتے ہیں بڑے موٹے ہو جاتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ مسلمان بھی خنزیر کا گوشت کھالیا کریں عیسائی کھاتے ہیں موٹے تازے ہوتے ہیں مسلمان بھی کھانا شروع کریں۔ دیوانے مولوی نے اتنا نہیں سمجھا کہ جب اس کا نام سود ہے تو بنک کا سود ہو یا کسی اور جگہ کا سود کو خدائے تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ یہ نادان مولوی جائز کرتا ہے جو خدائے تعالیٰ کے حرام کو حلال سمجھے وہ کافر ہے اس فتویٰ دینے سے تو مولوی خود کافر ہو گیا دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ومن یتولھم منکم فانه منھم۔ (سورہ مائدہ ربع ثالث)

جو کافروں کے ساتھ تعلق رکھے وہ کافر ہے یہ کفر کا فتویٰ خود اللہ تعالیٰ نے روز ازل سے ہی اس نادان دشمن دین مولوی پر لگایا ہوا تھا۔ اب سود کے کھانے کو جائز کر کے اس کفر کے فتویٰ کو اس نے خود اپنے اوپر عائد کر لیا۔

(ضرورت مرشد ملفوظات امیر ملت ص ۲۰۵)

بنکوں کا سود یہی تو ہوتا ہے کہ آپ جتنے پیسے جمع کراتے ہیں وہ اس پر اضافہ کر کے دے دیتے ہیں اور یہی بات فاضل بریلوی کہہ رہے ہیں کہ نوٹ تھوڑے دے کر زیادہ لئے جا سکتے ہیں۔ تو فتویٰ کفر کا مولوی جماعت علی شاہ کی زبان سے آپ نے سن لیا اور پڑھ لیا۔ ہم صرف ناقل ہیں اب علی پور سیداں کی گدی پر کوئی فتوی بریلوی شریف والوں کو ضرور لگانا چاہئے۔

استاد الکل بریلویہ مولوی عطا محمد بندیالوی لکھتے ہیں۔

دس روپے کا نوٹ سونے اور چاندی کی رسید ہے نوٹ کو بیچنا در اصل اس سونا چاندی کو بیچنا ہے اور سونے چاندی میں تفاضل منع ہے۔ نوٹ پر یہ عبارت درج ہے۔ (حامل ہذا کو

مطالبہ پر ادا کرے گا) مثلاً دس روپے ادا کردیئے جائیں گے اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ دس روپے کا نوٹ یہ دس روپے نہیں بلکہ دس روپے کی رسید ہے اور دس روپے چاندی۔

(مقالات بندیالوی ج ا ص ۲۰۱)

فاضل بریلوی نے سود کو حلال کر کے اپنی عاقبت کو خراب کیا اور بقول پیر صاحب نادان و بے وقوف بھی ہے، ہم جہالت وحماقت پر مستقل ایک مضمون لکھ آئے ہیں اس کو اس مضمون میں بھی شمار فرمالیں کہ فاضل صاحب کی بے وقوفی نادانی وحماقت ثابت ہورہی ہے۔

۱۸۔ (۱) فاضل بریلوی کے والد صاحب نقی علی خان لکھتے ہیں:

اگر ہندی اپنے باپ یا بادشاہ خواہ کسی واجب التعظیم کو تُو کہے گا تو شرعاً بھی گستاخ و بے ادب اور تعزیر و تنبیہ کا مستوجب ٹھہرے گا۔ (اصول الرشاد ص ۲۲۸)

(۲) مولوی حنیف رضوی لکھتے ہیں:

ہمارے دیار میں کسی معظم و بزرگ ملکہ ساتھی اور ہمسر کو بھی تُو کہنا خلاف ادب اور گستاخی قرار پائے گا۔ (مقدمہ اصول الرشاد ص ۳۵)

(۳) مفتی اقتدار احمد نعیمی بریلوی لکھتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف نام لے کر یا تو تا کر کے ہی پکارتا ہے تو تجھ میں اور ابو جہل و ابولہب اور دیگر کفار خبثاء میں کیا فرق رہے گا۔ (العطایا الاحمدیہ ج ۵ ص ۱۵۸)

(۴) مکتبہ ضیاء القرآن والوں نے کنز الایمان کا خصوصی ایڈیشن شائع کیا اس ص ۱۰۰ اور انوار کنز الایمان کے ص ۵۲۸ پر لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صیغہ واحد حاضر میں مخاطب فرمایا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ترجمہ کرتے وقت اردو میں وہی الفاظ استعمال کیے جائیں اردو میں تو کہہ کر اپنے بڑے کو مخاطب کرنا گستاخی ہے۔

(۵) بریلوی پیر طریقت ڈاکٹر سرفراز احمد آستانہ ترنول شریف لکھتے ہیں:

قرآن پاک میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے صیغہ واحد میں مخاطب فرمایا ہے لیکن اردو میں ترجمہ کرتے وقت لازمی تو نہیں کہ وہی الفاظ استعمال کئے جائیں کیونکہ اردو میں کسی بھی معزز و محترم ہستی کو لفظ تو سے مخاطب کرنا گستاخی کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔

اگر یہی لفظ ذات باری تعالیٰ کے لئے ہو تو قابل گرفت نہیں کہ مقصد شرک سے اجتناب ہوتا ہے لیکن نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال کرنا سراسر بے ادبی میں شمار ہوتا ہے۔ (انوار کنز الایمان ص ۲۳)

اب دیکھئے فاضل بریلوی کی طرف انہوں نے سورۃ القارعہ پارہ نمبر ۳۰ سورۃ نمبر ۱۰۱ آیت نمبر ۳ وما ادراک ما القارعه کا ترجمہ کیا ہے۔

اور تو نے کیا جانا کیا ہے دہلانے والی اور آیت نمبر ۱۰ وما ادراک ماهیه کا ترجمہ کیا ہے اور تو نے کیا جانا کیا نیچا دکھانے والی۔ (کنز الایمان ص ۱۰۸۱)

سورۃ منافقون آیت نمبر ۴ کا ترجمہ دیکھئے۔

واذارائیتهم تعجبک اجسامهم۔

اور جب تو انہیں دیکھے ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں۔ (کنز الایمان ص ۹۹۸)

سورۃ زمر کی آیت نمبر ۲۱ کا ترجمہ دیکھئے

الم تران الله انزل من السماء ماءً (الایہ)

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا۔ (کنز الایمان ص ۸۲۸)

سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۴۱۔

یا ایها الرسول لایحزنک الذین......ومن یرد الله فتنه فلن تملک له من الله شیاء۔ (الایۃ)

اے رسول تمہیں غمگین نہ کریں......اور جسے اللہ گمراہ کرنا چاہے تو ہر گز تو اللہ سے اس کا کچھ نہ بنا سکے۔ (کنز الایمان ص ۲۰۶،۲۰۵)

۱۹۔ فاضل ریلوی لکھتے ہیں۔

وما اکثر الناس ولو حرصت بمؤ منین کے ترجمہ میں "اور اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو ایمان نہ لائیں گے۔"

(کنز الایمان سورہ یوسف آیت نمبر ۱۰۳، پارہ نمبر ۱۳ ص ۳۵۸)

فاضل بریلوی کے اس ترجمہ سے معلوم ہوا کہ نبی کی چاہت سے کچھ نہیں ہوتا مگر بریلویوں کے غزالی زمان اٹھے اور غصہ کی وجہ سے ہوش نہ رہا کہ یہ فاضل بریلوی ہیں اور کہنے لگے۔

حضور سید المقربین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ کہنا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا عظمت شان رسالت کے منافی ہے بلکہ مقام نبوت کی توہین وتنقیص ہے۔

(مقالات کاظمی ج ۲ ص ۳۰۷)

ہم نے کاظمی صاحب کا شکر یہ ادا کیا کہ فاضل بریلوی واقعی اس بات کے مستحق اور لائق تھے جو آپ نے کہی ہے ہم اس پر رضا خانی حضرات پسران کاظمی کو بھی مبارک باد پیش کرتے ہیں اور ان کے لئے دُعا گو ہیں کہ خدا انہیں فاضل بریلوی اور دیگر رضا خانیوں کی یونہی مرمت کرنے کی توفیق دے۔

۲۰۔ فاضل بریلوی کی مصدقہ کتاب انوار ساطعہ میں ہے۔

تماشا یہ ہے کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیرہ میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ نہیں کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس میں بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔

(انوار ساطعہ ص ۳۵۹)

رضاخانیوں کا بھی اصول وقاعدہ ہے مؤید ومصدق بھی مولف ومصنف کے ساتھ پھنستا ہے جبکہ کاظمی صاحب کی رگ سیادت پھڑک اٹھی اور وہ چلا اٹھے کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ کسی نبی کے معجزات اور کمالات میں کسی غیر نبی کو نبی سے بڑھ چڑھ کر ماننا توہین نبوت ہے۔

(مقالات کاظمی ج ۲ ص ۳۲۳)

کاظمی صاحب تیر صحیح نشانے پر مارا ہے اور فاضل بریلوی کو چت گرایا ہے۔ فاضل بریلوی کی مصدقہ کتاب میں حاضر وناظر ہونے میں شیطان کو بڑھایا گیا ہے۔

اور کاظمی صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات توہین نبوت ہے اور آپ یہ بات پڑھ چکے ہیں نبوت کی توہین وبے ادبی کفر ہے اور یہ بات بھی اپنی طرف سے ہم نہیں کہہ رہے بلکہ بریلوی حضرات کے گھر میں موجود ہے تکرار اور اعادے کی ضرورت نہیں۔

تو ہم نے اتنے حوالے پیش کر دیئے کہ فاضل بریلوی ایمان کی دولت سے محروم نظر آتے ہیں تو رضاخانی ہمت کریں اور اپنے پاپائے رضویت کے ایمان کو بچائیں ورنہ اس کا نقصان یہ ہوگا کہ یا تو بریلویت ختم ہو جائے گی یا پھر فاضل بریلوی کے ساتھ تم بھی جاؤ گے جہاں ساری زندگی تمہیں لے جانے کی کوشش کرتا رہا اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ اللہ ہم سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے اور شرک وبدعت جو جانے کا سبب ہیں اس سے بھی محفوظ ومصون رکھے۔

۲۱۔ مولوی فصل رسول بدیوانی نے لکھا تھا کہ

''اور یونہی جو یہ کہے کہ حضور کے سوا دوسرا نبی ہونا ممکن ہے تو یہ سب کافر ہیں۔''

(المعتقد المنتقد ص ۱۸۷)

فاضل بریلوی صاحب اس کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

یعنی امکان وقوعی دوسرے نبی کے لئے ماننے تو حکم کفر اسی صورت میں ہے اس لئے کہ یہ عقیدہ نص قرانی کو جھٹلاتا ہے اور اس میں اس بات کا انکار ہے جو ضروریات دین سے

ہے رہا امکان ذاتی تو وہ حکم کفر کا محتمل نہیں بلکہ امکان ذاتی اس مقام میں صحیح ہے۔

(المعتمد المستند ص ۱۸۷)

یعنی یہ اگر کسی نے کہا کہ آپ علیہ السلام کے بعد نبی آنا ممکن ہے تو دیکھا جائے گا کہ وہ امکان وقوعی مانتا ہے یا ذاتی اگر وقوعی مانتا ہے تو کافر اور اگر ممکن بالذات اور محال بالغیر یعنی امکان ذاتی مانتا ہے تو یہ بات درست اور ٹھیک ہے۔

مگر فاضل بریلوی کے صاحبزادے مولوی مصطفےٰ رضان کا نظریہ تو اور ہے وہ لکھتے ہیں:

جب آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کے امکان ذاتی کے قائل ہوئے تو اگر ایک وقت میں دس بیس نبی ہوئے تو وہ بھی ممکن بالذات ہوئے اور اگر وہ سب ایک ہی وقت میں اس عالم سے تشریف لے گئے تو سب کے سب خاتم زمانی بھی ہوں گے اب آپ امکان ذاتی تعدد خواتم کے بھی قائل ہو گئے اور جو امکان ذاتی کا قائل ہوگا اس کو امکان تعدد خواتم خود بہ خود لازم آئے گا۔ زبان سے اگر تعدد خواتم کا انکار بھی فرمادیں تو اس سے کچھ نفع نہیں ہوسکتا۔

(جہان مفتی اعظم ص ۲۴۵)

گویا فاضل بریلوی کو بیٹا جی نصیحت کر رہے ہیں کہ ابا جی زبان سے اگر کہہ بھی دیں کہ تعدد خواتم ماننا غلط ہے مگر آپ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امکان ذاتی مان کر تعدد خواتم مان چکے ہیں لہٰذا جو فتویٰ ابا جی دوسروں پر وہ آپ پر بھی یعنی ختم نبوت کے منکر ہو کے آپ قادیانی کے ساتھ جا ملے ہیں۔

کوئی بریلوی ہمت کر کے فاضل بریلوی کو اس کفر کی دلدل سے باہر نکالے۔

۲۲۔ فاضل بریلوی لکھتے ہیں:

اس نے خبر دی کہ اہل جنت کو ہمیشہ جنت میں رکھے گا ان کا خلود واجب ہو گیا۔ اگر نہ ہو تو معاذ اللہ کذب لازم آئے مگر اس سے انقطاع پر قدرت مسلوب نہ ہوئی۔ خلود وانقطاع

دونوں ازلاً ابداً زیر قدرت ہیں۔ (کلیات مکاتیب رضا حصہ اوّل ص ۸۳)

یعنی خدا نے اگرچہ کہا ہے کہ وہ اہل جنت کو ہمیشہ رکھے گا مگر ہمیشہ رکھنے پر بھی وہ قادر ہے اگرچہ وہ ہمیشہ ہی رکھے گا۔

مگر اہل بدعت کے مایہ ناز عالم اجمل سنبھلی صاحب مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت ''حضرات اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ جو خبر اس نے اپنے کلام ازلی میں دی ہو اس کے خلاف کرنے سے وہ عاجز نہیں کر سکتا ہے۔''

نقل کر کے آگے فتویٰ لگاتے ہیں۔

اس کے یہی معنی ہوئے کہ وہ کلام جھوٹا ہو سکتا ہے اس کی خبریں غلط ہو سکتی ہیں یہ شائبہ کذب ہوا یا نہیں ہوا ضرور ہوا۔ (ردسیف یمانی ص ۲۰۱)

اب دیکھیں مولانا منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ہٹا کر اگر فاضل بریلوی کی عبارت لکھ دیں تو بھی بات وہی ہوئی میں بریلوی حضرات سے کہوں گا کہ تمہارے فاضل صاحب پھنس گئے ہیں۔

مولوی اجمل شاہ لکھتا ہے:

جس کا کلام تم نے محتمل الکذب ٹھہرا دیا وہ اگر یہ بھی کہے کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا ہرگز وعدہ خلافی نہ کروں گا تو اس کا یہ کہنا بھی تو محتمل انکذب ہی ہوگا اس کے صدق کا یقین کہاں سے آئے گا اور کبرائے وھابیہ کی یہ دلیل کہ اس کے خلاف کرنے پر قادر ہے یہاں بھی جاری ہوگی تو نہ اب خدا کا اعتبار رہا نہ اس کے کلام کا نہ اس کی قسم کا نہ حلف کا معاذ اللہ یہ ہے تمہارا دین اپنے چاہے کتنا ہی روغن قاز ملو یہ تمہارا طوفان ہے کہ حضرات اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ تمہیں اہلسنت کے عقیدہ کی کیا خبر۔ حضرات اہلسنت تو اس عقیدہ پر لعنت کرتے ہیں۔ (درسیف یمانی ص ۲۰۲)

دیکھئے کیسے عقیدہ فاضل بریلوی کا چار حرف کے نیچے آٹھہرا جب عقیدہ اس کا یہاں آٹھہرا ہے تو وہ خود بھی تو اس کے مستحق ٹھہرے خدا ایسوں کو بریلویوں میں بھیجتا رہے تا کہ ان کو یونہی چھتر ول کرتے رہیں۔

۲۳۔ فاضل بریلوی کی مصدقہ کتاب انوار آفتاب صداقت میں کسی کا قول نقل کیا کہ ہم یوں کہتے ہیں کہ ان جیسے (ظلم و کذب وغیرہ) افعال یقیناً قدرت میں داخل ہیں البتہ اہلسنت و جماعت اشاعرہ ماتریدیہ سب کے نزدیک ان کا وقوع جائز نہیں نہ شرعاً جائز نہ عقلاً اور اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں۔ (بلفظہ ص ۳۶) آگے چل کر قاضی فضل احمد لدھیانوی اس پر یوں فتویٰ لگاتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہلسنت و جماعت ماتریدیہ جس میں دیوبندی بھی اپنے آپ کو داخل کرتے ہیں کے نزدیک امکان کذب کا مسئلہ نہ شرعاً جائز نہ عقلاً لیکن اشاعرہ کے نزدیک صرف شرعاً جائز نہیں لیکن عقلاً جائز ہے۔

(انوار آفتاب صداقت ج ۱ ص ۴۲۴)

ان تحریروں سے معلوم ہوا کہ کذب و ظلم کو تحت قدرت باری ماننا یہ امکان کذب ہے

اب آیئے فاضل بریلوی کی طرف وہ لکھتے ہیں کہ خود مجھ کو یہ پسند ہے کہ اس فرع میں یعنی اطاعت شعار کی تقدیب عقلاً ممکن ہونے اور شرعاً محال ہونے میں اپنے ائمہ اشعریہ کے ساتھ رہوں۔ (المعتمد المستند ص ۱۳۰)

اور ''انوار آفتاب صداقت'' میں س بات کے متعلق یوں لکھا گیا ہے۔

کیا خداوند کریم غفور الرحیم ایسا کرے گا یا کر سکتا ہے کہ جو فرمانبردار خاص و اکمل مقبول بندگان الٰہی ہیں ان کو دوزخ میں داخل کرے گا اور جو شرار الاشرار کفار نابکار مشرکین کبار ہیں ان کو بہشت میں داخل کرے۔ لاحول ولا قوۃ یہ صریح ظلم اور کذب قبیح ہے۔

(انوار آفتاب صداقت ص ۴۷)

اگر خدا کو ایسا کر سکنے کی طاقت ہو تو یہ بریلویوں کے نزدیک صریح ظلم اور کذب قبیح پر خدا کو قدرت ماننا ہے اور فاضل بریلوی اسے مان کر خدا کو ظلم و کذب پر قادر مان چکا ہے اور جب قادر مان لیا تو پہلے والے انوار آفتاب کے قول کے مطابق فاضل بریلوی نے امکان کذب کا عقیدہ مان لیا۔ اب سنئے ایک اور حوالہ مولوی اجمل شاہ لکھتا ہے اگر تمہارے اکابر قائلین امکان کذب اور قائل وقوع کذب الٰہی کو کافر اور زندیق جانتے تو تمہارا جدید مذہب ہی کیوں بنتا اور ہم اہلسنت سے تمہارا اختلاف ہی کیا ہوتا۔ (ردشہاب ثاقب ص ۲۹۲)

اب بتاؤ فاضل بریلوی کافر ہوا یا نہیں۔ اگر کوئی کہے میں بریلوی تو ہوں مگر فاضل بریلوی کے اس عقیدے سے مجھے اختلاف ہے تو وہ بھی گیا کیوں بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ جو فاضل بریلوی کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے۔

(دیکھئے تفصیل کے لئے انوار شریعت ج ا ص ۱۴۰)



فاضل بریلوی اپنے فتاویٰ ی زد میں

ہم اس عنوان سے تو نہیں مگر پہلے اس موضوع پر کچھ لکھ آئے ہیں مگر اب چند مسئلے یہاں بھی عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

پہلے تمہید ایک کتاب برصغیر میں لکھی گئی جس کا نام ہے تقدیس الوکیل اور یہ فاضل بریلوی کی بھی مصدقہ ہے وہ اس طرح کہ فاضل بریلوی نے انوار آفتاب صداقت کے بارے میں لکھا کہ یہ کتاب انوار آفتاب صداقت خود مصنف کی زبان سے بالاستیعاب سنی۔ ان کے ثبات علی الیقین وصلابت فی الدین واعانت مہتدین واہانت مفسدین پر حمد الہی بجا لایا وللہ الحمد فی الاولی والآخرہ ہو اہل التقوی واہل المغفرہ جعل اللہ سعیہ مشکورا......

یہ کتاب اکثر مسائل متنازع فیہا کی جامع اور اصول فروع وہابیت کی قامع ہے......فقیر اپنے تمام اخوان اہلسنت اور بالخصوص برادران طریقت سے اس کتاب کی سفارش کرتا ہے۔

(انوار آفتاب صداقت ص ۲۳)

اب اس کتاب میں دیکھیں تو یوں لکھا ہوا نظر آتا ہے۔

یہ پاک کتاب مستطاب (تقدیس الوکیل) دیگر علماء کرام کی تقاریظ سے مکمل ہو کر ۳۲۴ صفحہ کے حجم سے معہ ترجمہ اردو صدیقی پریس قصور ضلع لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوئی اور اہل سنت وجماعت کے لئے فیض عالم ہوئی......اس کتاب لاجواب کا جواب آج تک نہیں ہوا۔

(انوارِ آفتاب صداقت ص ۱۷)

اب ان دو تحریروں سے معلوم ہوا کہ فاضل بریلوی نے جب انوار آفتاب صداقت کی

تصدیق کر دی تو چونکہ انوار آفتاب صداقت خود مصدقہ ہے یعنی تصدیق کرنے والی ہے تقدیس الوکیل کی تو یہ دونوں کتابیں فاضل بریلوی کی مصدقہ ہوئیں۔

اب آگے سنئے فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔

ہمارے ائمہ اعلام کا متفق علیہ فتویٰ یہ ہے کہ جو کلمہ کفر بولے کافر ہو جائے گا اور ہر وہ شخص جو اس بات کو اچھا جانے یا اس سے راضی ہے کافر ہے۔

(المعتمد المستند ص ۲۴۱)

اس ساری تمہید کا خلاصہ یہ ہے کہ تقدیس الوکیل اور انوار آفتاب صداقت یہ دونوں کتابیں فاضل بریلوی کی مصدقہ ہیں لہٰذا اگر ان میں سے کوئی فتویٰ کی زد میں آگئیں تو وہ خود بخود اپنی لپیٹ میں فاضل بریلوی کو لے آئیں گی۔

مسئلہ نمبر ۱

فاضل بریلوی کہتے ہیں مصنف (فضل رسول بدایونی) اس بدترین زمانے سے پہلے گزرے جو ان کے بعد آیا جس میں سیلاب بلند پشتوں تک پہنچ گیا اور دجال ظاہر ہوئے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھ نظیروں کے مدعی ہوئے (جو ان کے زعم میں) حضور کے خصائص کمالیہ میں مشہور ترین خصوصیت یعنی ختم نبوت میں زمین کے نچلے چھ طبقوں میں حصہ دار ہیں تو ان میں کچھ یہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی اپنی زمینوں کے خاتم ہیں اور ہمارے نبی اس زمین کے خاتم ہیں اور کوئی یہ کہتا ہے کہ وہ سب اپنی اپنی زمینوں کے خاتم ہیں اور ہمارے نبی سب خاتموں کے خاتم ہیں ان میں سب سے بڑا بے خرد کافر تصریح کرتا کہ یہ خواتم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مماثل اور ان کی تمام صفات کمالیہ میں حصہ دار ہیں۔

(المعتمد المستند ص ۱۷۰،۱۶۹)

یعنی یہ سب کافر ہیں اور ان سے بڑا کافر آخری ہے (العیاذ باللہ)

جب تقدیس الوکیل کی طرف جائیں تو اس میں یہ بات لکھی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کے ممتنع بالذات ہونے کے اس جہان دنیا میں قائل ہیں پس اگر کوئی اور جہان ہو اور اس میں سوائے اس دنیا کے انبیاء مبعوث ہوں اور ایک ان کا خاتم ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہو سلم کی مثل نبی اور خاتم میں ہو تو اس کے ممتنع ہونے پر ہم حکم نہیں کرتے۔ (تقدیس الوکیل ص ۱۳۴)

اب ظاہر بات یہ ہے کہ فاضل بریلوی تو اس پر فتویٰ کفر دے چکا ہے اور ادھر مصدقہ کتاب یہ کہتی ہے کہ اس زمین والے جہان میں تو نہ ہو مگر کسی دوسرے جہان میں ہو تو ہم منع نہیں کرتے تو گویا فاضل بریلوی کا فتویٰ جیسے غلام دستگیر قصوری کے سر لگے گا ویسے فاضل بریلوی اپنے فتویٰ کفر کی زد میں آئے گا۔

مسئلہ نمبر ۲

انوار آفتاب صداقت جو کہ مصدقہ ہے فاضل بریلوی کی اس میں کسی جگہ شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ کو کافر لکھا ہے مثلاً دیکھئے

آپ کے امام الطائفہ اور آپ ایسے عقیدہ رکھنے والے سب کے سب کافر اسلام سے خارج ہیں۔ (ص ۳۹۶) دوسری جگہ لکھا ہے مولوی اسماعیل دھلوی مولف کتاب تقویۃ الایمان پر مفصل فتویٰ کفر ہے۔ (انوار آفتاب صداقت ص ۵۳۴)

اس سے پہلے لکھا ہے۔

فتویٰ کفر اجماعی علماء حرمین شریفین مولوی اسماعیل دہلوی اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان پر۔ (ایضاً ص ۵۳۳)

گویا کہ اس فتویٰ کفر پر جو مظلوم و شہید شاہ اسماعیل علیہ الرحمۃ پر قاضی فضل احمد صاحب لگا رہے ہیں فاضل بریلوی متفق ہیں مگر جب خدا کی مار پڑی تو اپنے فتویٰ کفر میں

خود پھنس گئے اور لکھنے لگے:

کوکبۃ الشھابیہ، تمہید ایمان وغیرہ میں کہ "علماحتاطین انہیں کافر نہ کہیں"۔

اور اپنی کئی کتابوں میں مثلاً فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ص ۴۴۳ پر لکھا جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

فتاویٰ رضویہ ج ۳۰ ص ۳۳۵ فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۸۷۴ پر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدگو کو جو کافر نہ کہے خود کافر ہے۔

اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ شاہ شہید پر جھوٹا الزام یہ بھی لگایا گیا کہ وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بدگو ہیں۔ (العیاذ باللہ)

میں اہل انصاف کو دعوت دوں گا کہ کیا فاضل بریلوی اپنے فتاویٰ سے خود کافر بنا یا نہ؟

انصاف......انصاف......انصاف۔

مسئلہ نمبر ۳

فاضل بریلوی اشاعرہ کا مذہب نقل کیا ہے کہ

ان لوگوں نے فرمایا کہ ایسے اطاعت گزار کو عذاب دنیا عقلا جائز ہے اس لئے کہ مالک کو یہ حق ہے کہ اپنی ملک میں جو چاہے کرے یہ ظلم نہیں اس لئے کہ ظلم تو غیر کی ملک میں تصرف کرنا ہے اور سارا عالم اللہ کی ملک ہے اور اس لئے کہ نہ کسی کی طاعت اس کے کمال کو زیادہ کرتی ہے نہ کسی کی معصیت اسے کچھ نقصان دیتی ہے کہ اس وجہ سے وہ کسی کو ثواب دے یا کسی پر عقاب کرے اور اس لئے کہ یہ عذاب دنیا حکمت کے منافی نہیں۔ اس لئے کہ قدرت دونوں ضد سے تعلق کی قابل ہے اور یہ اس کی تنزیہ میں بلیغ تر ہے کہ اس تعذیب پر اس کی قدرت ثابت کی جائے باوجودیکہ وہ اپنے اختیار سے ایسا نہ فرمائے تو اس مذہب کا قائل ہونا زیادہ سزاوار ہے۔

(المعتمد المستند ص ۱۲۸)

خلاصہ فاضل بریلوی کے قول کا یہ ہے کہ:

اطاعت گزاروں کو عذاب دینے پر خدا کو قدرت ہے اور یہ بات خدا کی شان کے زیادہ لائق ہے۔

آگے لکھتے ہیں:

خود مجھ کو یہ پسند ہے کہ اس فرع میں یعنی اطاعت شعار کی تعذیب عقلاً ممکن ہونے اور شرعاً محال ہونے میں اپنے ائمہ اشعریہ کے ساتھ رہوں نہ ظلم لازم آتا ہے اور نہ بے وقوفی اور نہ نیک و بد کے درمیان مساوات (المعتمد المستند ص ۱۳۰)

فاضل بریلوی نے یہاں مان لیا کہ میں ائمہ اشعریہ کے ساتھ ہوں۔

نوٹ: عقلاً ممکن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا ایسا کر سکتا ہے اسے قدرت ہے (یہ فاضل بریلوی کی پہلی بات سے بھی معلوم ہو رہا ہے) شرعاً محال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا ایسا نہیں کرے گا۔

خلاصۃ الکلام یہ نکلا کہ فاضل بریلوی نے دل کھول کر یہ مذہب اشعریہ کا اختیار کیا ہے کہ خدا نیک بندوں کو جہنم میں ڈالنے پر قادر ہے مگر ڈالے گا نہیں۔

اب آیئے دیکھتے ہیں فاضل بریلوی کی مصدقہ کتب کا حال ......

مگر پہلے وہ خود

فاضل صاحب لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب جنتیوں کو دوزخ میں اور تمام جہنمیوں کو جنت میں بھیجنے پر قادر ہو تو کذب باری تعالیٰ لازم آئے گا۔

(فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۴۰۹، فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۴۳۹)

حاشیہ میں ہے اللہ تعالیٰ کا جاہل ہونا بھی لازم آئے گا۔ (ایضاً)

انوار آفتاب صداقت میں ہے۔

جس شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ خداوند کریم خلف وعید یا اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے یا کر سکتا ہے یا کذب یا دروغ بولتا ہے یا بولے گا یا بول سکتا ہے یا بولنے پر قادر ہے وہ شخص اہلسنت سے خارج بلکہ کافر ہے۔ (انوار آفتاب صداقت ص ۴۸)

اس میں ہمارا مقصود اتنی عبارت ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ خدا اپنے وعدہ کے خلاف کر سکتا ہے تو یہ اعتقاد رکھنے والا کافر ہے۔

تو اللہ نے متقیوں اور ابرار سے تو جنت کا وعدہ کیا ہے اگر جنت میں ڈالنے کی بجائے ان کو جہنم میں ڈالنے پر خدا قادر ہو تو فاضل بریلوی کی مصدقہ کتاب کہتی ہے وہ کافر ہے اور یہ فتویٰ فاضل بریلوی کا اپنے اوپر ہے۔

مسئلہ نمبر ۴

مولوی احمد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں۔

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جناب مولی المسلمین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا۔

ابوالحسن بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب العالمین کے رسول ہیں اور پیغمبروں کے خاتم اور روشن رو اور روشن دست و پا والوں کے پیشوا تمام انبیاء اور مرسلین کے سردار نبی ہوئے جبکہ آدم آب وگل میں تھے۔ (تجلی الیقین ص ۷۸ حدیث نمبر ۵۱)

دوسری جگہ لکھتے ہیں جب سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی۔ (ختم نبوت ص ۴۱ مکتبہ نبویہ)

اب دونوں باتوں سے بات یہ نکلی کہ سب سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملی اور پھر آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ تو یہ بات سارے انبیاء کی نبوت کا انکار ہے اور ظاہر ہے کسی بھی نبی کی نبوت کا انکار کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ فاضل بریلوی کی مصدقہ

کتاب بہار شریعت کہتی ہے۔

جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جائز جانے کافر ہے۔(بہار شریعت ج ا ص ۱۴ شبیر برادر لاہور)

تو فاضل بریلوی اپنے قول سے سارے انبیاء کی نبوت کے زوال کے قائل ٹھہرے لہذا اپنے ہی قول سے مجرم ٹھہرے۔



جاء الحق پر ایک نظر

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفےٰ امابعد۔

برادران اہل سنت اہل بدعت جب منظم ہوئے تو انہوں نے قوم و ملک میں شرارتیں شروع کر دیں اور مختلف طریقوں سے امت کو گمراہ کرنے لگے اور اہل حق کے خلاف یلغار کرنے کا پروگرام بنانے شروع کر دیئے۔ کسی نے کوئی طرز پکڑا کسی نے کوئی۔ کوئی پیری مریدی کے نام سے امت کو خراب کرنے لگا تو کوئی تعویذات کے نام سے اور کوئی وعظ کے عنوان سے تو پھر درس قرآن کے عنوان سے تو کوئی کتابیں اور رسالے لکھ کر امت کے ایمانوں پر ڈاکہ مارنے لگا۔ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی صاحب بھی انہی لوگوں میں تھے جن کا علم یا تحقیق سے دور کا بھی رشتہ نہیں مگر اندھوں میں کانا راجا بن کر اپنے تئیں حکیم الامت اور مفتی اعظم بن کر لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکہ زنی شروع فرما دی۔ اس حوالے سے انہوں نے ایک کتاب جاء الحق لکھی اور لکھ کر مختلف عنوانات سے اہل السنۃ دیوبند کو بدنام کرنے اور بزعم خویش ان کے عقائد و نظریات کو خراب اور برباد کرنے کی کوشش فرمانے لگے۔

دوسری طرف امام اہل السنۃ بطل حریت مفسر قرآن شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ نے تقریبا ہر عنوان پر کتابیں لکھ کر اس کی تمام کتاب کا جواب مختلف کتابوں میں دے دیا اگر کوئی تفصیلی رد و تردید دیکھنا چاہتا ہے تو حضرت الشیخ امام اہلسنت رحمہ اللہ کی کتب کا مطالعہ کریں اور دوسری طرف اگر کوئی آدمی اختصار کے درپے ہو تو اس کے لئے ہمارا یہ مضمون جاء الحق پر ایک نظر کافی وافی ہے۔

اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور میرے لئے ذریعہ نجات وفلاح فرمائے۔

اور خلقت کو اس کے ذریعے سے ہدایت نصیب فرمائے۔

جہالتیں اور جاء الحق

مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی نے جاء الحق لکھ کر بہت سی جہالتیں ظاہر کر دیں اور ان سے مفتی صاحب کے علم و تفقہ کا پتہ بھی چلتا ہے اور کتاب کی حیثیت بھی نکھر کر سامنے آجاتی ہے کہ یہ جاء الحق ہے یا جہالتوں کی داستان!

۱۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

مشکوۃ باب المعجزات میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نعی النبی علیہ السلام زیدا وجعفرا وابن رواحۃ للناس قبل ان یاتیھم خبرھم فقال اخذ الرایۃ زید فاصیب (الیٰ) حتیٰ اخذ الرایۃ سیف من سیوف اللہ یعنی خالد ابن الولید حتیٰ فتح اللہ علیہم۔

حضور علیہ السلام نے زید اور جعفر اور ابن رواحہ کی ان کی خبر آنے سے پہلے لوگوں کو خبر موت دے دی فرمایا کہ اب جھنڈا زید نے لے لیا اور وہ شہید ہو گئے یہاں تک کہ جھنڈا اللہ کی تلوار یعنی خالد ابن ولید نے لیا یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح دے دی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیر معونہ جو مدینہ منورہ سے بہت ہی دور ہے وہاں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو حضور مدینہ سے دیکھ رہے ہیں۔

(جاء الحق بحث حاضر و ناظر ص ۱۳۹ فرید بکڈپو مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی)

یہ واقعہ غزوہ موتہ کا ہے مگر مفتی صاحب کی جہالت ملاحظہ فرمائیں کہ وہ لکھتے ہیں۔ حضور بیر معونہ میں جو کچھ ہو رہا تھا اس کو مدینہ سے دیکھ رہے تھے۔

جہالت نمبر ۲

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت زلیخا یوسف علیہ السلام کی زوجہ اور قابل احترام بیوی ہیں ان کا یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آنا مسلم بخاری کی حدیث اور عام تفاسیر سے ثابت ہے۔(جاء الحق ص۴۴۵) جبکہ مفتی غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں حضرت یوسف کی اس کے ساتھ شادی کی جو خبر ہے وہ بھی محدثین کے نزدیک ثابت اور معتمد نہیں۔(تبیان القران ج۵ ص۸۰۳)

تو یہ کتنا بڑا جھوٹ ہوا جو بخاری مسلم پر باندھا ہے۔

جہالت نمبر۳

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

شیخ ابن حجر مکی فتح الباری جلد دوم ص۲۶۰ میں فرماتے ہیں۔(جاء الحق ص۲۸۰ عمارت قبور پر اعتراض۔فرید بک ڈپو لمیٹڈ مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دہلی)

حالانکہ یہ بات ہر عالم جانتا ہے کہ فتح الباری ابن حجر عسقلانی کی ہے ابن حجر مکی کی نہیں ہے وہ اور بزرگ ہیں اور یہ اور بزرگ ہیں جس آدمی کو یہ بھی پتہ نہیں کہ ابن حجر عسقلانی اور مکی میں کیا فرق ہے وہ کیا حکیم الامت، مفتی اعظم پاکستان ہو سکتا ہے؟

جہالت نمبر۴

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

طبرانی نے تہذیب الآثار میں اور طحاوی نے حضرت وائل بن حجر سے روایت کی حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما نہ تو بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے نہ آمین۔

(جاء الحق ص۴۵ ج۲ نعیمی کتب خانہ گجرات پاکستان)

(آگے حوالے اس طبع سے آئیں گے)

حالانکہ انصاف کی بات یہ ہے کہ حضرت ابو وائلؒ نے روایت کی ہے نہ کہ حضرت

وائل بن حجرؓ نے یہ بھی مفتی صاحب کی غلط بیانی ہے۔

جہالت نمبر ۵

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

قال اجمع المسلمون علی الوتر ثلث لایسلم الافی آخرھن۔

اس پر سارے مسلمان متفق ہیں کہ وتر تین رکعتیں ہیں نہ سلام پھیرے مگر ان کے آخر میں۔ (جاء الحق حصہ دوم ص ۲۷۸)

مفتی صاحب نے لکھا ہے

''امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' اس سے معلوم یہی ہو رہا ہے کہ نواسہ رسول حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حالانکہ یہ بات حضرت حسن بصری کی ہے۔

جہالت نمبر ۶

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمٰی سے روایت کی

ان علی بن ابی طالب دعاالقراء فی رمضان رجلا بصلی بالناس خمس ترویحات عشرین رکعة وکان علی یوتر بھم۔

کہ علی رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلایا پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھاؤ حضرت علی انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

(جاء الحق حصہ دوم ص ۱۰۶)

حالانکہ اس حدیث میں خمس ترویحات کے لفظ نہیں ہیں یہ مفتی صاحب کے اپنے زور بیان کا نتیجہ ہے۔

جہالت نمبر ۷

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے۔

وکثیر منهم علی الهدی وکثیر حق علیهم الضلالة۔

ان میں سے بہت ہدایت پر ہیں اور بہت پر گمراہی ثابت ہوگئی۔ (جاءالحق ص ۳۹ ج ۲)

بریلوی حضرات مہربانی فرما کر اس آیت کا نشان و پتہ بتا دیں کہ کہیں شعیوں کے قرآن میں تو نہیں ورنہ مفتی صاحب کی جہالت مان لیں۔

یہ چند ایک جہالتیں ہم نے عرض کر دی ہیں باقی کسی تفصیلی مضمون میں عرض کر دی جائیں گی۔ تا کہ انسانیت کو پتہ چل جائے کہ جاءالحق یہ تو صرف نام نہاد ہے۔

اور آپ یہ سمجھیں کہ کلمۃ حق ارید بہا الباطل۔

کہ بات تو ٹھیک ہے مگر اس کا مطلب برا اور غلط لیا گیا ہے۔

یعنی نام تو جاءالحق مگر اباطیل واغلاط کا مجموعہ ہے جیسے ہماری پنجابی میں کہتے ہیں۔

''انکھیوں انہی تے ناں نور بھری'' یعنی آنکھوں سے نابینا ہے اور نام نور بھری ہے۔

جہالت نمبر ۸

مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب پر ویسے تو ہمیں یقین تھا کہ جاہل ہی ہوں گے مگر ان کی کتاب دیکھ کر یقین ہو گیا یعنی پہلے علم یقین تھا اب عین یقین ہو گیا اور مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی ہو گیا ہوگا کیونکہ اتنے دلائل تو آپ کے سامنے آ چکے مزید دیکھئے۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

ان (کفار) کی قبروں پر میت کا فوٹو بھی ہوتا ہے۔

(جاءالحق ص۲۹۴ عمارت قبور پر اعتراض)

ہم اس جہالت پر اتنا کہیں گے کہ دنیا کے کسی معتبر محقق نے یہ بات لکھی ہو تو پیش کرو کہ ان کفار کی عادت ہو کہ وہ قبور پر میت کا فوٹو بھی لگا رکھتے ہوں اور اگر دنیا کے کسی محقق نے یہ بات نہ لکھی ہو تو پھر تسلیم کر لیں کہ یہ مفتی صاحب ہی کی جہالت ہے۔

جہالت نمبر ۹

مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

ماالمسئول عنھا باعلم من السائل کی تشریح میں کہ اس کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اے جبرئیل اس مسئلہ میں میرا اور تمہارا علم برابر ہے کہ مجھ کو بھی خبر ہے اور تم کو بھی (قیامت کے وقت مقررہ کی) اس مجمع میں یہ پوچھ کر راز ظاہر کرنا مناسب نہیں۔ (جاءالحق ص۱۳۳ دوسرا باب فصل نمبر ۱۱ اعتراض نمبر ۱۵ کا جواب) جبکہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ نے یوں مفتی صاحب کی جہالت سے پردہ اٹھایا اور فرمایا **ھذا من اعظم الجھل واقبح التحریف** (موضوعات کبیر ص۱۶۲ میر محمد کتب خانہ کراچی) یعنی یہ بات کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرئیل قیامت کے مقررہ وقت کو جانتے تھے یوں کہنا بہت بڑی جہالت اور حدیث شریف کے معنی میں بہت بڑی تحریف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو ہدایت دے۔

جہالت نمبر ۱۰

مفتی احمد یار خان نعیمی نے "واقعہ افک" یعنی جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی اس واقعہ کو مختصر نقل کر کے اس کا جواب یہ لکھتے ہیں اس میں بھی نہ بتانا ثابت ہے نہ کہ نہ جاننا نہ بتانے سے نہ جاننا لازم نہیں آتا۔ (جاءالحق ص۱۲۷ باب دوم فصل ثانی اعتراض نمبر ۷ کا جواب)۔

مفتی صاحب کہنا چاہتے کہ اس واقعہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب پتا تھا مگر آپ نے بتایا نہیں یعنی آپ کو حقیقت اس سارے معاملہ کی معلوم تھی اگرچہ آپ نے

بتایا نہیں مگر ملا علی قادری لکھتے ہیں۔

عند هو لاء الغلاة انه عليه الصلاة والسلام كان يعلم حقيقة الامر۔

(موضوعات کبیر ص ۱۶۳)

یعنی یہ غالی لوگ کہتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم معاملے کی حقیقت کو جانتے تھے اور آگے لکھتے ہیں۔

وهو لاء فيهم شبه ظاهر من النصارى غلوا على المسيح اعظم الغلو وخالفوا شرعه و دينه اعظم المخالفة والمقصود ان هو لاء يصدقون بالاحاديث الكذوبة الصريح ويحرفون الاحاديث الصحيحه والله ولى دينه فيقيم من يقوم له بحق النصيحة۔ (موضوعات کبیر ص ۱۶۳)

ان غالیوں میں نصاری کے ساتھ مشابہت ظاہر ہے جنہوں نے مسیح علیہ السلام میں غلو کیا بہت زیادہ اور ان کے دین و شریعت کی مخالفت کی اور مقصود ان غالیوں کا یہ ہے کہ یہ لوگ جھوٹی حدیثوں کی تصدیق کرتے ہیں اور صحیح حدیثوں میں تحریف کرتے ہیں۔ اللہ ہی اپنے دین کا والی ہے اور وہی کسی کو کھڑا کرے گا جو دین کو قائم و دائم رکھے گا۔

یہ ملا قاری رحمتہ اللہ کے قول کا مفہوم ہے جو ہم نے عرض کر دیا انہوں نے بھی مفتی احمد یار نعیمی صاحب کو جاہل و غالی محرف احادیث اور مصدق احادیث کاذبہ کہا ہے۔

جہالت نمبر ۱۱

مفتی صاحب درمختار اور شامی کے اقوال یا حاضر یا ناظر لیس بکفر اور فان الحضور بمعنی العلم شائع مایکون من نجوی ثلاثۃ لا ھوا رابعھم والناظر بمعنی الرویۃ الم یعلم بان اللہ یری فالمعنی یا عالم من رای وغیرھا نقل کے بعد لکھتے ہیں فقہا کی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو حاضر و ناظر کہنا کفر نہیں۔ (جاء الحق ص ۱۴۹ باب اول فصل سوم حاضر و ناظر)

وجہ یہ ہے کہ شامی و در مختار میں یہ بات تو خدا کے حاضر و ناظر ہونے کے متعلق ہے مگر مفتی صاحب کی جہالت کہ حاضر و ناظر کا لفظ دیکھ کر سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی بحث ہے یہ ہے مفتی صاحب کی جہالت کی داستان۔

جہالت نمبر ۱۲

حضور علیہ السلام نے فرمایا ما انا بقارء میں نہیں پڑھنے والا میں تو پڑھانے والا ہوں پڑھ تو پہلے ہی لیا لوح محفوظ میں قرآن ہے اور حضور علیہ السلام کے علم میں پہلے ہی ہے۔

(جاء الحق ص ۱۲۷ مسئلہ علم غیب باب ۲ فصل ۴ اعتراض نمبر ۳ کا جواب)

جبکہ محدثین نے اس جملے کا معنی یہ نہیں کیا۔ وگرنہ اگر یہی بات ہوتی تو جبرئیل امین نے سینہ سے لگا کر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھینچا اور بار بار کہا تو پھر آپ پڑھنے لگے اگر مفتی صاحب کی بات سچی ہوتی اور جہالت نہ ہوتی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھنے کی ضرورت کیا تھی یہ ہے مفتی صاحب کی جہالت۔

جہالت نمبر ۱۳

مفتی صاحب لکھتے ہیں اب اگر کسی کے ذمہ دس بیس سال کی نمازیں ہیں تو صدہا من غلہ خیرات کرنا ہوگا شاید کوئی بڑا دیندار مالدار تو یہ کر سکے مگر غربا سے ناممکن۔ ان کے لئے طریقہ یہ ہے کہ ولی میت بقدر طاقت گندم یا اس کی قیمت لے مثلاً الخ۔ (آگے حیلہ اسقاط کا نقل کیا ہے۔) (جاء الحق ص ۱۳۸۳ سقاط کا بیان باب اوّل)

یعنی یہ حیلہ اسقاط غریب و مفلس کے لئے ہے نہ کہ امیر و مالدار کے لئے مگر آگے جا کر اسی مضمون میں قطب الارشاد فقیہ النفس برکۃ العصر حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ مبارک نقل کیا۔ چونکہ فتویٰ میں قید مفلس کی تھی کہ مفلس آدمی کے واسطے صحیح نیت سے کرے تو کیا عجب ہے کہ فائدہ مند ہو۔ اس پر مفتی صاحب رد کر کے لکھتے

ہیں کہ مفلس کی قید مولوی رشید احمد نے اپنے گھر سے لگائی ہے۔

(جاء الحق ص ۳۸۹ باب اول، اسقاط کا بیان)

مفتی صاحب کی جہالت دیکھئے خود تو لکھ آئے ہیں کہ یہ مفلس غریب کے لئے ہے مگر آگے جا کر قطب الارشاد رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کہ مفلس کی قید کیوں لگائی ذرہ مفتی صاحب ذرا اس بات کو بھی رکھے ذہن میں کہ اگر غریب کی قید تم لگاؤ تو ٹھیک اور اگر ہم لگائیں تو مجرم کیوں؟ کیا یہ مفتی صاحب کی جہالت نہیں؟

جہالت نمبر ۱۴

مفتی صاحب لکھتے ہیں بشر وغیرہ کلمات تم کہہ دو ہم تو یہ نہ کہیں گے۔

(جاء الحق ص ۱۷۶ مسئلہ بشریت باب دوم)

یعنی خدا نے کہا کہ یہ تم کہو کہ میں بشر ہوں میں نہیں کہتا۔ مگر چند سطر کے بعد ہی مفتی صاحب لکھتے ہیں طوطے کے سامنے آئینہ رکھ کر خود آئینہ کے پیچھے کھڑے ہو کر بولتے ہیں تاکہ طوطا اپنا عکس آئینہ میں دیکھ کر سمجھے کہ یہ میرے جنس کی آواز ہے۔ انبیاء کرام رب کا آئینہ ہیں آواز و زبان ان کی ہوتی ہے اور کلام رب کا۔ (ایضاً)

اب آپ خود دیکھیں کہ اس مثال سے یہ سمجھا رہے ہیں بول تو رب رہا تھا انبیاء کرام نظر آ رہے ہیں تو پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے رب تو نہیں کہتا حضور نے ہی خود کو کہا۔ مفتی صاحب جہالت کی وجہ سے دو طرفہ چلتے ہیں کبھی کہتے ہیں یہ بات رب نے نہیں کہی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی اور کبھی کہتے ہیں رب خود ہو یہ بات کہہ رہا ہے مگر ان کی زبان سے سنائی دیتی ہے اب مفتی صاحب کی جہالت پر سر دھنیے بریلویو کہ تمہیں کس چکر میں مفتی صاحب نے ڈال دیا ہے۔

جہالت نمبر ۱۵

مفتی صاحب لکھتے ہیں:

انما ولیکم اللہ ورسولہ والمومنون الذین یوتون الزکاۃ وھم راکعون۔

یعنی اے مسلمانو تمہارا مددگار اللہ اور رسول اور وہ مسلمان ہیں جو زکوٰۃ دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ (جاء الحق ص ۱۹۴ غیر اللہ سے مدد مانگنا باب اول)

ہم بریلویوں سے پوچھتے ہیں کہ ہمت کر کے یہ آیت تو کہیں ثابت کر دیں ورنہ جاہل مان لیں اگر کوئی کہے کہ کتابت کی غلطی ہے تو پھر کم از کم ترجمہ تو درست ہوتا حالانکہ ترجمہ بھی غلط آیت کی طرح غلط لکھا ہے۔

جہالت نمبر ۱۶

مفتی صاحب رجال غیب پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں المراد بھم الملائکہ اوالمسلمون من الجن اور جال الغیب الممون بابدال ۔ پھر اس کا ترجمہ کرتے ہیں یعنی بندوں سے یا فرشتے یا مسلمان یا جن یا رجال الغیب یعنی ابدال مراد ہیں۔
(جاء الحق ص ۱۹۸ غیر اللہ سے مدد مانگنا باب اول)

حالانکہ یہ ترجمہ دنیا کا کوئی بریلوی صحیح ثابت نہیں کر سکتا تو پھر مفتی صاحب کی جہالت آشکارا ہوگئی ترجمہ یہ ہے کہ عباد اللہ سے مراد یا تو فرشتے یا مسلمان جن یا رجال غیب جن کو ابدال کہتے ہیں۔ مفتی صاحب نے مسلمان اور جن کو یا کے ساتھ ذکر کیا ہے جو کہ خیانت ہے صرف اس لئے کہ بریلوی لوگ جنوں سے بھی مشکل کشائی وحاجت روائی کے لئے کہتے رہتے ہیں ان کو دلیل مل جائے۔ (استغفر اللہ)

بریلویت جاء الحق کی زد میں

ویسے تو بریلوی حضرات بڑی شان سے کہتے ہیں کہ جاء الحق کتاب بہت بہترین ہے حالانکہ انہیں معلوم نہیں کہ یہ تو بریلویت کی بنیاد کو اکھیڑنے والی ہے۔

اس پر ہم چند مثالیں عرض کر دیتے ہیں۔

۱۔ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

شیطان نے (حضرت آدم علیہ السلام سے) کہا آپ کو کھانے کی ممانعت نہیں وہاں جانے سے روکا گیا ہے آپ وہاں نہ جایئے میں لا دیتا ہوں آپ کھا لیجئے اور جھوٹی قسم کھا گیا کہ یہ پھل فائدہ مند ہے۔ (ضمیمہ جاء الحق بحث عصمت انبیاء ص ۴۳۴)

جبکہ فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔

وہ (شیطان) کذب کو اپنے لئے پسند نہیں کرتا (احکام شریعت حصہ اول ص ۱۳۵ مسئلہ نمبر ۳۹) اب فاضل بریلوی نے جو جھوٹ شیطان کی خیر خواہی میں بول دیا تو اس جھوٹ پر کتنی لعنت کا مستحق ہوگا یہ جاء الحق کے خیر خواہ ہی بتائیں گے؟

۲۔ مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں نبی کو خدا کے سامنے ذلیل جانے وہ خود چمار ہے ذلیل ہے۔ (جاء الحق ص ۴۲۰ بحث عقائد دیو بندی و اسلامی)

مگر اسے اپنے فاضل بریلوی پر یہ فتویٰ لگاتے ہوئے شرم نہ آئی جو کہ حدائق بخشش میں لکھتا ہے ص ۱۴۰ حصہ اول پر ''عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام'' یعنی وہ عزت جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذلت کے بعد ملی ہے اس پہ لاکھوں سلام ہوں۔

ہم اس پر تفصیلی کلام کر آئے ہیں۔

دوسری جگہ دیکھیں کہ فاضل بریلوی کا باپ لکھتا ہے۔

موسیٰ علیہ وعلی نبینا الصلوٰۃ والسلام پر وحی ہوئی اے موسیٰ جب تو مجھے یاد کرے اس حال میں یاد کر کہ تو اپنے اعضاء کو توڑتا ہو اور میری یاد کے وقت خاشع و ساکن ہو جا اور جب مجھے یاد کرے اپنی زبان کو دل کے پیچھے کر اور جب میرے روبرو کھڑا ہو بندہ ذلیل کی طرح کھڑا ہو۔ (جواہر البیان ص ۴۷)

اب بتائیں کیا جاء الحق کا فتویٰ مفتی احمد یار نعیمی نے جو لکھا ہے وہ فاضل بریلوی اور اس کے والد گرامی کے اوپر لگتا ہے یا نہیں تو اگر جاء الحق درست اور صحیح ہے تو فاضل بریلوی اور اس کے والد کو چمار اور ذلیل کہہ دیں پھر آگے چلتے ہیں ورنہ سرے سے ہی جاء الحق کو رد کر دیں۔

۳۔ مفتی صاحب جاء الحق میں لکھتے ہیں۔

جو شخص کسی مخلوق کو حضور علیہ السلام سے زیادہ علم مانے وہ کافر ہے۔

(جاء الحق ص ۴۱۹ بحث عقائد دیو بندی و اسلامی)

دوسری طرف یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ فاضل بریلوی لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

(خالص الاعتقاد ص ۶)

اور یہی بات الیاس قادری نے کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب کے ص ۲۴۵۔ مولوی نعیم اللہ خان قادری نے شرک کی حقیقت میں اور مفتی فیض احمد اویسی نے رسائل اویسیہ میں لکھی ہے۔

تو سارے ابلیس کے علم کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک سے وسیع مان رہے ہیں تو کیا بریلوی حضرات جاء الحق کے فتوے کے مطابق ان سب کو اور ان کے مریدین و متوسلین و محبین کو بھی کافر سمجھیں گے یا نہیں؟

۴۔ مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب جاء الحق میں لکھتے ہیں۔

یوسف علیہ السلام ارادہ گناہ تو کیا اس خیال سے بھی محفوظ رہے جو کہے کہ انہوں نے اس کا ارادہ کر لیا تھا وہ کافر ہے۔ (جاء الحق ص ۴۳۸ بحث عصمت انبیاء)

جبکہ مفتی احمد یار نعیمی کے اس فتوے کی زد میں آنے والا فاضل بریلوی ہے وہ لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد ولقد همت به وهم بها لولاان رای الایه کے بارے میں کئی فقہاء ومحدثین کا مذہب یہ ہے کہ ارادہ نفس پر مواخذہ نہیں اور نہ یہ گناہ ہے کیونکہ حدیث قدسی میں ہے کہ جب بندہ گناہ کا ارادہ کرے لیکن اس کو عملی جامہ نہ پہنائے تو اس کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے لہٰذا ارادہ کرنے میں گناہ نہیں۔ محققین فقہا اور متکلمین کے مسلک کے مطابق ارادہ کے ساتھ جب نفس کی آمادگی ہو تو گناہ ہے لیکن آمادگی اور تعلق خاطر کے بغیر معاف ہے یہی حق ہے اور یوسف علیہ السلام کا ارادہ بھی اسی نوعیت کا تھا۔ (یعنی ارادہ تھا مگر آمادگی اور تعلق خاطر نہ تھا)

(تعلیقات رضا ص ۲۹۸)

فاضل بریلوی تو مان رہے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے ارادہ کرلیا تھا اب جاء الحق کا فتویٰ فاضل بریلوی کے اوپر فٹ ہوگیا مگر بدقسمتی یہ ہے کہ فاضل بریلوی اکیلا کافر نہیں بنتا سب کو لے کر بنتا ہے جیسا کہ الصوارم الہندیہ، فتاویٰ صدرالا فاضل اور انوار شریعت کے حوالوں سے واضح ہے کہ جو اعلیٰ حضرت کا ہم عقیدہ نہ ہو وہ کافر ہے الخ تو ساری بریلویت ہی جو ان دونوں بریلوی اکابر کو مانتے ہیں وہ گئے۔

۵۔ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

بہت سے الفاظ وہ ہیں جو پیغمبر اپنے لئے استعمال فرما سکتے ہیں مگر دوسرا کوئی ان کی شان میں یہ کہے تو گستاخی ہے دیکھو آدم علیہ السلام نے عرض کیا ربنا ظلمنا انفسنا یونس علیہ السلام نے رب سے عرض کیا انی کنت من الظالمین موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے فرمایا فعلتها اذا وانا من الضالین۔ لیکن کوئی دوسرا اگر ان حضرات کو ظالم یا ضال کہے تو ایمان سے خارج ہوگا اسی طرح بشر کا لفظ بھی ہے۔

(جاء الحق ۱۷۹ مسئلہ بشریت پر اعتراض)

اس بات کا مطلب صاف یہی ہے کہ جو نبی پاک علیہ السلام یا کسی نبی علیہ السلام کو بشر کہے گا وہ ایمان سے خارج ہو جائے گا۔

اب ہم بریلوی حضرات کی لسٹ پیش کرتے ہیں جو بشر کہتے ہیں۔

پروفیسر مسعود صاحب نے کتاب فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر کے ص ۵۷ پر مولوی صدیق ہزاروی نے اپنی کتاب عقائد وعبادات کے ص ۱۲ پر مولوی ابو کلیم محمد صدیق فانی نے اپنی کتاب انوار احناف کے ص ۱۸۲ پر مولوی ظہیر الدین قادری برکاتی نے اپنی کتاب تحفظ عقائد اہلسنت ص ۱۲۳ پر۔

دیگر ہم بہت سے بریلوی پیش کر سکتے ہیں اور پیچھے ہم فاضل بریلوی کے اقوال بھی پیش کر آئے ہیں تو یہ سب بریلوی جاء الحق کے فتویٰ سے ایمان سے خارج ہو گئے۔

ہم اس بحث کو یہیں چھوڑ کر آگے ایک نئے عنوان کو شروع کرتے ہیں۔

مصنف جاء الحق اپنی زد میں

۱۔ جاء الحق میں ہے ''خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے''۔

(جاء الحق ص ۱۶۲ بحث حاضر و ناظر)

جبکہ یہی مفتی صاحب اپنی دوسری کتاب معلم تقریر میں لکھتے ہیں۔

وہ تو ہر جگہ ہمارے ساتھ حاضر ہے۔ (معلم تقریر ص ۱۲۰)

تو مفتی صاحب اپنے ہی قلم سے بے دین و بے ایمان ثابت ہو گئے یہ ہے جاء الحق کی مہربانی کہ خود مصنف صاحب بھی بے دین ہو گیا تو دوسرے اس کتاب سے کیسے ایمان والے رہیں گے۔ اللہ سمجھ عطا فرمائے ملت بریلویت کو۔

۲۔ جاء الحق میں لکھا ہے۔

حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سلطنت الہیہ کے وزیر اعظم بلکہ خلیفہ اعظم ہیں۔

(جاء الحق ص ۸۳ بحث علم غیب)

دوسری جگہ یہی مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

رب تعالیٰ کسی کووزیر بنانے سے پاک ہے اس کا کوئی وزیر نہیں۔

(نورالعرفان ص ۷۷۹ پارہ نمبر ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر ۶۶ حاشیہ نمبر ۱۸)

اب بتایئے خدا کو وزیر سے پاک بھی لکھ رہے ہیں اور وزیر مان بھی رہے ہیں تو معلوم ہوا خود ہی پھنس گئے ہیں۔ اگر یہ گستاخی ہے تو گستاخ خود ہی ٹھہریں گے۔

۳۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کے کسی وصف پاک کو ادنی چیزوں سے تشبیہ دینا یا ان کے برابر بتانا صریح توہین ہے اور یہ کفر ہے۔

(جاء الحق ص ۲۲۰ بحث عقائد دیوبندی واسلامی)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی وصف پاک کو ادنی چیزوں سے تشبیہ دنیا توہین وکفر ہے جب ہم نے دیگر کتب کا مطالعہ کیا تو پتہ چلا کہ مفتی صاحب نے خود ہی کئی جگہ ادنی چیزوں سے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف عالیہ مبارکہ کو تشبیہ دی ہے۔

مثلاً لکھتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی سانپ بن کر کھاتی تھی تلقف مایافکون (اعراف ۱۷۷) لہٰذا حضور بھی اللہ کے نور ہیں اگر بشری لباس میں آئے تو کھاتے پیتے سوتے جاگتے تھے۔ (نورالعرفان ص ۱۹ نعیمی کتب خانہ لاہور)

یہاں مفتی صاحب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مبارکہ کو سانپ سے تشبیہ دی ہے لہٰذا اپنے ہی فتوے کی رو سے فارغ ہوئے۔

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔

اے محبوب دعا ہماری بتائی ہوئی ہو اور زبان تمہاری ہو کارتوس رائفل سے پوری مار کرتا ہے۔ (نورالعرفان ص ۸۰۹ نعیمی کتب خانہ لاہور)

یہاں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک کو رائفل سے تشبیہ دی ہے جو کہ یقیناً ادنی ہے تو پھر مفتی صاحب اور ان کی ذریت خیر منائے۔

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔

حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی عبدیت میں ایسے مشہور ہیں کہ اس خاص لفظ سے ہر ایک کا خیال حضور کی طرف جاتا ہے خیال رہے عبد اور عبدہ میں بڑا فرق ہے عبد تو رحمت الٰہی کا منتظر ہے اور عبدہ جس کی عبدیت سے اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت ظاہر ہو۔ حضور بے نظیر بندے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) کلب یعنی کتا ذلیل ہے مگر کلبھم اصحاب کہف کا کتا عزت والا۔ (نور العرفان ص ۴۳۲ نعیمی کتب خانہ لاہور)

یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت مبارک سمجھانے کے لئے مفتی صاحب نے کلبھم یعنی اصحاب کہف کے کتے کی مثال پیش کی ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

تو کیا مفتی صاحب اپنے ہی فتوے سے مسلمان رہے؟ یا اسلام سے فارغ ہوئے یہ تو بھولی بھیڑیں بریلوی ہی جواب دیں گے۔

ایک جگہ لکھتے ہیں۔

حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کے جسم سے بغیر نطفہ بنایا دیکھو انسان کے جسم سے بہت سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں مگر وہ اس کی اولاد نہیں کہلاتے۔

(نور العرفان ص ۹۳ نعیمی کتب خانہ لاہور)

یہاں مفتی صاحب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جد محترم حضرت آدم علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ حضرت حوا علیھا السلام کو کیڑوں سے تشبیہ دی ہے۔

تو کیا اماں جی کو گھٹیا شے سے تشبیہ دینے کی وجہ سے مفتی صاحب حکیم الامت رہیں گے یا مریض الامت بنیں گے؟

۴۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

قوالی جو آج کل مروج عام طور پر جس میں گندے مضامین کے اشعار گائے جاتے ہیں اور فاسق اور امردوں کا اجتماع ہوتا ہے اور محض آواز پر رقص ہوتا ہے یہ واقعی حرام ہے۔

(جاءالحق ص ۳۲۷)

آگے لکھتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہوا قوالی اہل کے لئے شرائط کے ساتھ جائز ہے اور بلا شرائط اور نا اہل کے لئے حرام ہے۔ قوالی کی شرائط علامہ شامی نے اسی کتاب الکراھیۃ میں چھ بیان فرمائے ہیں۔ مجلس میں کوئی مرد بے داڑھی کا لڑکا نہ ہو اور ساری جماعت اہل کی ہو۔ اس میں کوئی نا اہل نہ ہو قوالی کی نیت خالص ہو۔ اجرت لینے کی نہ ہو۔ لوگ بھی کھانے اور لذت لینے کی نیت سے جمع نہ ہوں بغیر غلبہ کے وجد میں کھڑے نہ ہوں اشعار خلاف شرع نہ ہوں اور قوالی کا اہل وہ ہے کہ اس کو وجد کی حالت میں اگر کوئی تلوار مارے تو خبر نہ ہو۔

(جاءالحق ص ۳۲۸)

اب دوسری طرف جاءالحق کے مصنف کے بارے میں سنئے اور پڑھئے وہ کہتے ہیں۔

میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں مدرس تھا اور مولانا مفتی امین الدین بدایونی رحمتہ اللہ بڑے شوق سے قوالی سنا کرتے تھے ایک دن قوال نے شعر پڑھا۔

؎ کچھ پاس نہیں ہے میرے کیا کروں میں تیرے
اک ٹوٹا ہوا دل ہے اور گوشہ تنہائی

یہ شعر سننا تھا کہ مفتی امین الدین صاحب نے جو کچھ پاس تھا قوال کو پیش کر دیا۔ حضرت صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ نے بلا کر باز پرس کی اور

فرمایا یا تدریس ہوگی یا قوالی۔ حضرت کے اس ارشاد پر میں نے عرض کی میں تدریس چھوڑ سکتا ہوں قوالی نہیں چھوڑ سکتا۔ الخ۔

(تاریخ ساز شخصیات ص ۵۷ از محمد صدیق ہزاروی)

قارئین گرامی قدر کیا مفتی صاحب اہل تھے؟ مفتی صاحب نے کیا قرآن وسنت کی تعلیم سے قوالی کو فوقیت نہیں دی؟ یہ سب حرام کام کرتے رہے اور پھر بھی حکیم الامت کا جبہ انہیں کے سر ہے؟

ے ایں خیال است و محال

۵۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

بزازیہ میں جس حاضر و ناظر ماننے کو کفر قرار دیا جا رہا ہے وہ حاضر و ناظر ہونا ہے۔ جو صفت الٰہیہ ہو۔ (جاء الحق ص ۱۶۷) یعنی خدا کی طرح حاضر و ناظر ماننا کفر ہے مگر خود ہی دوسری جگہ لکھتے ہیں نمازی جس طرح اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانے اسی طرح محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۵۸) تو خود ہی کفر کی زد میں آ گئے۔

☆......☆......☆

جاءالحق بریلویت کی زد میں

قارئین گرامی قدر ہم اس کو ذرا تفصیل سے بیان کریں گے کہ جاءالحق کے مشمولات سے بریلوی اکابر کو بھی اختلاف ہے صرف اختلاف ہی نہیں بلکہ خود اس پر فتوی کفر بھی لگانے میں گریز نہیں کرتے۔

۱۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیاء کرام ارادۃً گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد ہاں نسیاناً خطاءً صادر ہو سکتے ہیں مگر اس پر قائم نہیں رہتے۔ (جاءالحق ص ۴۲۷ بحث عصمت انبیاء)

خلاصۃ الکلام یہ ہوا کہ انبیاء کرام سے بھول کر اور خطاء سے کبیرہ گناہ بھی صادر ہو سکتے ہیں جبکہ ان کے گھر کے بہت بڑے آدمی ابوالبرکات سید احمد قادری صاحب لکھتے ہیں۔

جب ثابت ہو گیا کہ انبیاء کے حق میں عصمت واجب ہے تو ضروری ہوا کہ معصوم ہوں صغائر و کبائر سے اس لئے کہ اگر ہم کبیرہ کو جائز قرار دیں تو ان سے کفر بھی جائز ہو گا۔

(تمہید ابوشکور سالمی ص ۱۶۷)

اب آپ دیکھیں کہ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی تو انبیاء سے کفر کا صدور بھی جائز کہتے ہیں تو (العیاذ باللہ) کیا یہ درست ہو سکتا ہے؟ جب یہ درست و جائز نہیں تو مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب کا کیا بنا؟ یہ بریلوی ہی بتائیں گے کہ ان پر فتوی کون سا قبول فرماتے ہیں معاملہ عظمت انبیاء علیہم السلام کا ہے اس لئے ذرا سنجیدہ رہ کر غور و فکر کریں۔

۲۔ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سورج کو دیکھ کر فرمایا تھا۔

ھذا ربی۔ یہ میرا رب ہے۔ (جاء الحق ص ۱۲۶)

دوسری طرف انہی کے گھر کے افراد کہتے ہیں اس جگہ بھی مترجمین نے جملہ خبریہ کے انداز میں ترجمہ کیا جس سے لازم آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابتدا میں تارے چاند اور سورج کو رب مان لیا تھا اور بعد میں آپ نے اسی کی تردید کی تھی ان غلط تراجم سے دورات ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مشرک ہونا لازم آتا ہے۔

(آواز اہلسنت جنوری ۲۰۱۰ء ص ۳۱، ۳۲)

واضح رہے کہ پیر محمد افضل قادری نے ایسا ترجمہ کرنے پر یہ فتویٰ لگایا ہے اور ترجمہ تو پھر مفتی صاحب نے بھی ویسا کر دیا تو خود بخود پیر محمد افضل قادری کے شکنجے میں آ گئے اور ایک جلیل القدر اور عظیم المرتبت اور اولوالعزم نبی کے بارے میں بقول افضل قادری صاحب کس طرح کا غلط پروپیگنڈا کر گئے۔ (الامان والحفیظ)

۳۔ مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں۔

حضرت ربیعہ نے حضور سے جنت مانگی تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنت مانگی تم مشرک ہو گئے بلکہ فرمایا وہ تو منظور ہے کچھ اور بھی مانگو اور یہ غیر خدا سے مانگنا ہے۔

(جاء الحق ص ۱۹۵ غیر اللہ سے مدد مانگنا)

جبکہ بریلویوں کا جنید زبان مولوی محمد عمر اچھروی لکھتا ہے۔

رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتویٰ کفر ارشاد فرمایا ہے کیونکہ کافر اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان ایک غیریت کے رستے کا قائل ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے سزا سخت فرمائی۔ (مقیاس حنفیت ص ۴۳)

اب دیکھئے مفتی صاحب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر خدا قرار دیا ہے اور مفتی

احمد یار نعیمی کے دوست جنید بریلویت مولوی محمد عمر اچھروی نے اس پر مفتی احمد یار نعیمی گجراتی کو کافر قرار دیا ہے اور یہ انعام صرف جاء الحق لکھنے کے عوض میں عطا فرمایا ہے۔

۴۔ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

مجھ کو علم ہے کہ بڑھاپا آوے گا اور اس وقت مجھ کو یہ تکالیف پہنچیں گی مگر مجھے بڑھاپے کے رفع کرنے پر قدرت نہیں مجھے آج خبر ہے کہ غلہ چند روز کے بعد گراں ہو جاوے گا کہ میرے پاس آج روپیہ نہیں کہ بہت سا غلہ خرید نہیں سکتا۔ (جاء الحق ص ۹۴)

آگے لکھتے ہیں۔

اسی طرح حاضر کو غائب اور غائب کو حاضر کرنا یعنی پیدا کرنے اور موت دینے کی قدرت پروردگار ہی کو ہے۔ (جاء الحق ص ۹۵)

مفتی صاحب کی تحریر سے ثابت ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ ان باتوں پر مجھے قدرت و اختیار نہیں ہے جبکہ مولوی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل و قول اور عمل مبنی بر حکمت ہوتا ہے اس سے آپ کی لاعلمی یا عدم اختیار ثابت کرنا جاہلوں یا نبوت کے گستاخوں کا کام ہے۔

(لاعلمی میں علم ص ۱۵ رسائل اویسیہ ج ۴)

اب جاء الحق کی وجہ سے مفتی احمد یار نعیمی یا جاہل ہوئے یا گستاخ رسول۔ بریلوی علماء کو جو قبول ہو اس کے متعلق واضح فرمادیں کہ جاہل بنائیں گے اپنی ملت کے حکیم کو یا گستاخ رسول؟

۵۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں ان کو اچھا برا صحیح غلط شعر پہچاننے کا شعور نہ دیا۔

(جاء الحق ص ۹۸)

آگے لکھتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کو شعر پڑھنے کا ملکہ اور مشق نہ تھی۔ (جاء الحق ص ۱۰۰)

معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکہ شعر گوئی نہ تھا جبکہ ان کے گھر کے افراد کہتے ہیں اگر کسی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم (حالانکہ ہونا علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہئے) کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں ہے تو یہ عقیدہ اس امر کو مستلزم ہے کہ اس نبی کی توحید مکمل نہیں چہ جائیکہ افضل الانبیاء صلوٰۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فلاں چیز کا علم نہیں۔ (ذکر عطاء فی حیات استاذ العلماء ص ۹۱)

اب معلوم ہو گیا کہ بریلویوں کا حکیم الامت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ توحید ناقص سمجھتا ہے کیونکہ وہ لکھ رہا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو فلاں شے کا علم نہیں تو اب بریلوی حضرات کفر یا ارتداد یا ضلالت وغیرہا کوئی بھی فتوی لگائیں تو جاء الحق کتاب کفریات وضلالات کا مجموعہ ٹھہرے گی اور ہم بریلوی حضرات کو یہی بتانا چاہتے کہ ان کی محبوب کتاب نام نہاد جاء الحق بہت سارے کفریات اور گمراہ کن افکار کو سمیٹے ہوئے ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ اس کو دفن کر دیں۔

۲۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیائے کرام کو بعض وقت کسی خاص چیز کا نسیان ہو سکتا ہے۔

(جاء الحق ص ۱۲۹)

جبکہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسم پر نسیان کا وہم وگمان کرنا پاگل پن ہے۔

(انسان اور بھول ص ۳۵۸ رسائل اویسیہ ج ۶)

دوسری جگہ لکھتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر مورد نسیان کوئی سمجھتا ہے تو وہ اپنی عقل وفہم کا دشمن ہے۔ (صفحہ ۳۶۳)

تو معلوم ہوا کہ یہ کتاب جاء الحق پاگل پنے کا نتیجہ ہے اور عقل وفہم کی دشمنی کا ثمرہ

ہے۔اس لئے تو اہل حق علماء دیو بند نے اس پر تنبیہ کی ہے اور کرتے رہیں گے۔

لطیفہ: ویسے ہمیں اس گھرانہ پر حیرت ہے اویسی صاحب نے ابھی لکھا کہ آپ علیہ السلام کے لئے نسیان ماننا پاگل پن عقل وفہم کی دشمنی وغیرہ ہے مگر خود اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

ایک روز کفار نے متفق ہوکر خندق کی ہر جانب یکبارگی جنگ شروع کر دی اس دن رات تک جنگ جاری رہی چنانچہ ظہر عصر، اور مغرب کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ سے فوت ہوگئی اس کا وقوع صلوۃ خوف کی مشروعیت سے پہلے ہے یا یہ سبب نسیان سے ہوا۔

(تہجداری ص ٦٦)

اب آپ دیکھیں مفتی احمد یار نعیمی کو پاگل اور بے وقوف کہنے کے بعد وہ خود بھی ان سنہرے الفاظ کو لکھ کر اپنے گلے میں بھی ڈالے رہے ہیں جیسے دعوت اسلامی کے عقلمندوں نے اپنے گلے میں لکھ کر ڈالا ہوتا ہے جیسے ان لوگوں کے گلوں میں لکھ کے ڈالا جاتا ہے کہ اگر یہ گم ہوں تو اس پتہ پر پہنچا کر شکریہ کا موقع دیں۔

۷۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

واذا قری القران فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون۔

اور جب قرآن شریف پڑھا جاوے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ رحم کئے جاؤ۔

(جاء الحق ج۲ص ۲۶)

جبکہ مفتی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں۔

معتزلہ کے عقیدہ کی تائید میں دوسرے مترجمین نے لعلّ کے ترجمہ میں غلطی کی ہے چنانچہ چند تراجم ملاحظہ ہوں۔

آیت: **یایها اناس اعبدو ربکم الذی خلقکم .الایہ**

ترجمہ: اے لوگوں بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان کو جو تم سے پہلے

تھے تا کہ تم پرہیز گار ہو جاؤ۔ (ترجمہ شیخ دیوبندی محمود الحسن) اسی طرح دیگر مترجمین کا حال ہے حالانکہ اس ترجمہ کا قاضی بیضاوی مشہور درسی کتاب سے رد موجود ہے وہ لکھتے ہیں۔

لم یثبت فی اللغۃ مثلہ لغت میں اس کی مثال ثابت نہیں کہ اس میں لعل بمعنی (تا کہ) مستعمل ہوا ہے باوجود یہ کہ درسی کتاب میں اس کا رد موجود ہے لیکن ان یتامی سے غلطی سرزد ہوئی جس سے پڑھنے والا مترجم کی جہالت کے علاوہ یقین کرے گا کہ یہ ترجمہ کسی معتزلی کا ہے۔

(سیدنا اعلیٰ حضرت ص ۲۰)

بریلوی حضرات کو مبارک ہو ان کے جاء الحق کے مصنف کو اس کتاب کے لکھنے پر ان کو جاہل اور معتزلی ہونے کا اعزاز ملا یہ کتاب ساری کی ساری ہی ایسی ہے کہ مختلف باتوں پر ان کو اس قسم کے اعزازات سے نوازا گیا ہے۔

۸۔ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی فرماتے ہیں۔

جن لوگوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا فرمائی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف کے دشمن نہ تھے بلکہ دین اسلام کے دشمن تھے۔

(جاء الحق ص ۸۸ ج ۲ بحث قنوت نازلہ)

جبکہ بریلوی کی مستند و معتمد کتاب میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بعض مواقع پر کچھ مشرکوں کے لئے دعائے ضرر فرمائی ہے اس کو بد دعا سے تعبیر کرنا جائز نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی بھی اعتبار سے لفظ بد کو استعمال کرنا صحیح نہیں ہے۔

(شرح صحیح مسلم ص ۲۵۲، ج ۲)

اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے جلد خامس میں لکھتے ہیں واضح رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو احزاب کی شکست اور ان کے قدم اکھڑنے کی دعا فرمائی ہے اس کو

بد دعا کہنا جائز نہیں اور ایسا کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قول یا فعل بد نہیں ہے قرآن کریم میں ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تمہارے لئے حسین نمونہ (عمل) ہے۔

اللہ تعالیٰ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال کو حسین فرمائے اور کوئی شخص آپ کا امتی ہو کر آپ کے کسی فعل کو بد کہے یہ نہایت بے ادبی اور سخت توہین ہے جس شخص نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی دعا کو بد کہا اس کو توبہ کرنی چاہیے۔

(حقائق شرح مسلم و دقائق تبیان القران ص ۲۲۵،۲۲۶)

اب تو دیکھئے کہ مفتی صاحب کتنے بڑے گستاخ رسول نکلے اور بغیر توبہ کئے اس دنیا سے رخصت ہوئے اب یہ تو سعیدی صاحب ہی بتائیں گے کہ ان کے لئے کیا حکم ہے ایسے الفاظ پر مشتمل ان کی کتاب کے متعلق حکم شرعی بھی ارشاد فرمائیں۔ دنیا میں کون محب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا کہ جو عزت وحرمت رسالت پر جان نہ دے مگر جب اس کتاب کی بات آئے گی تو دعویٰ محبت کرنے والے سب کتاب کو دفن کرنے سے بھاگ جائیں گے کیونکہ ان نام نہاد محبین کے نزدیک توہین و گستاخی صرف دیوبندی حضرات کی کتابوں میں بتائی جاتی ہے اپنی کتابوں کو فاضل بریلوی کی طرح معصوم عن الخطاء مانتے ہیں اور مجال ہے کہ ان کے بارے میں کچھ سن سکیں ہم سلیم الطبعیت حضرات کو دعوت فکر دیں گے کہ جب جاء الحق گستاخیوں، کلمات کفریہ، توھین آمیز جملوں سے پُر ہے تو پھر اس کو بجائے پڑھنے کے پابندی کیوں نہ لگائی جائے مگر رضا خانی حضرات زہر کا پیالہ تو پی جائیں گے مگر یہ قدم نہیں اٹھا سکتے کیونکہ ان کے دعوے عشق و محبت کے محض کھوکھلے ہیں یہ فاضل بریلویت کو چھوڑنے کے لئے کسی قیمت پر تیار نہیں چاہے ساری شریعت ہی کیوں نہ چھوڑنی پڑے جائے۔

۹۔ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک چاک کر کے اس میں سے ایک پارہ گوشت نکال دیا گیا اور کہا گیا یہ شیطانی حصہ ہے۔

(جاء الحق ص ۲۳۰ عصمت انبیاء)

اور دوسری طرف بریلویوں کے عاشق کرنل انور مدنی صاحب لکھتے ہیں۔

اگر رسولوں کے سردار کے دل میں (معاذ اللہ) سیاہ گوشت کا ٹکڑا تھا تو باقی تمام انبیاء کرام کے دلوں میں بھی ہوگا چہ جائیکہ عام مسلمان کی بات کریں کیا ایسا نہیں؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک (بقول ایک روایت) چاک کر کے وہ سیاہ ٹکڑا نکال کر پھینک دیا اور کہا گیا کہ یہ شیطان کا حصہ تھا تو کیا باقی انبیاء کرام کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا؟

کیا مختلف روایات میں مشترک باتوں کے علاوہ کسی ایک روایت میں اس بات کا اضافہ تو راوی نے اپنی طرف سے نہیں کر دیا کیا ایسی بات ممکن نہیں؟

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ نے ناف بریدہ اور ختنہ شدہ (یعنی جسمانی آلائشوں سے پاک) پیدا کیا جو کہ شیطان کا حصہ نہیں تو کیا شیطان والا حصہ دل ہی میں رکھا (معاذ اللہ) کہ جبرئیل بعد میں جا کر قلب چاک کر کے نکال دے گا۔

کسی بھی نبی رسول کا ذکر ان کے قلوب کو بھی چاک کر کے شیطان والا حصہ نکالا گیا ہو تو کیا یہ حصہ ان کے قلوب میں موجود ہیں۔ (استغفر اللہ)

(شہنشاہ کل ص ۳۲۷)

مفتی صاحب کے چاہنے اور ماننے والوں پر کرنل انور مدنی نے یہ جو سوالات کئے ہیں کیا ان سوالات کی رو سے آپ مفتی صاحب پر کیا فتوے لگائیں گے؟ اگر نہیں تو پھر کرنل

انور مدنی نے جو یہ لکھا ہے کہ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ مگر یہ بات یاد رکھیں کہ کئی بریلوی علماء نے کرنل کی تصدیق وتائید لکھی ہے۔

۱۰۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

ہر نبی توحید لائے شرک کسی نے نہیں پھیلایا۔

(جاء الحق ص ۲۷۴ بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنا)

جبکہ ان کی نسبی فرزند مفتی اقتدار احمد خان نعیمی لکھتا ہے تقریباً آٹھ الفاظ خالصۃ وہابیوں کی ایجاد ہیں۔ (۱) توحید کا لفظ

(شرعی استفتاء نصیر الدین نصیر وہابی ہے ص ۱۰)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

لفظ توحید کی ایجاد ہی توہین نبوت کے لئے ہوئی ہے۔

(شرعی استفتاء نصیر الدین نصیر وہابی ہے ص ۱۳)

جاء الحق کتاب میں لفظ توحید لانا بقول بیٹے کے یہ وہابیوں کا لفظ اور توہین نبوت کے لئے ایجاد کیا گیا لہٰذا یہ کتاب وہابیت پھیلانے والی ہوئی اور مفتی صاحب میں وہابیت کے جراثیم کافی حد تک موجود ٹھہرے اور توہین نبوت جن الفاظ سے ہوتی ہے انہی الفاظ کو استعمال کر کے مفتی صاحب گستاخ اور موہن نبوت ٹھہرے تو یہ سب کچھ اسی جاء الحق کی مہربانی ہے اور امید واثق ہے کہ قبر میں مفتی صاحب ان بریلوی فتوؤں کی بدولت کان پکڑے ہوں گے تو خدارا اب ان کی خلاصی کی کچھ کوشش فرمائیں کم ازکم اس جاء الحق کو ہی مردود مطرود قرار دیں۔

۱۱۔ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

مغفرت ذنب والی آیت لکھنے کے بعد یعنی تاکہ رب تعالیٰ تمہارے اگلے پچھلے گناہ معاف کرے معلوم ہوا کہ آپ گناہ گار تھے حضور علیہ السلام بھی ہمیشہ اپنے لئے دعاء

مغفرت کرتے تھے اگر گناہ گار نہ تھے تو استغفار کیسی؟

اس اعتراض کو نقل کرنے کے بعد جواب دیتے ہیں۔

جواب:

اس کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ مغفرت سے مراد عصمت اور حفاظت ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ آپ کو ہمیشہ گناہوں سے محفوظ رکھے۔ روح البیان المراد بالمغفرۃ الحفظ والعصمۃ ازلاً ابداً فیکون المعنی یستحفظک ویعصمک من الذنب المتقدم والمتاخر دوسرے یہ کہ ذنب سے نبوت سے پہلے کی خطائیں مراد ہیں۔

(جاء الحق بحث عصمت انبیاء ص ۴۴۱)

یہاں مفتی صاحب مان رہے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نبوت سے پہلے کی خطائیں معاف ہوئیں جبکہ ان کے گھر کے ذمہ دار حضرات میں سے غلام مہر علی بھی ہے وہ لکھتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے وارد لفظ ذنب کا ترجمہ آپ کے گناہ یا خطا ترک اولی یا ترک افضل یا خطاء یا کوتاہی کر کے پھر اس کی تاویلات وتوجیہات سب کی سب واہیات بد نتیجہ اور خسران دنیا وآخرت ہیں۔ (معرکۃ الذنب ص ۱۲۸)

ڈاکٹر محمود احمد ساقی اور کرنل انور مدنی لکھتے ہیں ذنب کا ترجمہ خطاء کرنا کتنا خطرناک ہے بعض جدید مفسرین نے آیات ذنب میں خطاؤں (اگلی پچھلی) کی معافی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر کے سنگین غلطی کی۔

(خلاف اولیٰ کے رد میں ص ۱۵۶)

تو خلاصہ یہ نکلا مفتی صاحب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خطائیں مراد لیں ہیں تو اس پر بریلوی مفتیان کرام نے مفتی صاحب کو یہ سنا دیں۔ بلکہ یہ دونوں کتابیں تو خلاف اولیٰ مراد لینے پر بھی توہین وگستاخی، کفر وانکار عصمت کا فتویٰ لگا رہے ہیں دیکھئے دونوں

کتابیں تو جو خطاء کہے گا وہ کیسے ان فتاوئی جات سے بچے گا۔ (الامان والحفیظ)

یہ ساری مصیبت اسی جاء الحق سے مفتی صاحب پر آپڑی اگر بریلوی مفتی صاحب پر اگلے جہان میں عذاب میں مزید زیادتی سے انہیں بچانا چاہتے ہیں تو اس جاء الحق کو دفن فرما دیں امید ہے کہ عذاب میں کچھ فرق پڑے۔ کیونکہ جتنے زیادہ لوگ پڑھ کر گمراہ ہوتے رہیں گے عذاب بھی ان کی وجہ سے بڑھتا رہے گا، اگر نہ پڑھیں مزید لوگ تو پھر جو ہو چکے انہی کی بدولت عذاب رہے گا۔

۱۲۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں وہ قرانی آیات اور متواتر روایات جن سے ان حضرات کا جھوٹ یا کوئی اور گناہ ثابت ہوتا سب واجب القاویل ہیں کہ ان کے ظاہری معنی مراد نہ ہوں گے یا کہا جائے گا کہ یہ واقعات عطاء نبوت سے پہلے کے ہیں۔

(جاء الحق ص ۴۳۳ عصمت انبیاء)

یہ خط کشیدہ الفاظ بغور پڑھیے مفتی صاحب کہنا چاہتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے نبوت ملنے سے پہلے گناہ سرزد ہوئے۔

جبکہ ان کے گھر کے جید آدمی تو یوں کہتے ہیں۔

عصمت انبیاء کے یہ معنی ہیں کہ ان کے لئے حفظ الٰہی کا وعدہ ہولیا جس کے سبب ان سے صدور گناہ محال ہے۔ انبیاء علیہم السلام شرک وکفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعث نفرت ہو جیسے کذب وخیانت اور جہل وغیرہ صفات ذمیمہ سے نیز ایسے افعال سے جو وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم ہیں اور حق یہ ہے کہ تعمد اُصغائر سے بھی قبل نبوت اور بعد نبوت معصوم ہیں۔

(فتاوئی فیض الرسول ج ا ص ۱۲)

بلکہ مسلک بریلوی کے معتبر مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

غیر تلاوت قرآن واحادیث خوانی میں کسی بھی نبی و رسول علیہم السلام کی طرف ذنب و عصی ظلم وضل وغیرہ الفاظ ذم کی نسبت حرام و گناہ اور لائق تعزیر و سزا ہے بلکہ علماء رحمھم اللہ تعالیٰ کی ایک جماعت نے اسے کفر بتایا اور اختلاف علماء سے بچنے کے لئے اس کے قائل پر تجدید ایمان و نکاح (اگر بیوی رکھتا ہو) کا حکم لگایا جائے گا۔

(فتاویٰ یورپ از مفتی عبدالواحد قادری ص ۶۱، ۶۲)

مفتی احمد یار صاحب نے بھی یہ بات نہ تلاوت قرآن میں کی ہے اور نہ ہی حدیث خوانی میں۔ لہٰذا وہ اس فتوے کے پوری طرح مستحق بنتے ہیں ہم مفتی احمد یار خان نعیمی کی مفصل عبارت بھی لکھ دیتے ہیں۔

انبیاء کرام ارادۃً گناہ کبیرہ کرنے سے ہمیشہ معصوم ہیں کہ جان بوجھ کر نہ تو نبوت سے پہلے گناہ کبیرہ کر سکتے ہیں اور نہ اس کے بعد ہاں نسیاناً خطاء صادر ہو سکتے ہیں مگر اس پر قائم نہیں رہتے۔ (جاء الحق ص ۴۲۷)

یہ تو اور صاف اور واضح عبارت ہے نہ قرانی خانی ہے اور نہ حدیث خانی تو فتاویٰ یورپ کے فتوی کی زد میں مفتی صاحب کا ایمان و نکاح تو رہا نہ؟ اب ان کی اولاد کا کیا بنا اور اب خیر آ گے آیئے۔

مولوی غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

بعثت سے قبل اور بعد نبی سے کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا نہ کبیرہ نہ صغیرہ نہ سہواً نہ عمداً البتہ نسیان اور اجتہادی خطاء نبی کے حق میں جائز ہے۔ (مقالات سعیدی ص ۶۰)

مولوی غلام مہر علی چشتیاں لکھتے ہیں۔

امام زرقانی کہتے ہیں فانه صلى الله عليه وسلم و سائر الانبياء معصومون قبل النبوة وبعدها عن الكبائر والصغائر البتة۔ (زرقانی ج ۶ ص ۲۵۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء لازمی طور پر اظہار نبوت سے پہلے اور بعد تمام بڑے چھوٹے گناہوں سے معصوم ہیں۔ ملا علی قاری مرقاہ میں تصریح کرتے ہیں۔

فان الاصح المختار عند المحققین ان الانبیاء صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین معصومون قبل النبوة وبعدها من کبائر الذنوب و صغائرها عمدها وسهوها ۔یعنی محققین کے نزدیک انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام ہمیشہ عمداً یا بھول کر ہر صغیرہ کبیرہ گناہ سے پاک ہیں۔ (مرقاہ ج ۵ ص ۲۴۰ طبع ملتان) (معرکۃ الذنب ص ۱۱)

آگے ص ۱۰ پر بھی اس عقیدہ عصمت کے منکر کو کافر بھی قرار دیا ہے ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتے ہیں۔

عصمت انبیاء کا عقیدہ ماعلم بالفرورہ سے ہے اس کا منکر مومن نہیں۔

(معرکۃ الذنب ص ۱۱)

اور یہ بھی لکھتے ہیں۔ عصمت انبیاء ہر مسلمان کا فطرتی و یقینی عقیدہ ہے لہذا یہ ضروریات دین سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

(معرکۃ الذنب ص ۱۰)

تو مفتی صاحب نے اپنا راستہ علیحدہ بنا کر باقی بریلویت سے جو جوتے کھائے ہیں وہ سب آپ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ ذلت وخواہی سے بچائے اور محفوظ رکھے۔

۱۳۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

مدینہ پاک کی زمین اسلام کی جائے پناہ اور کفار ومشرکین سے محفوظ رہنے والی ہے...... مدینہ پاک کی زمین پاک تمام شریر ومفسدین کو نکال دیتی ہے اور یہ خاصیت اس میں ہمیشہ باقی ہے۔

(جاء الحق ص ۳۰۹ اولیاء کے نام کی نذر ماننا)

مفتی صاحب آگے لکھتے ہیں۔

مسلم و بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الایمان لیأرز الی المدینہ کماتارز الحیۃ الیٰ جُحرھا۔ (مشکوٰۃ باب الاعتصام)

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایمان مدینہ منورہ کی طرف ایسا سمٹ آوے گا جیسے سانپ اپنے سوراخ کی طرف۔

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ ہمیشہ سے اسلام کا مرکز ہے اور رہے گا وہاں ان شاءاللہ کبھی شرک نہ ہوگا۔ (جاءالحق حصہ دوم ص ۲۵۶)

دوسر طرف آیئے

مفتی فیض احمد اویسی لکھتا ہے۔

حرمین شریفین پر نجدیوں وہابیوں کا قبضہ ہے۔ (امام حرم اور ہم ص ۸)

آگے لکھتا ہے۔

۱۹۱۸ء میں ترکوں کی شکست کے بعد دوبارہ برسر اقتدار آ گئے۔ (امام حرم اور ہم ص ۱۲،۱۱)

گویا ان اہل سعود کو ۱۰۰ سال ہونے لگے ہیں۔

اس اہل سعود کے خاندان کے خلاف بریلویوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں کئی فتاویٰ جات دیئے ہیں مگر جاءالحق کے مصنف نے تو کہہ دیا کہ یہ جگہ کفار سے محفوظ رہنے والی ہے اور یہ ہمیشہ اسلام کا مرکز رہے گا مگر موجودہ بریلوی اس کے برخلاف ہیں۔ نمازیں بھی نہیں پڑھتے، ان کو بھی کافر و بے ایمان کہتے ہیں جبکہ مفتی صاحب تو ایک جگہ یوں لکھتے ہیں الحمدللہ کہ سارے حجاز خصوصاً مکہ معظّمہ و مدینہ میں سارے مسلمان مقلد تھے اور ہیں وہاں غیر مقلد ایک بھی نہیں۔ (جاءالحق ص ۲۵۶، ج ۲)

یہ کتاب مکمل ۱۹۵۷ء میں ہوئی ہے اس وقت اہل سعود کو آئے ہوئے تقریباً ۳۹ سال

ہو چکے تھے تو مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ یہ سب مقلد ہیں غیر مقلد ان میں کوئی نہیں یہ جملہ بھی قابل غور ہے آج کل کے بریلویوں کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے جو کہ ان کو مرتد و وہابی و گستاخ رسول کیا کچھ کہتے ہیں سوچ لیں اگر یہ بریلوی رضاخانی سچے ہیں تو پھر مفتی احمد یار خان نعیمی کتنے فتوؤں کی زد میں آئے گا اور اگر کہیں تو ہم خاموش ہو جاتے ہیں کہ اب گھر کی بات ہے چاہے مفتی صاحب کو اس سے بھی زیادہ سنائیں ان کے اپنے بڑے ہیں اور سنانی بھی چاہیں کہ حق بنتا ہے ان چھوٹوں کا جو ساری عمر یہی کہتے آئے ہیں کہ وہ کافر مرتد و بے ایمان ہیں۔ وار اگر اب خاموشی ہوتی ہے تو پھر ان کو اپنی فکر دامن گیر ہے۔ بھائی اس دنیا میں اپنی فکر کرو مفتی صاحب جاتے ہیں تو ان کو جانے دو سید ھا وہیں جہاں پر آپ لوگوں کا پہنچانا محبوب مشغلہ ہے۔

۱۴۔ مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں۔

ہم نے آپ کو عالم ارواح میں سفید اور سادہ پیدا فرمایا تھا پھر اس پر علوم کے نقش و نگار فرما کر نبوت کا تاج سر پر رکھ کر دنیا میں بھیجا آپ عالم ارواح میں بھی ہی نبی تھے۔

(جاء الحق ص ۳۴۴ عصمت انبیاء)

اس بات سے معلوم ہو گیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی بنائے گئے اور آپ کو عالم ارواح میں نبوت عطا فرمادی گئی باقی سب کو بعد میں نبوت ملی مگر مفتی احمد یار صاحب کے اس قول پر بریلوی حضرت سیخ پا ہو گئے اور یوں غلام نصیر الدین سیالوی لکھتے ہیں اگر سرکار علیہ السلام کو سب سے پہلے نبوت ملی ہے تو آپ خاتم الانبیاء کیونکر ہو سکتے ہیں۔

(تحقیقات ص ۳۹۳)

تو پھر بات معلوم ہو گئی کہ مفتی احمد یار نعیمی صاحب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتے۔ اور یہ بات گھر کے مفتی صاحب نے ہی ثابت کر دی ہے۔

جاء الحق اور عظمت باری تعالیٰ جل مجدہ

قارئین گرامی قدر اب ہم چند جاء الحق کی خرافات بھی ذکر کرنا چاہتے ہیں تا کہ جاء الحق کے قائلین کی آنکھیں کھلیں کہ یہ جاء الحق ہے یا جاء الباطل ہے؟ جہاں خدا تعالیٰ، اس کے پیارے رسول، نیک بندوں کی توہین ہو وہ خرافات کا مجموعہ ہی تو ہوتا ہے۔

ا۔ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے۔

(جاء الحق ص ۱۶۲ حاضر و ناظر کی بحث باب دوم)

حالانکہ خدا تعالیٰ کے بارے میں ان کے گھر کے اور ایک حضرت صاحب لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانتے ہو یا نہیں؟ اگر نہیں مانتے تو یہ صریح کفر ہے۔

(تنویر الخواطر ص ۱۰۷، از مولوی اللہ دتہ مناظر بریلویہ)

اب میں بریلوی سے پوچھتا ہوں کہ یہ خرافات ہیں یا نہیں؟

کیونکہ جو بات ایمان سے محروم کرے کیا اس کے خرافات میں سے ہونے پر کسی کو شک ہو سکتا ہے۔

۲۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

؎ اللہ کو بھی پایا مولا تیری گلی میں

(جاء الحق ص ۱۹۶ غیر اللہ سے مدد مانگنا باب اول)

اس کا مطلب جو بتائیں گے بریلویت وہ بعد کی بات ہے مگر اتنی بات ضرور ہے کہ مفتی صاحب مان رہے ہیں کہ خدا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی میں موجود ہے۔ اب سنئے

خود مفتی صاحب ہی لکھتے ہیں ہر جگہ میں حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہر گز نہیں خدا تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ (جاء الحق ص ۱۶۱ حاضر و ناظر باب دوم)

اور یہاں خود ہی کہہ رہے ہیں کہ خدا جگہ سے پاک ہے اور پہلے ہم نقل کر آئے ہیں خدا کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی میں مانتے ہیں اور گلی یقیناً جگہ ہی ہے تو پھر خدا کو خود ہی جگہ سے پاک نہ مانا۔ اب میں بریلوی مسلک کے اکابر کے فتاویٰ جات نقل کروں کہ جو جگہ سے پاک نہ مانے وہ کون ہے تو کافر کا فتویٰ تو کم از کم اس گھر سے ملے گا کیونکہ اس سے کم درجے کا فتویٰ دنیا ان کی توہین ہے دیکھئے کفریہ کلمات کے بارے میں سوال وجواب ہزار مسائل وغیرہ من کتب اہل ابدعۃ۔

۳۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

مرید خدا کو چھوڑ کر اپنے پیر سے مانگے۔

(جاء الحق ص ۱۵۷ حاضر و ناظر باب اول فصل چہارم)

ہم اس پر صرف انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے اور یہی کافی ہے۔

۴۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

رب تعالیٰ نور بھی ہے اور ہر ایک کے ساتھ بھی مگر رات کو اندھیرا ہوتا ہے۔

(جاء الحق ص ۱۶۷ حاضر و ناظر باب دوم)

حالانکہ خدا کی کنہ اور حقیقت کوئی نہیں جانتا اور اس پر ہم نے حوالے بھی عرض کئے ہیں کہ خدا نور نہیں بلکہ منور ہے جہاں قرآن وسنت میں لفظ استعمال ہوا ہے مطلب ومقصد اس کا یہ ہے کہ خدا منور ہے روشن کرنے والا ہے مگر مفتی صاحب کی جہالت وحماقت دیکھئے کہ خدا کو نور مان کر خدا تعالیٰ کی ذات کے بارے میں عجیب نظریہ رکھے ہوئے ہیں جس کی بدولت کئی فتاویٰ کی زد میں آئے ہیں وہ ہم پیچھے نقل کر آئے ہیں اعادے کی ضرورت نہیں۔

جب بچیوں نے شعر پڑھا وفینا نبی یعلم مافی غدٍ کہ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''یہ چھوڑ دو اور جو پہلے کہہ رہی تھیں وہی کہو۔'' اب اس کو منع کرنے کی وجہ کیا ہے؟ وہ وجہ گجراتی صاحب لکھتے ہیں۔

شارحین نے کہا ہے حضور علیہ السلام کا اس کو منع فرمانا اس لئے ہے کہ اس میں علم غیب کی نسبت حضور کی طرف ہے لہٰذا آپ کو ناپسند آئی اور بعض نے فرمایا کہ آپ کا ذکر شریف کھیل کود میں مناسب نہیں۔

(جاء الحق ص۱۲۲ علم غیب باب دوم فصل دوم)

اب مفتی صاحب خود لکھ رہے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کی نسبت اپنی ذات عالی کی طرف ناپسند ہے تو مفتی صاحب کیوں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدہ بات کا ارتکاب کر کے پورا رسالہ علم غیب پر لکھ رہے ہیں۔ خدا عقل وشعور کی دولت سے اگر مفتی صاحب کو مالا مال کرتا تو اتنی زحمت کر کے علم غیب کے مسئلے پر رسالہ نہ لکھتے کیونکہ یہ بات تو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی ہے۔

اور ہم پیچھے تفسیر مظہری کے حوالے سے لکھ آئے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدگی کا ارتکاب کرنا آپ کو ایذاء اور تکلیف دینا ہے جو کہ یقیناً حرام اور ناجائز ہے مگر مفتی صاحب آخرت سے بے خوف ہو کر اس سب کو گیارہی شریف کا ٹھنڈا میٹھا دودھ سمجھ کر ہڑپ کر گئے۔

۲۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

سارے جہان والوں کا علم حضور علیہ السلام کو دیا گیا جہان والوں میں حضرت آدم و ملائکہ اور ملک الموت شیطان وغیرہ سب ہی ہیں۔

(جاء الحق ص ۷۷ علم غیب باب اول فصل چہارم)

قارئین گرامی قدر یہاں مفتی صاحب عزت وعظمت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پاس نہ رکھتے ہوئے لکھ رہے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جہان والوں کا علم دیا گیا اور پھر جہان والوں میں شیطان کو بھی شامل اور داخل مان کر یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ شیطان کا علم بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا حالانکہ شیطان کا علم جو شیطانی حرکات ومعلومات پر مشتمل ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیسے مناسب ہوگا؟

روضۃ القیومیہ جو بریلویوں میں معتمد ومستند کی حیثیت رکھتی ہے اس پر کئی بریلویوں کے کام ہوئے پھر وہ بریلوی کتب خانہ "مکتبہ نبویہ لاہور" سے چھپی اس میں ہے۔

ہزار ہا علوم ومعارف اس قسم کے ہیں کہ انہیں انبیاء سے منسوب کرنے سے عار آتی ہے۔

(روضۃ القیومیہ ج ا ص ۱۶۰)

اور مولوی اللہ دتہ بریلوی مناظر لکھتا ہے کسی کے لئے غیر ضروری معلومات مہیا کرنا حکیم وعلیم کی شان نہیں۔ (تنویر الخواطر ص ۴۸)

اب بتائیے کہ شیطانی افکار وحرکات کا علم جو کہ یہ ہوتا ہے کس سے زنا کروانا ہے، شراب کس کو پلانی ہے جوا کس سے کھلانا ہے وغیرہ کیا ایسی باتوں کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ضروری ہے؟ اگر ضروری ہے تو دلیل دیجئے وگرنہ مان لیجئے ایسا علم دنیا حکیم وعلیم کی شان کے لائق نہیں ہے۔ یہ مفتی صاحب کا بہت بڑی ہرزہ سرائی ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ ایسی باتوں کا علم نبوت کی طرف منسوب کرنا بھی عار ہے

جیسا کہ روضۃ القیومیہ کے حوالے سے عرض کر چکا ہوں اب مفتی صاحب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت پر کیسے گفتگو کر رہے ہیں ہر آدمی دیکھ سکتا ہے اللہ اس طرح کے نام نہاد عشق اور در حقیقت مخالفت وعداوت سے ہر مسلمان کو بچائے۔

۳۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

تاریک راتوں میں تنہائی کے اندر جو کام کئے جاویں وہ بھی نگاہ مصطفیٰ علیہ السلام سے پوشیدہ نہیں کہ عبداللہ کے والد حذیفہ کو بتایا۔

(جاء الحق ص ۲۷ علم غیب فصل دوم باب اول)

یہاں مفتی صاحب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا کچھ ثابت فرمایا قارئین کو سمجھ آرہا ہوگا کہ میاں بیوی جورات کو اندھیرے میں ہمبستر ہوتے ہیں وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دیکھ رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

مفتی صاحب نے دلیل کے طور پر حضرت عبداللہؓ کا واقعہ بتایا کہ ان کا والد حذیفہ ہے یہ آپ علیہ السلام نے بتایا۔ مفتی صاحب نے اس سے استدلال کر کے فرمایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تاریکی میں زوجین کی ہمبستری بھی دیکھتے ہیں۔ حالانکہ اس کا مطلب صاف یہ ہے کہ اللہ ذوالجلال نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ حضرت عبداللہ کے والد حذیفہ ہیں (رضی اللہ عنہما) مگر مفتی صاحب کی گندی سوچ کہ بات کو کدھر لے گئے۔ شرح شمائل ترمذی میں ملا علی قاری اور علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہما اللہ نے حدیث نقل کی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما فرمائی ہیں۔

ما رائیت منہ ولا رای منی یعنی الفرج۔ (حاشیہ جمع الوسائل فی شرح الشمائل ج ۲ ص ۲۱۸، جمع الرسائل فی شرح اشمائل ج ۲ ص ۲۱۷)

یعنی نہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شرمگاہ کو دیکھا اور نہ ہی رسول پاک

صلی اللہ علیہ وسلم نے میری شرمگاہ کو دیکھا۔ مگر اس مفت کے مفتی نے شرم وحیاء کو بالائے طاق رکھ کر کیا گل کھلائے وہ آپ کے سامنے ہیں۔ اعاذنا اللہ من سوالفہم۔

چونکہ مفتی صاحب کے بڑوں کا عقیدہ ونظریہ یہ ہے کہ کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص۲۰۲ حصہ دوم) اور دلیل کے طور پر زوجین کی جفتی والا واقعہ پیش کیا ہے تو بریلوی مسلک میں جفتی کے وقت اکابر وانبیاء کے متعلق اس قسم کا سوقیانہ اور بے ادبی پر مشتمل ذہن پایا جاتا ہے ہم اللہ کی پناہ لیتے ہیں ایسی سوچوں سے۔

بہر حال بریلوی حضرات کو دعوت فکر ہے کہ جاء الحق کا یہ بازاری ذوق مناسب سمجھو تو جاء الحق کو پھیلاؤ ورنہ اس کو دفن کر دو۔

۴۔ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

یہاں لکم میں کفار سے خطاب ہے یعنی اے کافرو میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں تم چور ہو چوروں کو خزانے نہیں بتاتے تم شیطانوں کی طرح اسرار کی چوری نہ کر لو۔ رب تعالیٰ نے بھی شیطان کو آسمان پر جانے سے اسی لئے روکا کہ وہ چور ہے۔ یہ تو صدیق سے کیا جاوے گا کہ مجھے خزائن الہیہ کی کنجیاں سپرد ہوئی ہیں۔

(جاء الحق ص۹۲ علم غیب باب دوم فصل اول)

حیرانگی کی بات ہے کہ مفتی صاحب بری ڈھٹائی سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ ہرزہ سرائی کر رہے ہیں کہ آپ کی زبان کفار کے لئے یہ ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں۔ یعنی کفار کو کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس خزانے نہیں اور صدیق وفاروق سے کہہ رہے ہیں کہ خزانے ہیں کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دورخی ثابت کرنے والا مفتی احمد یار نعیمی یا اس کی کتاب جاء الحق تعریف کے لائق ہو سکتی ہے؟ میں بریلوی حضرات کو مشورہ دوں گا کہ جیسے وہ دفن ہو چکا ہے اس کتاب کو بھی ویسے دفن کر دیں یا

پھر اپنے بارے میں فیصلہ کرلیں کہ عشق ومحبت کا لیبل جھوٹا اور دھوکہ دہی اور فریب کاری ہے ورنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دوزبانیں ثابت کرنا کیسے درست ہوا۔

مفتی صاحب کی جہالت دیکھئے کہ اگر آپ کو خزائن دیئے گئے تھے اور محض چوری کے ڈر کی وجہ سے آپ کہہ رہے کہ تمہیں نہیں بتاتا تو جو خدا خزانے دے رہا تھا وہ حفاظت نہ کرسکتا تھا؟ کہ کفار کے ڈر کی وجہ سے نبی پاک کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس خزانے نہیں؟ کچھ تو مفتی صاحب یا ان کی ذریت ہوش وعقل کے ناخن لیتے۔ دین میں خیانت ودھوکہ دینا آپ نے ہی مول لے رکھا ہے؟

۵۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں اگر پیغمبر ایک آن کے لئے بھی گناہ گار رہوں تو معاذ اللہ وہ شیطانی گروہ میں سے ہوں گے اور یہ ناممکن ہے۔ (جاء الحق ص ۴۳۱ عصمت انبیاء باب اول) مفتی صاحب کے اس قول کا مطلب ہوا کہ ایک آن کے لئے بھی ان کو گناہ گار مانیں تو شیطانی گروہ میں سے ہوں گے اور دوسری طرف ۴۳۳ پر لکھتے ہیں انبیاء سے جو گناہ وجھوٹ ثابت ہے نبوت سے پہلے کے ہیں (ملخصاً) تو کیا العیاذ باللہ جب ان سے گناہ ہوا بقول آپ کے تو کیا وہ شیطان گروہ میں سے ہوگئے؟ (العیاذ باللہ)

۶۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیاء سے خطا ہوسکتی ہے۔ (جاء الحق ص ۴۴۰ عصمت انبیاء، باب دوم، اعتراض نمبر ۸ کا جواب) مگر مفتی صاحب کے ہم عقیدہ کافی سارے بریلویوں کا کہنا ہے کہ فاضل بریلوی کے زبان وقلم سے نقطہ برابر خطاء کو خدا نے ناممکن فرمادیا ہے۔

(ملخصاً احکام شریعت ص ۲۷ نظامیہ)

تو مفتی صاحب اس کا معنی ہوا کہ آپ کے نزدیک انبیاء کرام کی عظمت وشان اتنی نہیں جتنی آپ کے فاضل صاحب کی ہے تو گویا آپ لوگوں نے انبیاء کی توہین کی ہے یا پھر وہ فاضل کو انبیاء سے اعلیٰ مانتے ہیں۔

جاء الحق اور عظمت صحابہ کرام علیہم الرضوان

ا۔ بعض صحابہ کرام نے آپ کی وفات کے بعد السلام علیک ایھا النبی کی بجائے السلام علی النبی کہنا شروع کیا تھا تو اس کا جواب دیتے ہوئے مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

خلاصہ جواب یہ ہوا کہ بعض صحابہ کا یہ فعل حجت نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ پاک میں شرک ہوتا رہا۔

(جاء الحق ۱۹۰ یا رسول اللہ کہنا، باب دوم)

مفتی صاحب کتنی بڑی غلطی کر رہے ہیں کہ السلام علیک ایھا النبی آج بھی پڑھا جاتا ہے اور کوئی بھی اسے شرک نہیں سمجھتا مگر مفتی صاحب ان صحابہ کرام کے عمل کو دلیل بنا کر یہ کہہ دیا کہ ان کا یہ فعل حجت نہیں ورنہ ماننا پڑے گا کہ حضور علیہ السلام کے دور میں بھی صحابہ شرک کرتے رہے (العیاذ باللہ) یوں اگر کہہ دیتے کہ اکثریت صحابہ نے ترک نہ کیا اور بعض نے ترک کیا لہٰذا اکثریت کی اقتداء ہی مناسب ہے تو بات گوارا تھی مگر مفتی صاحب کے گندے قلم نے صحابہ کرام پر ہی مشرک ہونے کا فتویٰ لگا دیا۔ ہم مفتی صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ایک آدمی کسی دور بیٹھے بھائی، دوست، رشتہ دار کو خط لکھتا ہے تو وہ اس میں لکھتا ہے السلام علیکم یا اخی، وغیرہ۔ تو خطاب کے الفاظ اس نے بھی استعمال کئے ہیں نہ تو وہ ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھتا ہے اور نہ ہی اپنے بھائی، رشتہ دار، دوست کو عالم الغیب مگر اس کا خیال یہ ہے کہ میرا خط جب پہنچے گا تو سلام درست ہو جائے گا۔

انوار ساطعہ، ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از اویسی، وغیرہا کتب بریلویہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایسی صلوۃ ہو یا ایسا سلام ہو وہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔ اور احادیث

طیبات سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے مگر مفتی صاحب آخرت سے بے خوف ہو کر دھڑ لے سے صحابہ کرام کو مشرک کہہ رہے ہیں۔ (الزمان والحفیظ)

۲۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

پہلا باب اس بیان میں کہ نبی علیہ السلام کو بشر یا بھائی کہنا حرام ہے۔

(جاء الحق ص ۱۷۳ مسئلہ بشریت باب اول)

مفتی صاحب نے یہاں دو باتوں کو حرام کہا ہے، بشر کہنے اور بھائی کہنے کو حالانکہ یہ دونوں باتیں حضرات صحابہ کرام میں بھی پائی جاتی ہیں مثلاً ''بشر کہنے والی بات'' شمائل ترمذی، باب ماجاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری روایت ص ۲۳ ایچ ایم سعیدی کمپنی کراچی'' میں ہے سیدہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کان بشرا من البشر یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بشر تھے۔

اور ابو داؤد ج دوم کتاب العلم باب کتابۃ العلم کی روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ فرماتے ہیں میں جو بات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا وہ لکھ لیتا۔ مجھے قریشی حضرات (صحابہ) نے روکا کہ تو ہر بات لکھتا ہے حالانکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں خوشی اور غصے میں کلام فرماتے ہیں۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا گیا اور سارا واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم اس زبان سے سوائے حق کے کوئی بات نہیں نکلتی۔

اب دیکھو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غلط بات نکلنے کا رد تو فرمادیا مگر بشریت کا رد نہ فرمایا۔

تو معلوم ہو گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جمعیت نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا ہے۔ باقی رہی ''بھائی کی بات'' تو سنئے۔ بخاری میں روایت ہے ان النبی صلی اللہ علیہ

وسلم خطب عائشہ الی ابی بکر فقال لہ ابو بکر انما انا اخوک فقال انت اخی فی دین اللہ۔

(بخاری شریعت ج۲ص۷۶۰)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو بکر کو حضرت عائشہ سے نکاح (شادی) کا پیغام بھیجا تو سیدنا ابو بکرؓ نے ان سے عرض کیا کہ میں تو آپ کا بھائی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے دینی بھائی ہو۔

اور دوسری جگہ سیدنا علیؓ فرماتے ہیں۔

انا عبداللہ واخو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(گستاخوں کا برا انجام از فیض احمد اویسی ص ۱۰۸)

یعنی میں اللہ کا بندہ اور نبی پاک علیہ السلام کا بھائی ہوں۔

اب آپ دیکھیں کہ بشر اور بھائی دونوں لفظ صحابہ کرام نے استعمال کئے ہیں اب اگر مفتی صاحب حرام کہہ رہے ہیں تو پھر آپ حضرات بتائیں کہ یہ فتاوے کس پر لگائے ہیں کیا صحابہ کرام اس سے فتوے کی زد میں آئے یا نہ؟

متفرقات

ا۔ کیا جبرئیل علیہ السلام بیٹا دیتے ہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں حضرت جبرئیل نے حضرت مریم سے کہا۔

قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاماً زکیا۔

اے مریم میں تمہارے رب کا قاصد ہوں تا کہ تم کو پاک فرزند دوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت جبرئیل بیٹا دیتے ہیں:

(جاء الحق ص ۲۰۵ غیر اللہ سے مدد مانگنا باب اول)

الجواب

مسائل رازی علی ہامش املا ما من بہ الرحمٰن کے ج ۲ ص ۲۰ پر ہے **قال انما انا رسول رب یقول لک ارسلت رسولی الیک لاھب لک فیکون حکایۃ عن اللہ تعالیٰ لاعن قول جبریل علیہ السلام فیکون فعل الھبۃ مسنداً الی اللہ تعالیٰ لا الیہ۔**

ترجمہ: امام رازی فرماتے ہیں۔ انما انا رسول ربک کی تشریح میں کہتے ہیں جبرئیل نے کہا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں نے اپنا رسول تیری طرف بھیجا ہے تا کہ تجھے بیٹا دوں پس حضرت جبرئیل نے اللہ تعالیٰ کی بات کو نقل کیا ہے نہ کہ جبرئیل علیہ السلام کا اپنا قول ہے پس ہوگی نسبت ھبہ کرنے کی اللہ کی طرف نہ کہ حضرت جبرئیل کی طرف۔

مفتی صاحب کی جہالت ہے ورنہ بعض قراٗتوں میں **یھب لک** بھی ہے کہ جبرئیل امین نے کہا میں اللہ کا قاصد ہوں تا کہ اللہ تجھے ستھرا بیٹا عطا فرمائے۔

ویسے بھی قاصد دینے آتا ہے اور کوئی بھی ڈاکیا یا قاصد ہی کو معطی اور عطا کرنے والا نہیں سمجھتا ہر کوئی سمجھتا ہے کہ فلاں نے بھیجا ہے نہ کہ اس قاصد نے۔

مولوی غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: ہمارے زمانہ میں بعض جہلا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بجائے اپنی حاجتوں کا سوال پیروں فقیروں سے کرتے ہیں اور قبروں اور آستانوں پر جاکر اپنی حاجات بیان کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کی نذر مانتے ہیں حالانکہ ہر چیز کی دعا اللہ سے کرنی چاہئے اور اسی کی نذر ماننی چاہئے کیونکہ دعا اور نذر دونوں عبادت ہیں اور غیر اللہ کی عبادت جائز نہیں ہے البتہ دعا میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا وسیلہ پیش کرنا چاہئے۔

(تبیان القرآن ص ۶۹۲،۶۹۱)

پیر محمد عابد حسین سیفی بریلوی ارشاد الطالبین کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

اگر کوئی کہے کہ خدا اور رسول اس عمل پر گواہ ہیں تو وہ کافر ہو جاتا ہے اولیاء کرام معدوم کو موجود کرنے یا موجود کو معدوم کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ اس لئے پیدا کرنے معدوم کرنے رزق دینے اولاد دینے بلا دور کرنے اور مرض سے شفا دینے وغیرہ کی نسبت ان سے مدد طلب کرنا کفر ہے۔

(بستان السالکن ترجمہ ارشاد الطالبین ص ۴۸)

مرقاۃ میں ہے یہود و نصاری پر لعنت کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ انبیاء علیہم السلام کی قبور کو تعظیما سجدہ کرتے تھے اور یہ شرک جلی ہے (مرقاۃ ج ۲ ص ۴۱۵) علامہ آلوسی لکھتے ہیں ایک دن میں نے ایک آدمی کو جو کسی پریشانی میں کسی فوت شدہ سے مدد مانگ رہا تھا اور اسے پکار رہا تھا کہ اے فلاں میری مدد کر تو میں نے اسے کہا اللہ سے مانگ کیونکہ وہ فرماتا ہے میرے بندے جب میرے بارے میں پوچھیں تو بتا کہ وہ قریب ہے الخ تو وہ غصے ہو گیا اور مجھے کسی نے بتایا کہ وہ کہتا ہے کہ آلوسی اولیاء کا منکر ہے اور بعض لوگوں سے میں نے یہ بھی سنا ہے کہ

ولی خدا کی بہ نسبت جلدی دعا قبول کرتا ہے اور یہ کفر ہے الخ۔

(روح المعانی ج ۲۴ ص ۳۶۳ تحت آیت واذ اذکر اللہ وحدہ اشمأزت الایۃ)

لاھب لک: اسند الفعل الیٰ نفسه مجازاً لکونه سباً ظاھریاً بالنفخ فی الدرع. ویجوز ان یکون حکایة لقوله تعالیٰ تقدیره ارسلنی ربک الیک یقول ارسلت رسولی الیک لاھب لک بتوسط کسبه النفخ فی درعک وقرا ورش وابو عمرو لیھب لک وکذالک روی الحلوانی عن قالون یعنی لیھب ربک لک۔ (تفسیر مظہری تحت ہذا الدیۃ)

ترجمہ: حضرت جبرئیل نے اس فعل کی نسبت اپنی طرف مجازاً کی ہے ظاہری سبب ہونے کی وجہ سے حضرت مریم کے گریبان میں پھونک مارنے سے: اور یہ بھی جائز ہے کہ حضرت جبرئیل نے اللہ تعالیٰ کی بات کو نقل کیا ہے اور اس کی تقدیری عبارت ہے:

مجھے تیرے رب نے بھیجا ہے اور وہ کہتا ہے میں نے اپنا قاصد تیری طرف بھیجا تا کہ تجھے بیٹا دوں اس قاصد کے تیرے گریبان میں پھونک مارنے کے واسطے سے ورش اور ابوعمرو نے قرات کی لیھب لک تا کہ وہ تجھے بیٹا دے اور اسی طرح روایت حلوانی نے بھی کیا ہے قالون سے لیھب ربک لک کہ وہ تجھے بیٹا عطا کرے۔

معلوم ہو گیا کہ مفتی صاحب نے جو نتیجہ اس آیت سے نکالا ہے وہ حد درجہ تحریف اور غلط ہے۔

۲۔ اختیارات اولیا

مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

اسی طرح اپنے مقبول انسانوں کے سپرد بھی عالم کا انتظام کیا اور ان کو اختیارات خصوصی عطا فرمائے۔

(جاء الحق ص ۲۰۵ غیر اللہ سے مدد مانگنا باب اول)

الجواب

مفتی صاحب اپنی جماعت کے ذمہ دار حضرات ہیں مگر حیرانگی ان پر ہے کہ عقل وشعور سے عاری اور خالی ہو کر اس کتاب کو لکھنے کے در پے ہو گئے۔

اگر خصوصی اختیارات مانتے ہیں تو پھر حلال وحرام سب کا ان کو آپ مختار بھی مانتے ہوں گے مگر حدیث شریف میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

چار چیزوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی بنا رکھی ہے جو ان سے ہٹ جائے اور ان پر عامل نہ رہے وہ خدا سے فاسق ہو کر ملاقات کرے گا پوچھا گیا کہ وہ چاروں کیا ہیں؟ فرمایا کامل عقیدہ رکھے کہ حلال وحرام حکم وممانعت یہ چاروں صرف خدا کے اختیار میں ہیں اس کے حلال کو حلال اس کے حرام بتائے ہوئے کو حرام ماننا اس کے حکموں کو قابل تعمیل اور لائق تسلیم جاننا اس کے منع کئے ہوئے کاموں سے باز آجانا اور حلال حرام امر ونہی کا مالک صرف اسی کو جاننا بس یہ دین کی اصل ہے۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ نمبر ۲۵ سورۃ جاثیہ ص ۶۳ ج ۵)

اس مسئلہ پر مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

قارئین گرامی قدر چونکہ یہ مسئلہ بریلوی اعتقادیات سے ہے اس لئے اس کو بریلوی حضرات اسلاف واکابر کی عقائد کی کتب سے ثابت کریں اور اگر انہیں بات قبول نہیں اور قرآن وسنت سے اس کو ثابت کرنا چاہتے تو پھر ہماری طرف سے مطالبہ یہ ہے کہ اس پر دلائل قطعیہ کو پیش کیا جائے اس کی وجہ یہ ہے۔ بریلوی اکابر نے مختار کل کے منکر کو گستاخ نبوت، نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگانے والا، اہل باطل اور ابلیس لعین کا مذہب قرار دیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے۔

ا۔ اویسی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کا معجزات اور اولیاء کرام کا کرامات کے اظہار پر اختیار اہل حق

مذہب ہے اور اس سے انکار اہل باطل اور اس انکار کی بنیاد ابلیس نے رکھی۔

(حضور کے معجزات واختیارات ص ۵ رسائل اویسیہ جلد ۳)

۲۔ ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

آپ کی لاعلمی یا عدم اختیار ثابت کرنا جاہلوں یا نبوت کے گستاخوں کا کام ہے۔

(لاعلمی میں علم ص ۱۵ رسائل اویسیہ ج ۴)

۳۔ مفتی امین صاحب فیصل آبادی لکھتے ہیں:

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں عیب تلاش کرنا ہوگا کہ نبی کو فلاں چیز کا علم نہیں فلاں چیز کا اختیار نہیں۔ (دو جہان کی نعمتیں ص ۳۹)

اور گستاخی نبوت اور نبی کو عیب لگانا کفر ہے یہ مسلمات بریلویہ میں سے ہے اس لئے بریلوی صاف لکھ دیں گے کہ مختار کل کا عقیدہ ایمان ہے اور اس کا انکار کفر ہے اور اس پر دلائل صرف قطعی لائے جائیں گے یعنی کہ قطعی الدلالت وثبوت اور بس۔

بریلوی دعویٰ:

حضور ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں دنیا و آخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں۔ (برکات الامداد ص ۸)

معلوم ہو گیا کہ تمام اختیارات کے مالک آنحضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تنقیح دعویٰ نمبر ا۔

یہ خدا کی خلدائی میں شریک ٹھہرانا ہے اس کی وجہ یہ ہے۔

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں: کلی اختیارات مکمل علم غیب پر خدائی دارومدار ہے۔

حواعظ نعیمیہ حصہ دوم ص ۲۶۵ تو یہ ایک شرک ہے۔

نمبر ۲۔ بریلوی حضرات اپنے اس مسئلہ مختار کل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

اختیارات کوخدا کے اختیار سے بڑھ کر مانتے ہیں جو کہ یقیناً غلط اقدام ہے۔

خدا جس کو پکڑے چھڑائے محمد

محمد جو پکڑیں نہیں چھوٹ سکتا۔

(رسائل نعیمیہ ص ۱۶۴)

نمبر۴۔ اگر تمام اختیارات سونپ دیئے گئے ہیں تو یہ بتائیں کہ حضور ﷺ ابوطالب کو جنت میں لے جائیں گے یا نہیں اگر لے جائیں گے تو فاضل بریلوی نے شرح المطالب فی مبحث ایمان ابی طالب کیوں لکھی جس کا خلاصہ یہ ہے وہ کافر ہے اور کافر جہنم میں ہی جائے گا اگر نہیں لے جائیں گے تو پھر اختیار کلی کا انکار ہوا۔

نمبر۵۔ مختار کل کا عقیدہ بریلوی حضرات نے شیعہ سے چرایا ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ شیعہ کہتے ہیں۔

ان الله لم يزل متفرداً بالوحدانية ثم خلق محمداً وعلياً وفاطمة والحسن والحسين فمكثوا الف دهر فخلق الاشياء واشهدهم خلقها واجرى طاعتهم عنها وفوض امورهم اليهم يحلون مايشاؤون ويحرمون مايشاؤون۔

آگے لکھتے ہیں۔

امام جعفر صادق سے روایت کلینی نے نقل کی ہے۔

مما فوضہ اللہ تعالیٰ الی رسول صلی اللہ علیہ وسلم فقد فوضہ الینا۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۷۰)

ترجمہ: جو کچھ اللہ نے اپنے رسول پاک ﷺ کو سپرد کیا وہ سب کچھ ہماری طرف سپرد کر دیا۔

مولانا کرم الدین دبیر لکھتے ہیں۔

یہ مسلم امر ہے کہ موت وحیات خدا کے اختیار میں ہے کسی انسان کو اس کا اختیار نہیں

دیا گیا لیکن یہ شیعہ کا اعتقاد ہے کہ ائمہ اہلبیت کو موت وحیات پر کلی اختیار تھا۔

(آفتاب ہدایت ص ۱۶۹)

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے شیعہ کے فرقہ مفوضہ کا عقیدہ یوں لکھا ہے کہ جو مفوضہ ہیں وہ کہتے اللہ تعالیٰ نے تدبیر خلق کا مسئلہ ائمہ کے سپرد کر دیا ہے۔

(غنیۃ الطالبین ج ا ص ۱۸۲ قدیم)

تو بریلوی حضرات لوگوں کو شیعہ بنانے پر تلے ہیں اب شیعہ ہونے کا اعلان ضرور کریں کہ ہم ہیں شیعہ۔

تنقیح نمبر ۴۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مثلاً

مولوی محمد صادق نقشبندی صاحب لکھتے ہیں۔

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ حضور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور یہ کہتے تھے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے چچا کو باہر پھینکا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا تو آپ نے فرمایا۔ چچا میں مامور ہوں مجھے اس امر کا اختیار نہیں۔ (تاریخ مدینہ ص ۱۱۴)

۲۔ نقی علی خاں کہتے ہیں۔

آپ نے چاہا کہ ابو طالب کی بخشش کے واسطے دعا کروں حکم آیا پیغمبر اور مسلمانوں کو لائق نہیں کہ مشرکوں کے لئے اگرچہ وہ ان کے رشتہ دار ہوں استغفار کریں۔ اے عزیز وہ حاکم ہے محکوم نہیں غالب ہے مغلوب نہیں مالک ہے تابعدار نہیں اگر تیری دعا قبول نہ فرماوے تجھے ناخوشی اور غصے یا شکایت اور شکوے کی مجال کب ہے جب خاصوں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ جب چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں جب چاہتے ہیں منع فرما دیتے ہیں تو تو کس شمار میں ہے کہ اپنی بات پر اصرار کرتا ہے۔ (الکلام الاوضح ص ۳۰۸)

مفتی احمد یار نعیمی لکھتا ہے۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا میں پہاڑ کو سونا بنانے یا خلق اشیاء پر قدرت نہیں رکھتا۔

(مواعظ نعیمیہ حصہ دوم ص ۲۶۲)

مفتی احمد یار نعیمی ایک آیت کی تفسیر میں **لو ان عندی ماتستعجلون به لقضی الامر بینی وبینکم (الایة)** ۔اگر عذاب میرے اختیار میں ہوتا تو کب کا تمہارا قصہ چکا دیا گیا ہوتا۔

لکھتے ہیں وہ عذاب جس میں تم جلدی کر رہے ہو میرے قبضے واختیار میں ہوتا تو اب تک میرا تمہارا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

(تفسیر نعیمی ج ۷ ص ۵۰۷ مکتبہ اسلامیہ)

مفتی مظہر اللہ شاہ لکھتے ہیں اس کی تفسیر میں۔

تم کو عذاب الٰہی سے ڈرایا جاتا ہے تو ڈھیٹ بن کر اس عذاب کی جلدی کرتے ہو وہ عذاب میرے اختیار میں نہیں وہ اللہ کے اختیار میں ہے۔

(تفسیر مظہر القرآن ج ۱ ص ۳۸۵)

علامہ سعیدی صاحب اس کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں۔

مجھے اس عذاب کے نازل کرنے یا اس کو مقدم اور موٴخر کرنے پر قدرت نہیں ہے اور اگر بالفرض یہ معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں تمہارے مطالبہ عذاب کو لا چکا ہوتا۔

(تبیان القرآن ج ۳ ص ۴۹۵)

ابوالحسنات قادری لکھتے ہیں کہ" آدم علیہ السلام نے فرمایا حکم الٰہی کے خلاف نہ ہوگا مجھے ترمیم کا کوئی اختیار نہیں۔"

(اوراق غم ص ۷)

مولوی نعیم الدین مراد آبادی صاحب لکھتے ہیں سورت یونس کی آیت نمبر ۱۵ کے حاشیہ نمبر ۳۵ میں۔ کہ میں اس (قرآن) میں تغیر تبدل کمی بیشی نہیں کر سکتا۔

(خزائن العرفان)

نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں میں نے ان (والدہ) کے لئے استغفار کی اجازت چاہی تو مجھے نہ دی گئی۔ (خزائن العرفان ص ۲۶۵)

سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کلام الٰہی کا نزول یا پتھر کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے بھاگنا یہ معجزات ہیں لیکن ان کا اظہار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اختیار کا دخل نہ تھا۔ (مقالات سعیدی ص ۵۳)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

امور غیر عادیہ میں انبیاء اور اولیاء پر وحی والہام کی کیفیات کا عروض ان کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ (مقالات سعیدی ص ۲۶۰)

آپ کے گھرانے کے اور دیگر ان سب حوالہ جات سے معلوم ہو گیا مختار کل کا عقیدہ غلط ہے۔ اور دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختار کل کا لفظ اپنے لئے پسند نہیں کرتے کیونکہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی باتوں کے اختیار کی نفی فرمائی ہے اور جو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کو ناپسند کرے وہ کافر ہے۔ جیسا کہ حنیف قریشی نے لکھا ہے۔ (غازی ممتاز حسین قادری ص ۲۹۱)

تنقیح نمبر ۵۔ اس دعویٰ سے سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا انکار لازم آتا ہے۔ مثلاً اے علی میں نے اللہ عزوجل سے تین بار سوال کیا کہ تجھے تقدیم دے اللہ تعالیٰ نے نہ مانا مگر ابوبکر کا مقدم رکھنا۔ فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۸۶۔ میں نے اپنے رب سے تین

سوال کئے ان میں سے صرف دو قبول فرمائے گئے ایک تو یہ تھا کہ میری تمام امت کو قحط سے ہلاک نہ فرمائے یہ قبول ہوا ایک یہ تھا کہ انہیں غرق سے عذاب نہ فرمائے یہ بھی قبول ہوا۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ ان میں باہم جنگ و جدال نہ ہو قبول نہیں ہوا۔

(خزائن العرفان ص ۱۷۵ حاشیہ سورت انعام آیت نمبر ۶۵)

تنقیح نمبر ۶۔ آپ ﷺ کے شافع محشر ہونے کا بھی انکار لازم آتا ہے:

احادیث نبویہ میں متواتر روایات ہیں کہ آپ شافع محشر ہیں اگر تمام اختیارات کا مالک آپ کو ٹھہرایا جائے تو پھر شفاعت کی ضرورت ہی نہیں رہتی کیونکہ شفاعت کا معنی ہے۔ گزارش کرنا، درخواست کرنا، خدا تعالیٰ کے مختار کل ہونے پر سب متفق ہیں وہ کبھی کسی کے سامنے عرض و گزارش نہیں کرتا اگر تم سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل مانو گے تو گزارش و عرض سے انکار کرنے کی راہ نکلے گی جس سے صاف شفاعت کے عقیدے کا انکار نکلتا ہے۔

لفظ مختار کل کی تنقیح:

اگر مختار کل کا مطلب یہ ہے کہ ساری کائنات میں پسندیدہ و منتخب اور چنے ہوئے سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اس میں کسی مسلمان کو اختلاف نہیں اور اگر مختار کل کا معنی یہ ہے کہ تمام قسم کے اختیارات خدا نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیئے ہیں چاہے وہ تکوینی ہوں یا تشریعی ہوں تو یہ بات اسلام کے متصادم ہے۔

اور باقی اس بات میں بھی کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ:

۱۔ اگر آپ چاہیں تو ان طائف والوں کو ہلاک کر دیا جائے۔

۲۔ اگر آپ چاہیں تو ہم ان پہاڑ و کو سونا بنا کر آپ کے ساتھ کر دیں۔

۳۔ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ پر موت طاری نہیں کرتے بلکہ مزید آپ رہنا چاہیں دنیا میں تو بھی رہ لیں۔ (وغیرہا الا ما شا اللہ)

اس قسم کی کئی باتیں گنی وشمار کی جا سکتی ہیں مگر اسے مختار کل کا عقیدہ نہیں کہا جائے گا۔
اکابر امت کی تصریحات اس عقیدہ کے رد پر موجود ہیں جنہیں ملاحظہ فرمائیں۔
علامہ سبکیؒ لکھتے ہیں۔

والنبی صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الخلق باللہ تعالیٰ فلم یکن یسال ربہ تغیر حکم من الاحکام الشرعیہ ولا یفعل فیھا الا مایو مر بہ۔

(شفاء السقام ص ۱۷۷)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ تمام مخلوق سے زیادہ خدا کو پہچاننے والے تھے اسی وجہ سے آپ نے رب سے احکام شرعیہ میں سے کسی حکم کے بدلنے کا سوال نہیں کیا اور آپ احکام شرعیہ وہی کرتے تھے جس کا آپ کو حکم دیا گیا۔
ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔

النوع الثالث من التوسل ان یطلب منہ ذالک الامر المقصود بمعنی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قادر علی التسبب فیہ بسٔوالہ ربہ وشفاعتہ الیہ فیعود الی النوع الثانی فی المعنی: النوع الثانی التوسل بہ بمعنی طلب الدعا منہ۔ (شفاء السقام ص ۱۶۹)

ترجمہ: توسل کی تیسری قسم یہ ہے کہ نبی پاک ﷺ سے ہی کسی کام کو طلب کیا جائے مقصود یہ ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ سے سوال اور سفارش کریں گے اسی بنا پر آپ سبب ہوئے پس یہ تیسری قسم توسل کی درحقیقت دوسری قسم ہی بنتی ہے اور دوسری قسم یہ ہے کہ آپ ﷺ سے دعا کی گزارش کی جائے۔
علامہ سبکی لکھتے ہیں۔

ومن ھذا قول القائل للنبی صلی اللہ علیہ اسلم اسالک مرافقتک

فی الجنة قال اعنی علی نفسک بکثرة السجود والا ثارفی ذالک کثیرہ ایضاً ولا یقصد الناس بسؤالھم ذالک الاکون صلی اللہ علیہ وسلم سبباً وشافعاً ۔ (شفاء السقام ص۱۷۵،۱۷۴ باب نمبر ۸)

ترجمہ: زش توسل کی تیسری قسم کہ مثال یہ حدیث ہے کہ ایک صحابی نے نبی پاک ﷺ سے عرض کیا میں جنت میں آپکی رفاقت آپ سے مانگتا ہوں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کثرت سجود سے اپنی ذات کے لیے میری دعا کہ مدد کرنا اور آثار اس بارے میں بہت سارے ہیں اور لوگوں کا اس قسم کے سوال کا مقصد یہ ہوتا ہے آپ ﷺ سبب اور سفارش کرنے والے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

مذہب صحیح آ سنت کہ امر تشریع مفوض بہ پیغمبر نمی باشد زیرا کہ منصب رسالت ایلچی گری است نہ نیابت خدا و نہ شرکت در کارخانہ خدا آنچہ کہ خدا تعالیٰ حلال وحرام مرماید آنزا رسول تبلیغ می کند وبس از طرف اختیار ندارد۔

(تحفہ اثناء عشریہ ص۱۷۰ باب نمبر۴)

ترجمہ: صحیح مذہب یہ ہے کہ احکام شرعیہ پیغمبر کے سپرد نہیں ہوتے کیونکہ رسالت کا منصب پیغام پہنچانا ہے نہ کہ خدا کی نیابت اور اس کے کاموں میں شرکت پس جس کو خدا حلال وحرام فرماتا ہے اس کی رسول تبلیغ کرتے ہیں اور بس۔ اپنی طرف سے اختیار نہیں رکھتے۔

امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔

معجزہ رسول کا اختیاری فعل نہیں نہ رسول کو اسکے ظاہر کرنے یا نہ کرنے کا اختیار رہے۔

(مجربات غزالی ص۲۹۹)

شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ فرماتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیا سب کا یہ حال ہوا کہ انہوں نے بہت سی چیزیں چاہیں کہ ہو

جائیں لیکن نہ ہوئیں اور بہت سے ایسے کام جنہیں انہوں نے چاہا کہ وہ نہیں ہوں وہ ہو گئے۔

(مکتوبات دوصدی مکتوب نمبر۶۰: ۶۷)

شیخ عبدالواحد بلگرامی فرماتے ہیں۔

نوح علیہ السلام نے سینکڑوں برس تک اپنے بیٹے کے لیے کوشش کی اور اہتمام کلی کیا کہ کسی طرح وہ مسلمان ہو جائے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لئے بہتری کوشش کی کہ وہ بت پرستی سے باز رہے اور مسلمان ہو جائے مگر کچھ نہ ہوا......

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ السلام نے ابوطالب کے لئے کتنی کوشش فرمائی مگر مفید اور سودمند نہ ہوئی۔

(سبع سنابل فارسی ص ۹۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

معجزہ اللہ کا فعل ہے نہ کہ رسول کا کیونکہ قانون قدرت کو توڑنا انسانی اختیار سے باہر ہے۔

(تکمیل ایمان ص ۱۱۱)

شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔

یہ عالم قضاوقدر ہے جو انبیاء اور اولیاء کے لئے کمر شکن ہیں۔ بہت دفعہ جو مانگتے ہیں نہیں پاتے۔

(مکتوبات قدسیہ ص ۱۷۶ اردو)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اولیاء کرام معدوم کو موجود کرنے یا موجود کو معدوم کرنے کی قدرت نہیں رکھتے اس لئے پیدا کرنے معدوم کرنے رزق دینے اولاد دینے بلا دور کرنے اور مرض سے شفا دینے وغیرہ کی نسبت ان سے مدد طلب کرنا کفر ہے۔

قاضی سجاد حسین رحمتہ اللہ شفاء السقام کے ترجمہ زیارت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے

ترجمہ میں جو شاہ ابوالحسن زید فاروقی صاحب کے ہی حکم پر کیا گیا ہے وہ خود مقدمہ میں لکھتے ہیں عاجز (فاروقی صاحب) قاضی صاحب کے پاس گیا اور ان سے کہا بحول اللہ وقوتہ آپ اس کام کو سرانجام دیں اور پھر ترجمہ اس عاجز کے حوالے کریں تاکہ یہ مبارک رسالہ ذخراً للآخرۃ حضرت شاہ ابوالخیر اکاڈمی سے یہ عاجز طبع کرائے اور یہ بھی آپ سے کہا کہ آپ اس مبارک ترجمہ کا نام اصل نام کا نصف آخر زیارۃ خیر الانام رکھیں۔

(مقدمہ زیارت خیر الانام ص٦)

آگے لکھتے ہیں۔

حضرت قاضی سے کہہ دو زید تم
رب کعبہ خوب لکھی ہے کتاب

(مقدمہ زیارت خیر الانام ص١٦)

چونکہ رضا خانیوں کے ہاں یہ مسلم بزرگ ہیں اس لئے ان کی بات کی ہے۔

اب مقصد کی طرف آیئے۔

اس رسالہ میں ہے بیہقی کے دلائل النبوۃ میں مذکور ہے کہ عثمان ابی العاص نے کہا کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کے معاملہ میں یعنی قوت حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اس شیطان کا اثر ہے جس کو خنزب کہتے ہیں اے عثمان میرے قریب آجا میں قریب ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھ دیا جس کی ٹھنڈک میں نے کمر تک محسوس کی پھر فرمایا اے شیطان عثمان کے سینہ سے نکل جا (الخ)۔

یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

اب یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صورۃً طلب ہے ورنہ دراصل آنحضور کی حیثیت

سفارشی کی ہے اب اس کو خواہ توسل کہو یا تشفع کہو یا تجوہ یا توجہ سب کے یہی معنی ہیں۔

(زیارت خیر الانام ترجمہ شفاء السقام ص ۱۲۳ مکتبہ جمال کرم)

ایک بات قابل تشریح ہے کہ آج کل اہل بدعت حضرات کا یہی کہنا ہے کہ ڈپو تو حکومت سے لیتے ہیں اور باقی لوگ ڈپو سے لیتے ہیں اسی طرح انبیاء اولیاء خدا سے لیتے ہیں اور ہم ان سے لیتے ہیں۔ جیسے کوئی براہ راست حکومت سے لے تو حکومت ناراض ہوتی ہے کہ ہمارے ڈپو سے لو ہم سے کیوں لیتے ہو اسی طرح خدا سے مانگنے کی بجائے اولیا سے مانگو ورنہ خدا ناراض ہوگا۔

اس بات کی تفصیل کے لئے پیر نصیر الدین وہابی ہے؟ اور ''توحید اور شرک'' مفتی امین صاحب اور ''توحید اور شرک'' مولوی محمد راشد میں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اور اس کا تفصیلی جواب ہماری کتاب گلستان توحید میں ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ سبکی کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری سبب اور وسیلہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنے ہیں اور نکالنے والا خود اللہ جل مجدہ تھا۔ یعنی آپ نے جو فرمایا شیطان نکل جا بہ بطور سبب کے فرمایا یا خدا کے ہی حکم سے فرمایا تو نکالنے والا خدا کے علاوہ کسی اور کو نہ سمجھنا چاہئے۔

۳۔ کیا اولیاء دور و نزدیک سے سنتے ہیں؟

مفتی صاحب لکھتے ہیں اولیاء اللہ کے لئے دور و نزدیک یکساں ہیں جب ان کی نظر دور قریب کو یکساں دیکھ سکتی ہے تو اگر ان کے کان دور و نزدیک کی آواز سن لیں تو کیوں شرک ہوا؟

(جاء الحق ص ۱۹۱ یا رسول اللہ کہنا باب دوم)

ہم اس بارے میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے صرف اتنی بات کہتے ہیں۔

مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کو عبدالمجید خان سعیدی رحیم یار خانی نے اپنی مصدقہ بریلویت کتاب تنبیہات بجواب تحقیقات کے ص ۱۲۴ پر اپنا عالم کہا ہے۔

وہ لکھتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر اگر چہ از اجلہ اولیاء امت محمدیہ ہستند مناقب وفضائل شان لاتعد ولاتحصی اند لیکن چنیں قدرت شان کہ فریاد دارز امکنۂ بعیدہ بشوند وبفریاد رسند ثابت نیست واعتقاد اینکہ آنجناب ہر وقت حال مریدان خود میدانند وندائے شان می شنوند از عقائد شرک است۔ (مجموعۃ الفتاویٰ ہامش خلاصہ الفتاویٰ ج ۴ ص ۳۳۱)

یعنی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اگر چہ امت محمدیہ کے اکابر اولیاء میں سے ہیں اور ان کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں مگر یہ قدرت کہ فریاد کو دور سے سنتے ہیں اور فریاد رسی کرتے ہیں یہ ثابت نہیں اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ ہر وقت اپنے مریدوں کو جانتے ہیں اور ان کی ندا و پکار کو سنتے ہیں عقائد شرکیہ میں سے ہے۔ (او کما قال لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ)

تو مفتی صاحب کو مفتی عبدالمجید خان سعیدی نے ہی مشرک بنوادیا اور سنئے۔

پروفیسر مسعود لکھتے ہیں اپنے جد اعلیٰ کا فتویٰ نقل کرتے ہوئے۔

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاء للہ کہنا ممنوع ہے اور قائل کو توبہ کرنی اور تجدید نکاح چاہئے۔

(تذکرہ مظہر مسعود ص ۱۳۱)

اور تقریباً یہی بات حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ مجموعۃ الفتاویٰ میں بھی لکھی ہے۔

۴۔ کیا شیطان بھی ہر جگہ موجود ہے؟

ہمیں مفتی احمد یار نعیمی گجراتی پر حیرت بھی ہے اور اس کی آخرت کے برباد ہونے پر افسوس بھی ہے کیونکہ جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال بنایا وہی شیطان مردود کے لئے بھی مان لیا۔ دیکھئے مفتی صاحب لکھتے ہیں عالم میں حاضر وناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھے اور دور وقریب کی

آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرے۔ الخ

(جاء الحق ص ۱۳۸ حاضر و ناظر، مقدمہ)

مگر جب اپنے پیر و مرشد شیطان لعین کی تعریف لکھنے بیٹھے تو یہ بھی لکھ دیا کہ رب نے شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے اتنا وسیع علم دیا کہ دنیا کا کوئی شخص اس کی نگاہ سے غائب نہیں پھر اسے یہ بھی خبر ہے کہ کون گمراہ ہوسکتا ہے کون نہیں اور جو گمراہ ہوسکتا ہے وہ کس حیلہ سے۔ ایسے ہی وہ ہر دین کے ہر مسئلہ سے خبر دار ہے اس لئے ہر نیکی سے روکتا ہے اور ہر برائی کراتا ہے۔

(جاء الحق ص ۸۴، ۸۵ علم غیب باب اول فصل نمبر ۶)

اور تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۱۴۴ آیت نمبر ۲۶۸ سورہ بقرہ کے تحت لکھا ہے کہ ابلیس کی بیک وقت تمام جہان پر نظر ہے الخ۔

تو ہمارا ان اہل بدعت سے سوال ہے کہ یہی بات تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانتے تھے مگر ساتھ ابلیس کے لئے بھی تم نے یہ ماننا شروع کر دیا (العیاذ باللہ) ہماری خاموشی جناب فاضل بریلوی سے دیکھی نہ گئی اور وہ فرمانے لگے جو غیر مسلم کے لئے ہو مسلم کے لئے کمال نہیں۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ ۴ ص ۳۷۸ مشتاق بک کارنر)

تو ہم اپنے قارئین سے پوچھتے ہیں لو جی اب تو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تمہارے خود ساختہ کمال کا انکار تمہارے مفتی صاحب کے ہاتھوں سے ہوگیا یا نہیں؟ کیونکہ مفتی صاحب نے یہی بات شیطان کے لئے مان کر یہ بات سمجھا دی کہ اب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال نہیں رہا ہم یہیں تک پہنچے تھے کہ بریلویوں کے مناظر مولوی اللہ دتہ صاحب کہنے لگے۔

(سرکار کے) کمال کا انکار سرکار کو اذیت دینا ہے (ملخصا بھیڑ نما بھیڑیے ص ۱۴)

تو ہم سمجھ گئے کہ مفتی صاحب نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی ہے اور اذیت

دینے والے کے متعلق فیصلہ شرعی بھی مل سکتا ہے مگر ہم شریعت محمدیہ علی صاحبھا الف الف تحیۃ وسلام وبرکات کی بجائے مولوی احمد رضا کے دین سے فتویٰ دکھاتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دینے والا کافر ہے۔

(غازی ممتاز حسین قادری ص ۲۰۱ از مفتی حنیف قریشی)

۵۔ کیا نماز وغیرہ مجرا ہے؟

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

شاہی دربار میں جب کوئی وفد جاتا ہے تو دربار کے آداب سب بجالاتے ہیں مگر عرض ومعروض سب نہ کریں جو نمائندہ ہو گیا وہی کرے گا ایسے ہی باجماعت نمازی رب کی بارگاہ میں وفد کی شکل میں حاضر ہوتے ہیں تو تکبیر تسبیح تشہید وغیرہ سب پڑھیں کہ اس دربار کا سلامی مجرا ہے سب ادا کریں۔

(جاء الحق ج ۲ ص ۳۱ عدم قرأت خلف الامام، فصل اول)

کیا بریلوی حضرات بھی ان باتوں کو مجرا کہیں گے کیونکہ عرف عام میں مجرا تو نہایت ہی برے معنی میں استعمال ہوتا ہے مگر مفتی صاحب شاید ساری زندگی مجروں میں گزارتے رہے ہیں کہ وہ اعمال نماز کو بھی مجرا قرار دے رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

۶۔ علماء دیوبند کی صفائی

بریلوی حضرات بڑی شدومد سے کہتے ہیں کہ علماء دیوبند نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک کے منکر ہیں مگر ان کے گھر کے مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

یہ دیوبندی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ساری مخلوقات سے زیادہ حضور علیہ السلام کا علم ہے۔

(جاء الحق ص ٦٦ علم غیب باب اول فصل اول)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

مولوی قاسم صاحب نے حضور علیہ السلام میں اولین وآخرین کا علم جمع مانا ہے۔

(جاء الحق ص ۸۲ علم غیب باب اول فصل نمبر ۵)

ایک جگہ لکھتا ہے مولوی قاسم صاحب نے تحذیر الناس میں کمال ہی کر دیا کہ ساری مخلوقات سے حضور علیہ السلام کا علم زیادہ مانا۔

(جاء الحق ص ۱۳۳ علم غیب، باب دوم فصل ثالث)

اب رضا خانیوں سے پوچھا جائے کہ تم سچے ہو یا تمہارے آباء؟

وہ کہتے ہیں کہ دیوبندی بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مبارک ساری کائنات سے زیادہ مانتا ہے مگر آج کل کے رضا خانی جھوٹے الزامات لگاتے ہیں، اگر تم سچے ہو تو یہ رضا خانی مفتی صاحب جھوٹے ہونے کی وجہ سے کہاں پہنچے خود فیصلہ فرمالیجئے۔

۷۔ غیر اللہ کو رب کہنا:

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

دیکھو رب خدا کا بھی نام ہے اور قرآن کریم میں بندوں کو بھی رب فرماتا ہے۔

کما ربیانی صغیراً فارجع الیٰ ربک۔

اگر کوئی شخص کسی کو اپنا مربی یا رب کہے تو مشرک نہ ہوگا۔

(جاء الحق ص ۳۸۲ عبد النبی وغیرہ نام رکھنا باب دوم)

مفتی صاحب اگر تفاسیر کا مطالعہ فرماتے تو یہ بات نہ فرماتے کیونکہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ اہل علم حضرت یوسف علیہ السلام کے فرمان، لوٹ اپنے رب کی طرف، اور وہ میرا رب ہے اور اس کی مثل جیسے وہ یوسف علیہ السلام کے لئے سجدہ میں گر گئے اس کا جواز مخصوص ہے اسی زمانے کے ساتھ۔ (روح المعانی ج ا ص ۱۰۵)

تفسیر مظہری میں لکھا ہے۔

لایقال علی غیرہ تعالیٰ الامقیداً کرب الدار۔ (تفسیر مظہری ج ا ص ۲)

غیر خدا کے لئے رب کا لفظ استعمال نہ کیا جائے ہاں اگر کرنا ہو تو مقید کر کے جیسے رب الدار مولوی غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں غیر پر رب کا اطلاق کیا جائے تو پھر اس کی کسی چیز کی طرف اضافت کی جاتی ہے جیسے رب الدار۔ (تبیان القران ج ا ص ۱۶۹)

مولوی ڈاکٹر پروفیسر مسعود صاحب اپنے جداعلیٰ مولانا مسعود صاحب کے صاحبزادے مولانا عبدالرشید صاحب سے نقل کر کے لکھتے ہیں۔

واضح رہے کہ دربارہ رب یہ ہے کہ جو اسمائے صفات بعض ایسے ہیں کہ ان کا مفہوم عام مخلوق میں خاص خدا ہے اور موضوع بھی اس اسم کا خاص خدا ہے تو ایسے غیر اللہ کو نہیں بولنا چاہئے کیونکہ وہ اسم جب غیر اللہ کو بولا جائے گا تو مفہوماً وہ خدا مفہوم ہوگا اور یہ کفر ہے اور جہاں کفر عائد ہوتا ہے وہاں مجاز کو بھی دخل نہیں ہوتا۔ جیسے اسم رب کہ اس کا موضوع خاص خدا ہی مفہوم ہوگا کیونکہ قاعدہ ہے کہ کثرت سے جو معنی جس اسم و فعل کے ذہن میں ہوتے ہیں وہی معنی اس اسم و فعل کے بولنے سے مفہوم ہوتے ہیں۔ پس جب یہ ہے تو وہ اسم ''رب'' اس کے مسمی کو بولنا چاہئے نہ غیر کو غیر کو بولنے میں کفر کا احتمال ہوتا ہے۔ اور یہ مسئلہ ہے کہ جہاں کفر کا احتمال ہو وہ متروک ومقطوع سمجھ جائے۔ پھر آگے لکھتے ہیں۔

اسم رب بہ سکون با غیر کو نا جائز ہے اگر کوئی اپنے آپ کو رب کہلائے اور ساتھ ہی اس کے یہ تعلیم کرے کہ مجھ کو پوجو اور میری بھی تعظیم ظاہراً باطناً کرو یہ حرام ہے اور کفر ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں۔

یہاں رد ہوتا ہے اس شخص کا جو کہتا ہے کہ پیر کو رب مجازی کہنا جائز ہے۔

پھر آگے لکھتے ہیں۔

اگر کسی کو رب کہیں گے تو خدا مفہوم ہوگا اس لئے کہ عام خلق کے ذہن میں جو اس کے معنیٰ لغوی تربیت اور اصلاح کے ہیں مفہوم نہ ہوں گے بلکہ خدا مفہوم ہوگا۔

(تذکرہ مظہر مسعود ص ۸۶، ۸۷، ۸۸)

ہاں جی ذریت مفتی صاحب تو کیا تم اپنے پیر کو خدا منوانا چاہتے ہو سیدھے سادھے لوگوں سے؟ اور اتنی بات تو آپ کے گھر سے ثابت ہوگئی کہ کفر کا احتمال ہے تو آپ کیوں غریب لوگوں کی زندگی خراب کرنے پہ لگے ہوئے ہو؟

کچھ خدا کا خوف کیجئے اور اپنی آخرت کے بگڑنے سے ڈریئے اور احکم الحاکمین کے سامنے کھڑے ہونے کا تصور کر کے سوچئے کہ آپ لوگوں کا اگر اسی طرح معاملہ رہا تو کیا بنے گا؟

فسوف ترى اذ انكشف الغبار

افرس تحت رجلك ام حمار۔

انبیاء علیہم السلام اور خطاء

مفتی احمد یار نعیمی گجراتی صاحب لکھتے ہیں۔

انبیاء سے خطا ہو سکتی ہے۔ (ضمیمہ جاء الحق ص۴۴۰ عصمت انبیاء)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

ذنب سے نبوت سے پہلے کی خطائیں مراد ہیں۔ (ایضاً ص۴۴۱)

اس پہ دو طرح سے کلام ہو سکتا ہے۔

ا۔ یہ کہ مفتی صاحب انبیاء کرام علیہم السلام کو خطا کار کہہ رہے ہیں مگر شومئی قسمت بریلویت کہ جب فاضل بریلوی کی عزت وعظمت وناموس کے گن گاتے ہیں تو پھر اس سے انبیاء علیہم السلام کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں چنانچہ کئی بریلوی ملاؤں نے یہ لکھا ہے کہ فاضل بریلوی کی زبان قلم کا یہ حال دیکھا کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا۔ زبان وقلم نقطہ برابر خطاء کرے اس کو ناممکن فرما دیا۔ (احکام شریعت ص۳۰ ضیاء القرآن)

مگر مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی صاحب خود ہی اس قصے میں آگے بڑھے اور فرمانے لگے کہ غیر فصیح اور غلط لفظ بچپن میں بھی زبان مبارک پر نہ آیا جسم وجان قلب وزبان کے مالک رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ہر لغزش سے محفوظ رکھا۔

(سیرت اعلیٰ حضرت وکرامات ص۱۲۶)

اب مفتی صاحب سے کوئی پوچھتا کہ حضرت جی فاضل صاحب کے غلط لفظ بچپن ہی سے نزدیک نہ آیا اور لغزش سے بھی محفوظ مگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم

السلام سے خطا ہوسکتی ہے کیا محبت وعقیدت ہے کیا پیار ہے کیا انبیاء کی عزت وعظمت کا پاس ہے ایسے عشق ومحبت سے خدا ہر ایک کو محفوظ رکھے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مفتی صاحب جو یہ لکھ رہے ہیں کہ ذنب سے نبوت سے پہلے کی خطائیں مراد ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت شروع ہی ملنا نہیں مانتے بلکہ مفتی صاحب کا یہ جواب پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۴۰ سال سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہیں مانتے۔ مگر بریلوی پریشان نہ ہوں ہم اپنی طرف سے کوئی بات ہرگز نہیں کرنا چاہتے بلکہ ہم بریلوی اکابر سے ہی یہ قضیہ پوچھتے ہیں کہ جو اس نظریہ کا حامل ہو اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔

بریلوی ملت کے فخر بریلویوں کے استاد قاضی محمد عظیم صاحب نقشبندی لکھتے ہیں۔

چالیس سال سے قبل نبوت کا انکار ارھاص کا انکار ہے۔ (توضیحات ص ۲۹۴)

مفتی عبدالمجید خان سعیدی صاحب لکھتے ہیں اس قسم کا قول لکھنے والے کے متعلق کہ وہ جاہل نہیں ہے تو گمراہ ہے گمراہ نہیں ہے تو جاہل ہے۔

(فتاویٰ فیض الرسول ج ۱ ص ۱۳، ۱۴ طبع لاہور)

(مصلحانہ کاوش ص ۷۰)

عالم اجسام میں چالیس سال تک بالقوہ نبی (بمعنی مصطلح) ہونے کا نظریہ اور عقیدہ اپنا لیا جو کہ منصب نبوت کے سلب و زوال کے اعتقاد کو مستلزم ہے کیونکہ چالیس سال تک بالقوہ نبی ہونے کا معنی یہ ہے کہ اس عرصہ میں حقیقتاً منصب نبوت پر فائز تو نہیں تھے البتہ نبوت حاصل ہونے کا امکان تھا۔ (تصریحات بجواب تحقیقات ص ۸ ج ۱)

اب بتائیے کہ مفتی صاحب اکابر بریلویہ کے مطابق ۴۰ سال قبل نبی نہ ماننے کیوجہ جاہل وگمراہ، سلب نبوت کے قائل وغیرہا کئی اعزازات ملتے ہیں۔

تو یہ سب جاء الحق کی مہربانی ہے یا تو اس کتاب کو زمین میں دفن کیا جائے یا پھر اس قضیہ کو حل کیا جائے کہ مفتی صاحب اس نظریے کی بنیاد پر مسلمان رہے یا اسلام سے خارج تصور کیے جائیں۔

کیا انبیاء علیہم السلام کو علم غیب ہے؟

ہم اس عنوان پر پہلے بھی بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور آئندہ بھی بفضل اللہ لکھیں گے خدائے ذوالجلال نے اپنے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بہت سے غیوب پر مطلع کیا مگر علم غیب نہیں کیونکہ علم غیب اس علم کو کہا جاتا ہے کہ جس کے بعد کائنات کی ہر شے ہر ہر ذرہ، ہر ہر بات ازل تا ابد، ہر وقت ہر شے کا علم تفصیلی غیر متناہی محیط ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ مخلوق کی شان نہیں اس لئے علم غیب نہیں کہیں گے۔

مگر ہمیں تو یہاں یہ بتانا ہے کہ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی صاحب اپنے اقوام سے کیسے اپنے ماننے والوں کے ہاتھوں پھنسے ہیں۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کو رب تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(جاء الحق ص ۴۳ بحث مقدمہ علم غیب فصل نمبر ۲)

یعنی خدا نے بعض باتوں کا علم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیا۔

جبکہ ہندوستانی عالم مولوی ظہیر الدین قادری برکاتی لکھتے ہیں۔

اگر کسی بھی نبی علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ قائم کرلیا جائے کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں تو ایسا فاسد و باطل عقیدہ اس امر کو مستلزم ہوگا کہ اس نبی کا عقیدہ توحید ناقص ہے چہ جائیکہ افضل الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ کے متعلق یہ کفری عقیدہ ہو کر عالم ماکان و ما یکون کو فلاں چیز کا علم نہیں۔ (تحفظ عقائد اہلسنت ص ۸۴۹، ۸۵۰)

تو بریلوی مسلک کے مطابق مفتی صاحب کا عقیدہ کفریہ ہے تو جاء الحق کفری عقیدے پر مشتمل ہے مولوی محمد عمر اچھری لکھتے ہیں۔

آپ کے علم غیب کلی کی صحیح حدیثیں نبی ﷺ سے ثابت ہیں تو ان سے انکار کرنا اور تاویلات فاسدہ کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا یہ ایمان سے خارج ہونا ہے۔ (مقیاس حنفیت ص ۳۷۹)

اب دیکھئے مفتی صاحب نے بعض علم غیب کا انکار کر دیا تو مفتی صاحب کو عمر اچھری صاحب نے کہا یہ ایمان سے خارج ہو گئے۔ ہم تو رضا خانی حضرات کو کب سے کہہ رہے ہیں کہ "جاء الحق" سے آدمی ایمان سے بھی خارج ہو جائے گا مگر وہ ماننے کیلئے تیار نہیں اصل وجہ یہ ہے کہ یہ جاء الحق نام نہاد ہے اصلی اور حقیقۃً نہیں ہے۔

جاء الحق اور صرف درود شریف

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ ونور عرشہ سیدنا مولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتہ وھوارحم الراحمین. (جاء الحق ص ۴۶۷ ج ۱)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ الخ (جاء الحق ج ۲ ص ۲۷۸)

مفتی صاحب نے صرف درود لکھا ہے اور سلام کو ساتھ نہیں ملایا۔ تو یہ بات ان کے بیٹے کو پسند نہ آئی اور وہ کہنے لگے اور سلام کے بغیر درود شریف پڑھنا حکم قرآنی کے خلاف ہے اس لئے مکروہ تحریمی ہے اور ہر مکروہ تحریمی گناہ کبیرہ ہوتا ہے۔

(تنقیدات علی مطبوعات ص ۲۱۰)

تو معلوم ہو گیا جس کو بریلوی حق وصداقت والی کتاب سمجھتے ہیں وہ کہیں تو کافر بنائے گی اور اگر کہیں کافر نہ بنائے تو کبیرہ گناہ کا مرتکب تو ضرور ٹھہرائے گی اس لئے اس کو جلد از جلد دفن فرمادیں۔

بحث البدعة

ہم جاءالحق میں کی گئی تعریف کی طرف بعد میں آتے ہیں پہلے تھوڑی سی تمہیدی گفتگو عرض خدمت ہے بدعت صرف نئے کام شروع کرنے ہی کو نہیں کہتے بلکہ عہد صحابہ کرام کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوجائے گا کہ کسی کام کی کیفیت بدل دینا بھی بدعت کے زمرے میں آتا ہے۔

ہماری اس دلیل پر بشرط فہم غور وفکر کریں۔

چاشت کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کئی صحابہ کرام سے پڑھنا منقول ہے مگر اس کی اجتماعی حیثیت اس وقت نہ تھی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے لوگوں میں مسجد میں چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا یہ بدعت ہے جیسا کہ صحیح مسلم شریف ج ا ص ۴۰۹ پر روایت موجود ہے۔

اب یہی نماز خود آنحضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت اور صحابہ کرام سے بھی مگر لوگ اجتماعی صورت اختیار کر گئے تو صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اسے بدعت مذمومہ قرار دیا۔

معلوم یہ ہوا کہ دین کی جن کو سمجھ تھی ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ بدعت ہے یعنی کسی بھی شرعی کام کو جو انفرادی حیثیت کا تھا اسے اجتماعی شکل دے دینا بھی بدعت کہلائے گا چاہے وہ کام اصل کے اعتبار سے شرعاً ثابت ہی کیوں نہ ہو۔

میں اس پر ایک مثال عرض کروں ایک آدمی اگر ظہر سے پہلے چار رکعات کو پڑھتا ہے مگر ایک ان وہ مولوی صاحب سے کہنے لگا کہ آپ مجھے یہ چار سنت جماعت سے پڑھنے دیں مگر مولوی صاحب نہ مانیں گے اور یہی کہیں گے یہ بدعت ہے ناجائز ہے۔

سنت تو جاری رہیں گی، ہوگیں بھی سنت، پڑھی بھی پہلے جائیں گی۔ قرأت بھی سب میں ہوگی مگر اجازت آپ نہیں دے سکتے کیونکہ یہ خاص کیفیت شرعی نہیں بلکہ بدعت ہے اور ناجائز ہے۔ اسی طرح نسائی شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابو مالک اشجعی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے بھی قنوت نہیں پڑھی۔ ابوبکرؓ کے پیچھے بھی پڑھی انہوں نے بھی نہیں پڑھی۔ عمرؓ کے پیچھے بھی پڑھی انہوں نے بھی قنوت نہیں پڑھی اسی طرح عثمان وعلیؓ کے متعلق فرمانے کے بعد فرمایا بیٹا یہ بدعت ہے۔

(نسائی ج ۱ ص ۱۶۴)

اس کا حاشیہ وحی احمد محدث سورتی صاحب کا ہے تو بین السطور میں لکھا ہے المواظبۃ علیھا۔ کہ اس قنوت کو ہمیشہ ہی فجر کی نماز میں پڑھتے رہنا بدعت ہے۔

تو دیکھئے یہ قنوت نبی پاک علیہ السلام سے ثابت بھی ہے مگر کسی نے اس پر مواظبت اختیار کر لی تو یہ بدعت بن گیا۔

ان باتوں سے آدمی کو سنت کی اہمیت اور بدعت کی حقیقت سمجھ آتی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بدعت سے کتنی نفرت فرماتے تھے اور سنت سے کتنا پیار کرتے تھے۔

ایک اور روایت دیکھیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک جماعت کو جو مسجد میں بلند آواز سے لا الہ الا اللہ اور درود شریف پڑھ رہے تھے اور ان سے فرمایا میں تمہیں بدعتی سمجھتا ہوں۔

(شامی ج ۲ ص ۳۵۰)

حالانکہ ذکر کے فضائل بھی موجود ہیں اور درود شریف پڑھنے کے فضائل ومناقب بھی مشہور ومعروف ہیں مگر سنت کے محافظ اور شریعت کے چوکیدار حضرات نے اس خاص کیفیت کو اور ہیئت اجتماعیہ کو نہ صرف بدعت سمجھا بلکہ ڈانٹا بھی اور مسجد سے بھی ان کو نکال دیا۔

ان روایات سے معلوم ہو گیا کہ بدعت صرف نئے کام کو ہی نہیں کہتے بلکہ اگر کسی دینی کام کی ہیت و کیفیت میں تبدیلی کر دی جائے تو شریعت اس کو بھی مذموم سمجھتی ہے اور اس کو بھی مذموم سمجھنا چاہئے۔

مگر ہوا یہ کہ ہندوستان میں ہندوؤں کے اختلاط سے مسلمان جہلا بھی رسوم و رواج پر جری ہو گئے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ممالک عربیہ میں حرمین اور غیر عربی ممالک کے کسی دوسرے شہر میں (ہندوستان کے سواء) ان امور (بدعات) کا کوئی رواج نہیں اس سے ثابت ہوتا ہے عین ممکن یہ ہے بلکہ یقین واثق ہے کہ ہندوستان کے ہندوؤں کے دیگر رسوم انجام دینی کی طرح ہندی مسلمانوں نے اس رسم کی بھی پیروی کی۔ جیسے ہندو دیوالی کے تہوار پر اپنے گھروں کی دیواروں اور طاقوں میں دیئے جلاتے ہیں اور ہندوستان کے ہندوؤں میں کفر کی وجہ سے بدعتی امور بکثرت رائج ہیں چونکہ مسلمانوں کے ہندوؤں سے بڑے اختلاط رہے۔ ہندوؤں نے اپنی عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کی شادیاں کیں اسی اختلاط عام اور رہن سہن کے طریقہ اختیار کرنے کے سبب مسلمانوں نے بھی روشنی کرنے کی رسم ڈال لی ہے۔

(مومن کے ماہ و سال ص ۱۹۷، ۱۹۸ دارالاشاعت کراچی)

جاہل مسلمانوں میں رسم و رواج عام تھے فاضل بریلوی بہت بڑے چالاک اور مکار تھے انہوں نے اس بات کو بھانپ کر اپنے مسلک کی بنیاد ہی مختلف عقائد اور ان رسوم و رواج پر ڈالی جو عوام میں رائج تھے وہی جہلا ان میں آ گئے تو یہ بغلیں بھی بجانے لگے مگر تھے سب بھولی بھیڑیں نہایت ہی بے وقوف۔ یونہی بریلویت کی گاڑی چلنے لگی اور پھر ان رسوم و رواج اور بدعات کو دلائل بدعت کی فیکٹری، منظر الاسلام سے مہیا ہونے لگے۔ اب ان

بدعات ورسومات کے ہندوستان میں پھیلنے کیوجہ جو ہے وہ ہم نے عرض کردی ہے۔اب ہم چند باتیں بدعات پراورعرض کرتے ہیں۔

ا۔ بدعت کاتعلق دین سے ہے دنیاوی مسائل سے نہیں ہے۔اگر دنیاوی کاموں میں کوئی نیا کام ہوجائے تواسے بدعت وممنوع نہیں کیاجائے گا۔

کیونکہ ممنوعات و بدعات دین میں ہوتی ہیں مثلاً اللہ کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا جو ہمارے دین میں چیز پیدا کرے جواس میں نہ ہووہ مردود ہےتو بات دین کی فرمائی ہے دنیاوی چیزوں اور کاموں کے متعلق ارشادنہیں فرمایا۔

اگرکوئی ۱۴ اگست وغیرہ کرتا ہےتو یہ بدعت نہ ہوگااگرکوئی ۶ ستمبر کا جشن مناتا ہےتو نہ یہ دینی ہےاس کوکوئی بھی شرعی نہیں سمجھتا۔ہاں اسراف وفضول خرچی ممنوع ہے۔

اورفاضل بریلوی بھی لکھتے ہیں۔

رہااس کا(حقہ)بدعت ہونایہ کچھ باعث ضررنہیں کہ یہ بدعت کھانے پینے میں ہے نہ امور دین میں تواس کی حرمت ثابت کرناایک دشوارکام ہے جس کا کوئی معین ویاورملتانظرنہیں آتا۔

(احکام شریعت ص ۲۶۵ حصہ سوم مسئلہ نمبر ۲۷)

معلوم ہوا کہ بدعت وممنوع کافتویٰ دینی کام سمجھ کر جو کیا جارہا ہےاس پر لگے گا۔

باقی مفتی صاحب کااس حدیث کے جواب میں یہ کہنا کہ ''دینی کام کی قیدلگانامحض اپنی طرف سے ہےاحادیث صحیحہ اوراقوال علماءاورمحدثین کے خلاف ہے۔

(جاءالحق مسئلہ بدعت باب نمبر دوم ص ۲۲۳ جواب اعتراف نمبر ۱)

من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھورد۔

جوشخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی رائے نکالے جوکہ دین سے نہیں ہےتو رہ مردود ہے۔ (جاءالحق ص ۲۱۷ بدعت کامعنی واقسام باب اول)

تو ذریت مفتی صاحب بتائے اگر دین کی قید اپنی طرف سے ہم نے لگائی ہے تو پھر یہ ترجمہ مفتی صاحب نے کیوں کیا؟

دوسری بات یہ بھی یاد رکھنی ہے کہ بدعت مسائل تک رہے گی وسائل میں نہیں ہوگی۔ مثلاً علم تک پہنچنے کا وسیلہ مدرسہ ہے، کمرہ ہے تو یہ بدعت نہ کہلائے گا۔ قرآن پڑھنے تک پہنچنے کا وسیلہ نورانی قاعدہ ہے اس لئے اس کو بدعت نہ کہا جائے گا۔ دیگر علوم فلسفہ و منطق وغیرہ وسائل بھی بدعات کے زمرے میں نہیں آئیں گے بلکہ مسائل بدعات کے زمرے میں آئیں گے۔

اور تیسری بات یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ہمیشہ یہ حکم بدعت کا ان مسائل میں لاگو کیا جائے گا جن کو ثواب سمجھ کر شروع کیا گیا۔ ورنہ جو چیز بطور علاج ہو اس کو بدعت کے زمرے میں نہ لایا جائے گا مثلاً ایک جلوس میلاد شریف کا بریلوی نکالتے ہیں وہ ثواب سمجھتے ہیں تو یہ دین میں اضافہ بطور ثواب ہے لہٰذا بدعت ہے۔

مگر جلوس احرار اسلام والے چناب نگر میں نکالتے ہیں وہ بدعت نہیں، کیونکہ یہ ثواب نہیں ہے بلکہ علاج ہے کیونکہ سارے سال میں مرزائیت کی طرف سے سختی کی وجہ سے جلوس وغیرہ کام نہیں کئے جا سکتے اس ۱۲ ربیع الاول کو عمومی چھٹی کی وجہ سے ہمارے اکابر کو موقع مل گیا کہ وہ جا کر قادیانیوں کو دعوت اسلام دیں آئیں اور رہ جاتے بھی دعوت کی خاطر ہیں۔ یا ایک جلوس میلاد ہے اور ایک طرف ۲۲ جمادی الثانی کو یوم صدیق اکبر رضی اللہ کے موقع پر احتجاجی جلوس ہے وہ بدعت ہے اور یہ نہیں کیونکہ وہ بطور ثواب ہے اور یہ شیعت کا زور توڑنے کے لئے ہے اور شیعت کا اثر و رسوخ کتنا ہے اس سے ہر شخص باخبر ہے۔

اس پر دلیل یہ بھی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دین میں نئے کام کو شروع فرمانے کو بدعت فرمایا ہے۔ دین میں کوئی کام نیا نکالنا تو بدعت ہوگا مگر دین کی حفاظت کی

خاطر کوئی کام کیا جائے تو وہ بدعت کے زمرہ میں نہ ہوگا۔ جیسے ایک حکیم نے مریض کو بتایا کہ ہرڑ، آملہ، اور بہیڑہ جس کو ترپھلہ کہتے ہیں ہاون دستے میں کوٹ لو صاف کر کے روزانہ ایک چمچ نہار منہ استعمال کرو۔ اس نے تینوں دوائیں لے کر صاف کر کے گرینڈر سے پیس لیں اور ایک چمچ کے کیپسول بھر کے دیکھے وہ چار یا پانچ بنے اس نے کیپسول کھانے شروع کر دیئے تو یہ احداث فی النسخہ نہیں بلکہ احداث للنسخہ ہے اسی طرح ہمارے نئے کام دین کی حفاظت کے لئے ہیں اور بریلویوں رضا خانیوں کا دین میں ثواب کی خاطر اضافہ ہے۔

جیسے جہاد کے لئے توپ اور ٹینک کو استعمال کرنا اگر چہ یہ چیزیں حفاظت دین کے لئے ہیں پہلے دور میں استعمال نہ ہوتی تھیں مگر آج حفاظت کے لئے یہ چیزیں استعمال کرنا درست ہیں۔ تو یہ چند باتیں مفید رہیں گی اس لئے میں نے عرض کر دی ہے۔

اب آیئے جاء الحق کی طرف۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

بدعت سیئہ وہ ہے جو کہ کسی سنت کے خلاف ہو یا سنت کو مٹانے والی ہو۔

آگے لکھتے ہیں بری بدعت وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو۔

آگے لکھتے ہیں۔

اس حدیث اور اس کی شرح سے یہ معلوم ہوا کہ بدعت سیئہ یعنی بری بدعت وہ ہے کہ جس سے سنت مٹ جاوے۔

آگے لکھتے ہیں جو بدعت اسلام کے خلاف یا کسی سنت کو مٹانے والی ہو وہ سیئہ۔

(جاء الحق بدعت کے معنی و اقسام ص ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸ باب اوّل)

یعنی بدعت سیئہ وہ ہے جو سنت کو مٹانے والی ہو یا سنت کے خلاف ہو۔

ہم اس پر تبصرہ بجائے خود کرنے کے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے پیش کرتے ہیں۔

وہ لکھتے ہیں۔

باید دانست کہ بعضے از بدعتہا کہ علماء مشائخ آنرا دانستہ اند چوں نیک ملاحظہ نمودہ می آید معلوم می شود کہ رافع سنت اند مثلاً در تکفین میت عمامہ را بدعت حسنہ گفتہ اند باآنکہ ہمیں بدعت رافع سنک چہ زیادتی بر عدد مسنون کہ سہ ثوب باشد نسخ است ونسخ عین رفع۔

(منتخبات از مکتوبات امام ربانی ص ۱۰۱ مکتوب نمبر ۱۸۶)

جاننا چاہئے کہ بعض بدعتوں کو علماء و مشائخ حسنہ کہتے ہیں اگر بغور ملاحظہ کیا جائے تو معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ رافع سنت (سنت کو مٹانے والی) ہے مثلاً کفن دینے میں عماہ کا اضافہ کرنا بدعت حسنہ کہا جاتا ہے تو یہ بھی سنت کفن کو مٹانے والی ہے کیونکہ سنت کفن میں یہ ہے کہ تین کپڑے ہوں اور یہ منسوخ کرنے والی بدعت ہے۔ منسوخ اور رفع کرنا ایک ہی بات ہے۔

اس طرح دیکھئے۔

جنازہ کے بعد وہیں اجتماعی دعا کرنا، اذان سے قبل صلوۃ وسلام پڑھنا، نماز کے بعد ذکر بالجہر کرنا، وغیرہا من البدعات بھی ایسی ہی ہیں جب ان اصل اعمال پر یہ زیادتی کردی گئی تو عمل مسنون، تو ختم ہوگیا کیونکہ عمل مسنون تو صرف جنازہ تھا، اذان تھی وغیرہا تو جب ان پر اضافہ ہوگیا تو سنت کے خلاف ہوگیا اور سنت اس موقع کی اٹھالی گئی یا یوں سمجھئے کہ نبی پاک علیہ السلام کے طریقہ مبارکہ میں اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام نہ تھا آپ کے طریقہ مبارکہ میں جنازہ کے بعد مروجہ دعا نہ تھی دیکھئے تفصیل کے لئے روضۃ القیومیہ ج ا ص ۴۴۹

تو اب ان جگہوں پر یہ کام شروع کر کے آپ کی سنت کو بدلا گیا اصل میں یہ کام نہ کرنا سنت تھا اب کیا جارہا ہے ان کاموں نے سنت بدل دی گئی۔ تو یہ بدعت سیہ ہی ہوئے

مفتی صاحب کے چند دلائل کا جائزہ

۱. من سن فی الاسلام سنۃ حسنۃ الخ . (مشکوۃ شریف باب العلم)

جو کوئی اسلام میں اچھا طریقہ جاری کرے اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس کا بھی جو اس پر عمل کریں گے۔ الخ (جاء الحق بدعت کے معنی و اقسام ص ۱۲۷ باب اول)

الجواب

پہلی بات تو یہ کہ اس پوری روایت کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قوم آئی تھی جو نہایت غریب تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے ساتھ تعاون کی ترغیب دی اور اس ترغیب میں آپ نے یہ بات ارشاد فرمائی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ترغیب یہ تھی کہ جو پہل دے گا اسے اس کار خیر کے شروع کرنے کی وجہ سے اپنا اور بعد میں دینے والوں کا بھی اجر ملے گا۔

اور اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو عام یہ حکم دیا گیا ہے کہ جو اچھا کام شروع کرنا چاہیں کر لیں تو پھر میرا سوال یہ ہے کہ اگر مسلمان جنازے کے بعد صفوں میں یا کھڑے ہو کر دعا مانگنے کو اچھا سمجھ لیں تو آپ نے کیوں اسے منع قرار دیا کہ کھڑے ہو کر تو ہم بھی منع کرتے ہیں؟

اگر کوئی طبقہ اذان کے درمیان میں صلوۃ وسلام کو پسند کرے تو کیا یہ جائز ہو جائے گا؟

کیا کوئی طبقہ اذان کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ختم کرے تو کیا یہ جائز ہو جائے گا؟

کیا کوئی طبقہ ظہر کی اذان میں الصلوۃ خیر النوم کا اضافہ کرے کہ سوئے ہوئے لوگ جاگ جائیں تو کیا یہ جائز ہے؟

دعوت اسلامی نے ٹی وی چینل چلایا اور وہ اسے کار خیر کہتے ہیں تو بریلوی حضرات نے مخالفت کیوں کی؟

انہوں نے سبز پگڑی کو سنت و شعار بنایا اور اسے کار خیر بتایا تو بریلویوں نے مخالفت کیوں کی۔ انہوں نے اپنے الیاس عطاری کو امیر اہلسنت کہنے کا رواج دیا اور اپنے زعم میں

اسے کار خیر سمجھا تو ابوداؤد صادق نے کیوں مکتوب بنام ابوالبلال میں اس پر رد کیا۔

ہم اس طرح کی کئی بدعات و رسومات پر نقد و تبصرہ عرض کر سکتے ہیں۔

آپ بھی ان کاموں پر حرف طعن بولیں گے مگر یہ خیال رکھیں کہ کہیں حدیث کی مخالفت تو نہیں ہو رہی؟ پس جو جواب تمہارا وہی ہمارا تصور فرمالیں۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

روی عن ابن مسعود ماراہ المومسنون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ (جاء الحق ص ۲۱۹)

حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

الجواب

مفتی صاحب اگر پوری روایت لکھ دیتے جو اس ٹکڑے کے بعد بھی ہے کہ فماراہ المومنون قبیحا فھو عند اللہ قبیح۔ جس کو مسلمان برا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی برا ہے۔ تو لوگ سمجھ لیتے کہ اگر یہ چند لوگ اچھا سمجھتے ہیں تو یہ مسلمان اہل السنۃ دیوبندان بدعات کو برا سمجھتے ہیں تو پھر یہ حدیث آدھی ہمارے بھی موافق ہوئی تو پھر آپ کو اس کے صحیح معنی کی طرف آنا پڑتا

تو علامہ ابراہیم بن محمد حلبی صاحب ملتقی الابحر لکھتے ہیں۔

فیکون المراد الصحابۃ فقط (الرھص والوقص لمستحل الرقص ص ۶۳)

کہ مسلمان کے لفظ سے مراد صحابہ کرام ہیں۔

آگے لکھتے ہیں۔

فیر وادا اھل الاجتھاد و العلماء العالمون فی کل زمان فھم الکا ملون فی صفۃ الاسلام۔ (ایضاً ۶۴)

یا مراد اس سے مجتہدین ہیں اور ہر زمانہ با عمل علماء یہی لوگ صفت اسلام میں کامل ہیں۔ تو یہ لوگ سنتوں کی پابندی کریں والے ہی ہو سکتے ہیں نہ کہ اہل بدعت ہم حیران ہیں

کہ اہل بدعت کو کیا ہو گیا ہے؟ کیونکہ یہ لوگ تو بدعات کو رواج دینے والے ہیں نہ کہ اسلام کو پھیلانے والے ہیں۔

ادھر مفتی صاحب حدیث کا معنی ایسے کر دیا کہ ہر جاہل مسلمان کو سند دے دی کہ جس کو تم اچھا سمجھ گئے وہ ٹھیک ہے اور دوسری طرف جب ان کے عقائد و نظریات اور مسائل پر گفتگو ہوتی ہے اور ہم گرفت کرتے ہیں تو یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ ہمارے جہلاء ہیں ان کی بات حجت نہیں آخر یہ تضاد کیوں ہے؟

باقی مفتی صاحب کا یہ لکھنا کہ لاتجتمع امتی علی الضلالۃ کہ میری امت گمراہی پر متفق نہ ہوگی بھی بدعات کو سہارا دینے میں مفید نہیں کیونکہ اہل علماء حضرات نے اس کا معنی و مطلب یہ لکھا ہے۔

فان المراد به اهل الاجماع، علی ان هذا یصح ان یراد به جمیع الامة۔

(الرهص والوقص لمستحل الرقص ص ۶۴)

کہ اس سے مراد اہل اجماع ہیں (نہ کہ رضا خانی للّو پنجو)

اور یہ بھی ٹھیک ہے کہ اس سے مراد ساری اُمت ہو۔

یعنی ساری اُمت گمراہی پر اکٹھی نہ ہوگی۔ تو کل امت یہ رضا خانی بھیڑیں تو نہیں ہیں، بلکہ یہ تو آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ ہم یہاں کیفیت نہیں بلکہ کمیت بتا رہے ہیں مفتی صاحب کی بدعت پرستی کی انتہا دیکھئے کہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بدعت بنا دیا لکھتے ہیں۔ روزہ افطار کے وقت زبان سے دعا کرنا اللّٰھم لک صمت الخ اور سحری کے وقت دعا مانگنا کہ اللّٰھم بالصوم لک غدا نویت بدعت۔

(جاء الحق ص ۲۲۱ بحث البدعہ باب الاوّل)

حالانکہ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا باب القول عند الافطار۔ کہ افطار کے وقت یہ دعا کہنے کے متعلق باب ہے اور آگے روایت لائے ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افطر قال اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت۔

(ابوداؤد ج ا ص ۳۲۱،۳۲۲)

کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب روزافطار کرتے تو یہ کہتے اللھم لک صمت الخ تو آپ علیہ السلام نے زبان سے پڑھی تھی تو صحابہ نے سن کر یاد فرمائی اور امت کو بتائی مگر مفتی صاحب کی جہالت دیکھئے اس کو بھی بدعت قرار دے رہے ہیں اور سحری کے وقت کی جو دعا آپ کے مفتی صاحب نے لکھی ہے وہ بحمد اللہ کوئی بھی نہیں پڑھتا۔

لگے ہاتھوں مفتی صاحب کی فقہ واصول فقہ سے جہالت بھی عرض کرتے جائیں قرآن وسنت سے ان کا جاہل ہونا تو پیچھے مبرھن ہو چکا ہے۔

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

المثبت اولی من النافی نورالانوار بحث تعارض میں ہے۔

(جاءالحق ۶۵ مسئلہ علم غیب باب اول فصل اول)

حالانکہ نورالانوار میں اس عنوان کی تشریح وتفصیل میں ہے۔

لما وقع الاختلاف بین الکرخی وابن ابان ووقع الاختلاف فی عمل اصحابنا ایضاً ففی بعض المواضع یعملون بالمثبت وفی بعضها بالنافی.

(نورالانوار ص ۱۹۸ مبحث التعارض)

جب کرخی اور ابن ابان میں اختلاف واقع ہوا اور ہمارے اصحاب حنفیہ میں بھی اختلاف ہوا تو پھر ہمارے احناف بعض جگہوں میں المثبت اولی من النافی پر عمل کرتے ہیں اور بعض جگہوں میں النافی اولی من المثبت پر عمل کرتے ہیں۔

حسامی میں ہے۔

اختلف عمل اصحابنا المتقدمین فی ذلک.

اس کی شرح نامی میں ہے۔

اختلف عمل اصحابنا المتقدمین کالائمة الثلاثة فی ذلک حیث اخذوا بالمثبت فی بعض المواضع و فی بعضها بالنافی. (حسامی مع شرح النامی ص ۱۶۱،۱۶۲)

ہمارے متقدمین احناف جیسے ائمہ ثلاثہ یعنی امام اعظم، امام ابو یوسف، امام محمد رحمھم اللہ کا عمل مختلف رہا ہے کبھی وہ اس اصول پر عمل کرتے تھے کہ مثبت نافی سے اولیٰ ہے اور کبھی وہ اس اصول پر عمل کرتے تھے نافی مثبت سے اولیٰ ہے۔

مگر مفتی صاحب از مفت کا تفقہ بھی دیکھ لیجئے اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لئے کیا تاثر دے رہے ہیں کہ ہمارے احناف کا صرف یہ نظریہ ہے حالانکہ بات اس سے مختلف ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں۔

مفتی صاحب کا چیلنج اور اس کا جواب

مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

اب بھی اپنے رب کے بھروسے پر کہتے ہیں کہ دنیا کا کوئی دیو بندی، کوئی غیر مقلد اور کوئی شرک و بدعت کی رٹ لگانے والا ان چار چیزوں (بدعت، شرک، دین، عبادت) کی تعریف ایسی نہیں کر سکتا جس سے اس کا مذہب بچ جاوے۔

(جاء الحق ص ۲۳۴ باب دوم بدعت کی تعریف پر اعتراض)

لو جی ذریت مفتی صاحب میں تعریف کرنے لگا ہوں جو میرے بزرگوں نے مختلف جگہ اپنی کتب میں لکھی ہے اگر کسی رضا خانی حتیٰ النطف التی لم تخلق کو بھی (اعلان عام ہے) کو جرأت ہو تو ہماری تعریف سے ہمارے مسلک کا رد کریں۔ اور ایک اعلان عام ہمارا بھی ہے رضا خانی بدعت کی تعریف کریں میں اللہ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ اس سے ان کا مسلک نہیں بچ سکتا۔

ایک تعریف میں نے پہلے نقل کر کے اس کا رد پیش کر دیا اور ایک تعریف آگے بھی نقل کر کے رد عرض کر دوں گا۔

اب آیئے تعریف بدعت کی طرف ہمارے ہاں بدعت اصطلاح شرح میں ہر اس نئے کام کو کہا جاتا ہے جس کو دین سمجھ کر کیا جائے اور باوجود تقاضے کے قرون ثلاثہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں نہ پایا گیا ہو۔

شاید تقاضے کے لفظ پر کسی کو سمجھنے میں تکلیف ہو تو میں عرض کر دیتا ہوں۔ آج کل ثواب کمانے کا جو پروگرام بنا کر تمام بدعات کو جنم دیا جاتا ہے حالانکہ یہ اجر و ثواب کا تقاضا اور داعیہ اس وقت بھی تھا کہ ثواب کمایا جائے مگر ان بہترین افراد امت نے یہ کام نہ کئے تو آج یہ سب کچھ رسم و رواج جو دین کے نام پر کیا جانے لگا وہ سب بدعت کے زمرے میں آ گیا۔

اس پر مزید گفتگو دیکھنے کا شوق دامن گیر ہو تو پھر آپ ہماری تمہیدی باتیں ملاحظہ فرمائیں۔ باقی تبلیغی افکار یا سپاہ صحابہ کے طرز عمل، یا صوفیاء کی ادائیں انکو بدعت نہ سمجھا جائے گا کیونکہ تبلیغی جماعت زمانہ حال کے بے اعمال، و بداعمال، اور بے دینی کا علاج ہے تو اس قسم کے جرائم پہلے نہ تھے اس لئے علاج بھی اب کا ہونا تھا۔

جیسے آج کل کی جسمانی بیماریاں پہلے نہ تھیں تو پھر ڈسپرین، یا انجکشن وغیرہ بھی نہ تھے اسی طرح امراض روحانی بھی نئے تو طریقہ علاج بھی نیا۔

ایسے ہی صوفیا کرام اور اسی طرح سپاہ صحابہ کو سمجھئے کہ شیعت کا اثر و رسوخ و فتنہ نے جو گل بدبودار کھلائے ہوئے ہے تو سپاہ صحابہ کا طرز عمل ان کا علاج ہے اور امت کو ان کی بداعمالی و عقائد باطلہ سے بچانے کی مختلف تدابیر ہیں اور بس۔

شاید کسی بیمار الامت کو یہ خیال ذہن میں گزرے کہ تین طبقوں کی قید کدھر سے آئی کہ صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین کے زمانہ خیر میں نہ ہو۔

تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ تفصیل سے اس پر کلام تو امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر رحمہ اللہ نے کر دیا ہے وہیں دیکھ لیا جائے چند باتیں میں امت کے ذی قدر حضرات سے بھی یہ بات پیش کر دیتا ہوں۔

۱۔ علامہ حلبی رحمہ اللہ نے صلوہ رغائب کے مکروہ ہونے کی وجہ یہ لکھی ہے۔

ان الصحابہ والتابعین ومن بعدہم من الائمۃ المجتہدین لم ینقل عنہم۔

(کبیری ص ۴۳۳)

یعنی صحابہ کرام اور تابعین اور ان کے بعد ائمہ مجتہدین سے یہ ثابت نہیں ہے۔

۲۔ فتاوئ عالمگیری میں ہے۔

قراۃ الکافرون الی الآخر مع الجمع مکروھۃ لانھا بدعۃ لم ینقل ذلک عن الصحابہ و التابعین۔ (باب الکراہیۃ ج ۴ ص ۲۶۴)

سورۃ کافرون کو آخر تک بالجمع پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ بدعت ہے۔ حضرات صحابہ کرام اور تابعین سے منقول نہیں۔

۳۔ امام شاطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فذالک ابتداع والدلیل علیہ انہ لم یات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن اصحابہ و لاعن التابعین۔ (اعتصام باب نمبر ۵ ص ۲۱۲ حقانیہ پشاور)

کسی مسئلہ کے بدعت ہونے پر دلیل میں یہ بات پیش کرتے ہیں کہ یہ بات نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ ہی آپ کے اصحاب سے اور نہ ہی تابعین سے۔

۴۔ علامہ حلبیؒ صاحب ملتقی الابحر لکھتے ہیں۔

فعلم ان کل بدعۃ فی العبادات الخالصہ فھی مکروھۃ والا لما فاتت اہل اصدر الاول والقرون التی شھد الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم بخیر-تھا ولانھا لابدان تدافع سنۃ وکل

بدعۃ دافعت سنۃ فھی سیئۃ۔ (الرھص والوقص لمستحل الرقص ص ٦٩)

پس معلوم ہو گیا کہ ہر وہ بدعت جو خالص عبادات میں جاری کی گئی ہیں وہ مکروہ ہیں ورنہ پہلے زمانے اور وہ زمانے جن کے خیر ہونے کی گواہی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جیسے صادق ومصدوق نے دی ہے وہ اس سے خالی نہ ہوتے اور یہ بھی مکروہ ہونے کی دلیل ہے کہ ضرور یہ سنت کو دور کرنے والی ہیں اور ہر وہ بدعت جو سنت کو مٹائے وہ سیئہ ہوتی ہے۔

۵۔ مشہور محدث ابو شامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

وھو ما کان علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ ثم السلف الصالح۔

(کتاب الباعث ص ۲۴۵ فصل بدعت التماوت فی الکلام والمشی)

دین وہ ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور سلف صالح ہوں۔

۶۔ مجالس الابرار جو مصدقہ ہے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ کی اس میں لکھا ہے۔

قبروں پر نماز کے لئے جانا اور ان کا طواف کرنا اور بوسہ دینا اور چومنا اور رخساروں کا لگانا اور قبروں کی خاک لینا اور صاحب مزار کو پکارنا اور ان سے فریاد کرنا اور ان سے مدد اور روزی اور تندرستی اور اولاد اور ادائے قرض اور مصیبتوں سے نجات کی دعا کرنا ان کے سوا اور اسی قسم کی حاجتیں مانگنا جیسے کہ بت پرست اپنے بتوں سے مانگتے ہیں اور تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ ان میں سے کوئی بات جائز نہیں کیونکہ ان میں سے کوئی کام نہ پروردگار عالم کے رسول نے کیا نہ کسی صحابی اور تابعی نے کیا اور نہ اور ائمہ دین نے کیا اور یہ محال ہے کہ ان میں سے کوئی چیز مشروع یا عمل نیک ہو اور قرون ثلاثہ اس سے خالی گزر جائیں جن کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدق اور عدل کی شہادت دی ہے۔

(مجالس الابرار مجلس نمبر ۱۷ ص ۱۱۹، ۱۲۰)

۷۔ مخالفین کی صفوں میں جن کو معتمد علیہ مانا جاتا ہے وہ حضرت مولانا کرم الدین

دبیر رحمہ اللہ ہیں وہ لکھتے ہیں۔

ہم شیعہ بھائیوں سے پوچھتے ہیں کہ تعزیہ، مرثیہ خوانی کا شروع کس پیغمبرؑ یا امامؑ سے ہوا۔ اگر کسی نبیؑ یا امامؑ یا اصحابی سے اس کی ابتداء ثابت نہیں ہے۔ تو ماننا پڑے گا کہ یہ سب کچھ بدعات محرمہ سے ہے اور بس۔ (آفتاب ہدایت ص۳۰۹، ۳۱۰)

۸۔ بریلویوں کا بانی مبانی لکھتا ہے۔

فی البنایه شرح الهدایه للامام العینی عن شرح الجامع الصغیر للامام الاجل فخر الاسلام ان الخرقة التی یمسح بهاالوضو بدعة محدثه یجب ان تکره لانها لم تکن فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا احد من الصحابه والتابعین قبل ذلک وانما یتمسحو باطراف اردیتهم اه فهذا نص فی المقصود ثم ماذکر قدس سره من الکراهة محمله اذاکان بثیاب فاخرة کماتعوده المتجبرون.

(فتاویٰ رضویہ قدیم ج ا ص ۳۰ تنویر القندیل فی اوصاف المندیل)

امام عینی نے شرح ہدایہ میں فخر الاسلام کی شرح جامع صغیر سے نقل کیا ہے کہ وہ کپڑا جس سے اعضاء وضو بعد وضو صاف کئے جاتے ہیں یہ بدعت محدثہ ہے اور واجب ہے کہ یہ مکروہ ہو کیونکہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں بھی نہ تھا اور نہ ہی صحابہ و تابعین میں کسی سے نے اس کو قبول کیا ہے وہ لوگ تو اپنی چادروں کے اطراف سے منہ صاف کرلیا کرتے تھے (آگے فاضل بریلوی لکھتے ہیں) یہ بات ہمارے مقصد کے لئے نص ہے اور یہ جو مصنف نے مکروہ لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ لباس فاخرہ سے منہ صاف کرے جیسا کہ متکبرین کی عادت ہے۔

معلوم ہو گیا کہ فاضل بریلوی بھی اسی قانون پر ہے ورنہ وہ اختلاف کرتا یہاں اس

قاعدہ کو ردنہ کرنا فاضل بریلویوں اور اس کے متبعین کے گلے پڑ گیا۔ میں بریلوی حضرات سے کہوں گا کہ فاضل بریلوی سے رائے کا اختلاف کرنا تمہیں کہیں کافر نہ بنادے کیونکہ جو فاضل بریلوی کا ہم عقیدہ نہ ہوتو وہ تمہارے نزدیک کافر ہوتا ہے جیسا کہ انوار شریعت ج ا ص ۱۴۰ فتاویٰ صدر الافاضل ص ۱۳۴ الصوارم الہندیہ ص ۱۳۸ پر درج ہے۔ شاید کوئی کہے یہ تو عقیدے کی بات ہے اور ہم رائے سے اختلاف کرتے ہیں تو جواباً عرض یہ ہے کہ رائے کا معنی عقیدہ بھی ہوتا ہے دلیل اس پر یہ ہے کہ مفتی احمد یار نعیمی نے حدیث شریف **ما احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھو رد** کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی رائے نکالے جو کہ دین سے نہیں تو وہ مردود ہے۔ (جاء الحق ص ۲۱۷ باب اول بدعت کے معنی واقسام)

اور دوسری جگہ یہ ترجمہ کرتے ہیں جو شخص ہمارے اس دین میں وہ عقیدے ایجاد کرے جو دین کے خلاف ہوں وہ مردود ہے۔ (جاء الحق ص ۲۱۵)

آگے مرقات کی عبارت نقل کی

والمعی ان من احدث فی الاسلام رأیا فھو مردود۔

معنی یہ ہیں کہ جو اسلام میں ایسا عقیدہ نکالے کہ دین سے نہیں وہ اس پر رد ہے۔

(جاء الحق ص ۲۱۵)

اس بحث سے معلوم ہو گیا کہ بریلوی حضرات عقائد پر آراء یعنی عقیدے پر رائے کا لفظ بول جاتے ہیں عقیدہ اور رائے کا مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔ ان کے مذہب میں۔ تو بریلوی حضرات سے التماس ہے اس سے رائے کا بھی اختلاف نہ کریں ورنہ کافر ہو جائیں گے یہی تمہاری شریعت رضا خانی کا فیصلہ ہے۔

بدعت کی دوسری تعریف رضا خانی مذہب سے

رضا خانی مذہب میں معتبر اور مستند کتاب ''مصباح سنت'' میں ہے بدعت دراصل احکام شریعت میں تحریف کا نام ہے یعنی جو حکم شرعی کسی دنیوی یا دینی چیز کے بارے میں شریعت میں قرار دیا گیا اس کی بجائے اپنی طرف سے کوئی حکم لگانا یا اس غلط حکم کو صحیح اعتقاد کرنا محدث ہے اور ہر محدث بدعت ہے۔ (مباح سنت ج۱ص۱۲،۱۳)

آگے لکھا ہے۔

اگر کوئی فعل مباح ہے تو اس کا کرنے والا تو بدعتی نہیں ہوگا لیکن اسے فرض سمجھنے والا بدعتی ہوگا۔ (مصباح سنت ج۱ص۱۴)

ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اہلسنت کے ہاں بدعت سیئہ کسی امر کی شرعی حیثیت کو بدل کر اسے شریعت سمجھنے کا نام ہے۔

(مصباح سنت ج۱ص ۵۸)

یہ تعریف بنا بچتی سنی اور نام نہاد سنی حضرات نے نئی لکھی ہے کہ کسی کام کی شرعی حیثیت کو بدل دینا بدعت ہے یعنی کام تو مباح تھا مگر اسے سنت، فرض، واجب وغیرہ سمجھ لیا گیا تو یہ سمجھنے والے لوگ بدعتی ہوں گے اور یہ کام بدعت ہو جائے گا۔

میں بریلوی حضرات پہلوں پچھلوں سب کو اعلان کرتا ہوں کہ تم اس تعریف کے مطابق اپنے کسی کام کو صحیح ثابت نہیں کر سکتے۔ چاہے مروجہ میلاد ہو یا دعا بعد نماز جنازہ مروجہ ہو یا قل خوانی ہو یا بعد دفن اذان ہو یا انگوٹھے چومنا ہو۔ کبھی یہ مباحات ہوتے ہیں پھر یہ فرض واجب کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اس پر تفصیلی کلام پھر کبھی سہی تفصیلی کلام اگر دیکھنا ہو تو متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مرشد ما کے توحید و سنت اسباق میں ملاحظہ فرمایا جا سکتا ہے جس سے ہم نے بھی استفادہ کیا ہے اور علمی و عوامی انداز سے بھرپور ہے۔

ہم اپنی بات کو اسی پر ختم کرتے ہیں کہ رضا خانی حضرات اگر جاء الحق کو صحیح سمجھتے ہیں تو پھر ان سب فتوؤں کے لئے تیار ہو جائیں جو جاء الحق پر لگتے ہیں اور جو فتوے جاء الحق کی زبانی بریلویوں پر لگتے ہیں ان کے لئے بھی تیار رہیں اور مسلک بریلوی کا خاتمہ کرلیں ورنہ اس کتاب کو دریا برد یا کسی جگہ دفن کر دیں ویسے ایک بات بریلوی علماء نے لکھی ہے اور وہ علماء بریلوی حضرات کے مستند علماء میں سے ہیں وہ لکھتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان مصاحف کو جلا ڈالا تھا جن میں منسوخ شدہ آیات اور قراتیں درج تھیں اور ان کے اس عمل کو کسی نے ناپسندیدہ قرار نہیں دیا تھا اور ایک دوسرے عالم کا قول ہے کہ دھونے کی بہ نسبت جلا دینا بہتر ہے۔ (اصول ترجمہ وتفسیر القرآن ص۳۴۲ از محمد بن علوی مالکی، مترجم غلام نصیر الدین جامعہ نعیمیہ لاہور)

جب قرآن شریف بوسیدہ ہو جائے تو بریلوی مذہب یہ اجازت دیتا ہے تو پھر جاء الحق کو جلانے میں بریلوی مذہب امید ہے بطریق اولیٰ جواز کا فتویٰ دیں گے۔

آپ کا خیر اندیش

محمد ابوایوب قادری

عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی

جائزہ یا دجل و فریب؟

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد۔

اللّٰھم صل علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم۔

قارئین ذی وقار پہلے تو لوگ سنتے تھے کہ ''چور بھی کہے چور چور'' مگر اب دنیا میں مشاہدہ بھی ہونے لگا ہے میری قلم جس چور کو چورا ہے میں بے نقاب کرنے پر بے قرار ہے۔ میں اسی کی بات کرتا ہوں ایک مصنف اٹھا جو کہ اپنے باپ کی شہرت سے ناجائز فائدہ اٹھانے والا نصیر الدین کا غلام قلم لے کر میدان میں آگیا اور خدا نے وہ ذلیل و رسوا کیا کہ دنیا میں اتنا رسوا، تو فاضل بریلوی بھی نہ ہو۔ یہ جیتے جی زمین بوس ہوا۔

قارئین سے میں ایک معذرت کرنا چاہتا ہوں کہ میری زبان کی سختی اس غلام کی تحریر ہے اگر یہ قلم کو اعتدال میں رکھتا تو ہم بھی ضرور اعتدال میں رہتے ورنہ اب سارا قصور او رذمہ اسی غلام کا ہے۔

خیر ان دونوں باپ بیٹا اشرف علی سیالوی اور اس غلام کی اپنے حلقوں میں جو درگت بنائی گئی وہ آپ جاننے کے لئے ہماری کتاب دست وگریبان جلد دوم کا مطالعہ کریں۔

ذیل میں ہم چند سطور نقل بھی کر دیتے ہیں۔

ان دونوں باپ بیٹا نے مل کر ایک کتاب بنام ''تحقیقات'' لکھی جس پر بریلوی حلقہ سے ان کو گستاخ رسول اور اس طرح کے الفاظ سے نوازا گیا۔ ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ گستاخ رسول تو آپ ہمیں کہہ رہے تھے یہ ہمارے اکابر کی کرامت ہے وہی فتوے من وعن بلکہ بڑھ

کر بریلوی علماء اکابر نے غلام پر لگائے ہیں۔ چونکہ اس کتاب میں ثابت یہ کیا گیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ۴۰ سال تک ولی رہے بعد از ۴۰ سال نبی بنے اس پر بریلوی بپھر گئے۔

اوران کو خوب خوب لتاڑ اگر انسان شاید اسے سرزنش مانے اور قبول کرے اور ادھر تو پھر رنگ ہی کچھ اور تھا۔

سب سے پہلے مستقل کتاب ان کے خلاف چھپی تجلیات علمی فی رد تحقیقات سلوی اس میں ص ۲۳ پر ایک بریلوی یوں لکھتے ہیں۔

آخر میں حضرت مولانا محمد اشرف سیالوی سے بصد ادب گزارش کرتا ہوں کہ ناکارہ خلائق اور ضدی صاحبزادہ صاحب کی فکر سے اپنی فکر کو بلند کریں اور فوراً اپنے باطل موقف سے رجوع فرما کر عزت دارین حاصل کریں بصورت دیگر آپ کے خلاف تلمیذ مجہول اور نصیر الدین کے غلام کے خلاف 295.C کا کیس دائر کرنے کا میں حق محفوظ رکھتا ہوں۔

اس تحریر میں اس غلام کو ضدی بھی خیر سے کہہ دیا گیا ہے اور 295.C توہین رسالت کیس کا مستحق بھی۔ یہ ہوئی ناں بات کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔

گھر کے افراد نے اس ضدی اور غلام کو توہین رسالت کا مرتکب قرار دیا۔

اسی کتاب کے ص ۲۹۰ پر اس تحقیقات کے عقیدہ کو بد مذہب منافقین کا عقیدہ قرار دیا گیا ہے تو یقیناً ضدی، غلام، بد مذہب و منافقین کی صف میں بھی جا کھڑے ہوئے۔

ایک کتاب آئی تنبیہات اس میں کتاب کی علمی کمزوریاں یوں گنوائی گئی ہیں۔

ص ۲۶ تا ۲۸ ملاحظہ فرمائیں۔

کمالات علمیہ

سرگودھوی صاحب کی پیش نظر کتاب کا مکمل نام اس طرح ہے۔

''تحقیقات العلماء الکرام والائمۃ الاعلام فی نبوۃ سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام فی عالمی الاراوح والاجسام''

(ملاحظہ ہو (ٹائٹل پیج نیز صفحہ ۲ کتاب ہذا)

جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ انہوں نے اس میں محض علماء کی اس سلسلہ کی نقول پر اکتفا کیا ہے اپنے خیالات کو پیش نہیں کیا جو بالکل خلاف واقعہ ہے کیونکہ انہوں نے اس میں جگہ جگہ رائے زنی سے کام لیا ہے۔ برتقدیر تسلیم انہوں نے جو خود اس کا ''مصنف'' لکھا ہے۔ وہ خلاف واقعہ قرار پائے گا۔ اس صورت میں ''مؤلف'' لکھنا چاہیے تھا کیونکہ تصنیف وتالیف میں فرق ہے جو کسی اہل علم پر مخفی نہیں۔ کتاب کے مذکور کے ص ۱۱۲ پر ایک آیت کریمہ یوں لکھی ہے ما کنت تر جو حالانکہ اس کے شروع میں ''وْ'' بھی ہے

☆ نیز صفحہ ۶۱۵ پر ایک آیت اس طرح لکھی ہے۔ **آتو الیتامیٰ اموالھم** جبکہ اس کے اول میں بھی ''وْ'' ہے۔

☆ صفحہ ۲۱۴ پر لکھا ہے:

باری تعالیٰ نے فرمایا **جحدو ابھا واستیقنتھم، انفسھم** اس کے آغاز میں بھی ''وْ'' ہے۔ نیز قرآن میں **واستیقنتھا** کے لفظ ہیں جسے **استیقنتھم** لکھا گیا ہے۔

☆ نیز صفحہ ۲۱۲ پر ایک حدیث لکھی ہے:

''**ابو بکر فی الجنۃ عمر فی الجنۃ** '' اصل الفاظ میں دونوں جملوں کے

درمیان ''و'' بھی ہے۔ ملاحظہ ہو (الجامع الصغیر جلد ۱ ص ۵ بحوالہ مسند احمد و ترمذی و حاکم عن سعید بن زید و عبدالرحمن بن عوف و عروۃ رضی اللہ عنہم)

☆ نیز صفحہ ۱۸ پر فرماتے ہیں۔

ارشاد نبوی ہے ''کفی بالمرء کذبا ان یروی بکل ماسمع'' جب کہ روایت میں ''ان یروی'' کی بجائے ''ان تحدث'' کے الفاظ ہیں۔ ملاحظہ ہو (مشکوٰۃ المصابیح عربی ص ۲۸ بحوالہ صحیح مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، نیز الجامع الصغیر جلد ۲ ص ۸۹، ۹۰ ایضاً)

☆ صفحہ ۲۶ پر ایک مشہور حدیث اس طرح لکھی ہے:

''قالوا متی وجبت لک النبوۃ قال وادم بین الروح والجسم'' حالانکہ حدیث میں ''والجسد'' کے لفظ ہیں۔ ملاحظہ ہو (جامع الترمذی جلد ۲ ص ۲۰۱ طبع دہلی)

☆ صفحہ ۵۵ پر حضرت عزرائیل علیہ السلام کے حوالہ سے الفاظ حدیث بیان کئے ہیں ''ارسلتنی الی عبدلا یرید الموت وقد فقاعینی'' حالانکہ ''عبد'' کے بعد ''لک'' کے لفظ بھی ہیں۔ ملاحظہ ہو (مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۸،۵۰۷ متفق علیہ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ) پھر اسے غلط کتابت بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ جو ترجمہ انہوں نے کیا ہے اس میں بھی ''لک'' کا مفہوم ندارد ہے۔ چنانچہ ان کے لفظ ہیں ''اے بار الٰہ'' تو نے مجھے ایسے شخص کے پاس بھیج دیا جس کا مرنے کا ارادہ ہی نہیں تھا۔''

☆ نیز اسی حدیث کے الفاظ ''لطم موسیٰ عین ملک الموت ففقاھا'' کا ترجمہ اس طرح لکھا ہے ''حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے منہ پر مکا رسید کرتے ہیں جس سے ان کی آنکھ پھوٹ جاتی ہے۔ (ملاحظہ ہو ص ۵۵)

حالانکہ ''لطم'' کا لفظ مکا رسید کرنے کے معنی میں نہیں تھپڑ مارنے کے معنی میں آتا ہے۔ چنانچہ علامہ علی القاری علیہ الرحمۃ اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''ای ضربھا بباطن کفہ'' یعنی ان کی آنکھ پر انہوں نے اپنے ہاتھ کا اندرون حصہ مارا۔

(مرقاۃ جلد ۱۱ص ۲)

اقول: اسی کو تھپڑ مارنا کہا جاتا ہے کیونکہ ''مکا'' مٹھی کو بند کر کے مارا جاتا ہے۔ مزید دیکھئے فیروز اللغات عربی اردو صفحہ ۶۵۲ طبع فیروز سنز ''لطم لطمًا ''تھپڑ مارنا لطمۃ ج لطمات: ''تھپڑ''

☆ صفحہ ۱۳۹ پر سرگودھوی صاحب اپنے خصوم سے ایک مطالبہ کے بعد فرماتے ہیں ''بینوا افتوجروا'' نہ معلوم بہ ہیئت کذائیہ امر وجواب امر کے مابین ''ف'' کس بناء پر ہے قال تعالیٰ ''تعالوا ندع'' وایضاً تعالوا اتل ''وی فی حدیث الشفاعۃ ''سل تعط واشفع تشفع'' وقال ﷺ ''اشفعوا توجروا''

(صحیح بخاری جلد ۱ص ۱۹۲)

☆ صفحہ ۱۴۵ پر امام حافظ ابن حجر کی ایک عبارت کے لئے محولہ کتب میں ''سیر اعلام النبلاء صفحہ ۲۶) بھی لکھی ہے۔ حالانکہ یہ حافظ ذہبی کی تالیف ہے جب کہ وہ حافظ ابن حجر سے متقدم ہیں اگر یہ غلط کتابت نہیں تو یہ اس شعر کے قبیل سے ہوگا۔

چہ خوش گفت سعدی درز لیخا الا یا ایھا الساقی ادر کاساً وناولھا

☆ صفحہ ۲۶۵ پر ابن سیالوی صاحب نے لکھا ہے کہ:

اعلیٰ حضرت نے اپنی کتاب استمداد (ص ۱۵۰) پر وہابیہ کا عقیدہ یہ بیان کیا ہے۔ حالانکہ اعلیٰ حضرت کہ یہ کتاب صفحہ ۱۰۰ تک ہے اور وہ ہے بھی منظوم نثر میں نہیں، صحیح یہ ہے کہ صفحہ ۱۰۰ سے آگے تکمیلات کے عنوان سے کتاب مذکور کے حواشی ہیں جو شہزادہ اعلیٰ حضرت کے ہیں۔

آپ کو علیمیت تو ان باپ بیٹا دونوں کی معلوم ہو گئی ہو گی اس لئے ہم نے اس کی کتاب کا تحقیقی جائزہ جو کہ حقیقۃً دجل وفریب کا دوسرا نام ہے پر ایک نظر ڈالی ہے۔ تفصیلی کتب تو ہمارے حضرات کی طرف سے آ رہی ہیں۔

القصہ اس کتاب والوں نے بھی ص ۶۵، ۶۶، ۶۹ پر سیالوی صاحب کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا گستاخ اور بے ادب کہا ہے۔

تو یہ دونوں باپ بیٹا اس کے مستحق ٹھہرے۔

اور بھی کئی کتابیں ان کے خلاف آئیں اور ان سب میں انکو گستاخ رسول کہا گیا ہے۔

تو میں اس غلام سے پوچھوں گا کہ گھر کے ۵۰ سے زائد علماء کہہ رہے ہیں کہ تم گستاخ رسول بے ادب ہو تو تم کیوں نہیں مانتے۔ ہمیں تو تم کہتے ہو اور تمہیں تمہارے اپنے اور ہم بھی کہتے ہیں تو تم گستاخ رسول ہو تو پھر مانتے کیوں نہیں۔ ہم ان شاء اللہ کسی وقت تمہاری گستاخیوں کو طشت ازبام کریں گے۔

ہم ایک سوال غلام سے کریں گے کہ جب یہی تمہارے علماء ہمیں گستاخ کہیں تو ان کو سچا سمجھتے ہو اور جب یہی تمہیں گستاخ کہیں تو اس وقت جھوٹے کیوں ہیں؟

اب ہم بعون اللہ وفضلہ اس کی جلد اول پر ایک نظر ڈالتے ہیں پھر اسی طرح دوسری جلد پر بھی کچھ عرض کریں گے ان شاء اللہ۔

۱۔ ج ۱ کے ص ۱۰ پر آیت یوں لکھی گئی۔

یایھا النبی انا ارسلنک شاھداً ومبشرا ونذیرا لتومنوا باللہ ورسولہ الایہ۔

اے نبی مکرم ہم نے آپ کو شاہد اور مبشر ونذیر بنا کر بھیجا ہے تا کہ (اے ایمان والو) تم اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لاؤ۔ الخ

حالانکہ یہ آیت یوں نہیں ہے شروع میں **یایھا النبی** نہیں اور یہ کتابت کی غلطی بھی

نہیں ہوسکتی کیونکہ ترجمہ یوں کیا گیا ہے۔اے نبی مکرم۔اور یہ بریکیٹ میں بھی نہیں لکھا جس سے صاف معلوم ہوتا ہے یہ سیالوی صاحب نے بھی غلطی کھائی ہے اور یہ ٹھوکر ان کو ہی لگی ہے۔مولوی فاضل بریلوی کی مصدقہ کتاب انوار آفتاب صداقت میں ہے۔

آپ ہمارے مسلمانوں کے قرآن شریف سے نکال کر دکھایئے یا پتہ دیجئے کہ کہاں کس پارہ یا سورہ میں ہے تب آپ کی قرآن دانی مانی جائے ورنہ ظاہر ہے کہ آپ قرآن شریف سے کورے ہیں اس میں ایک سخت در سخت قرآن شریف میں برخلاف حکم خداوندی انالحفظون کے یہ زیادتی کردی ہے کہ ایک آیت ہی اپنی طرف سے داخل کردی اس سے بڑھ کر اور کیا بہتان ہوسکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تو بہتان اور کذب لگاتے چلے آئیں ہیں یہاں اللہ تعالیٰ کے کلام پاک شریف کی بھی تحریف پورے طور پر کردی...... ہمارے مذہب اہلسنت و جماعت کے مذہب میں بہت بڑا کفر ہے۔

(انوار آفتاب صداقت باب ششم عقیدہ نمبر ۸،۹ ص ۱۱۸،۱۱۹ ملک سراج الدین اینڈ سنز لاہور)

ہاں غلام صاحب سنایئے بہت بڑا کفر وصول فرمالیا ہے اس کو سنبھال کر رکھیں آگے اور بھی ایسے تحفے آپ کی قسمت میں رکھیں ہیں۔

۲۔ ص ۱۳ پر لکھا ہے ایسا کلمہ جو غیروں کی گستاخی کا وسیلہ وذریعہ بن سکے اور وہ اہل اسلام کے اس انداز کلام کو آڑ بنا سکیں اس کا استعمال بھی ممنوع وحرام۔آگے ص ۸۲ پر اس کی مزید تفصیل کر کے لکھا ہے۔

راعنا کہنے سے منع اس لئے کیا گیا کہ یہودی اس کو آڑ بنا کر گستاخی کرتے تھے اور اس لفظ کو انہوں نے گستاخی کا ذریعہ بنالیا تھا حالانکہ لفظ اپنی جگہ ٹھیک تھا مسلمان صحیح نیت سے استعمال کرتے پھر بھی اس کا بولنا حرام بلکہ کفر قرار دیا گیا۔

غلام صاحب آپ کے پاپا جانی کاظمی صاحب لکھتے ہیں راعنا کہنے کی ممانعت کے

بعد اگر کوئی صحابی نیت توہین کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو راعنا کہتا تو وہ واسمعوا وللکافرین عذاب الیم کی قرانی وعید کا مستحق قرار پاتا۔

(گستاخ رسول کی سزا قتل ص ۲۴)

غلام صاحب آپ کو پتہ ہے کہ یہ فتوے اگر صحابہ کرام پر لگانے کے لئے تیار ہو تو تمہارے ڈیڈی جان احمد رضا خان پر کیوں نہیں لگ سکتے جو راعی کہتا رہا ہے۔

اپنی کتاب ''اللہ جھوٹ سے پاک ہے'' کے ص ۱۱۱ پر لکھتا

ان گرگ ونائب سے بھاگو جیسے بنے اس مبارک گلے میں جس پر خدا کا ہاتھ ہے کہ ید اللہ علی الجماعۃ اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے آ کر ملو۔ ہاں جی سیالوی صاحب کچھ پتہ چلا کہ کدھر سے ابھرتا ہے سورج اور کدھر ڈوبتا ہے؟

راعنا لفظ تو بقول آپ کے ٹھیک تھا مگر راعی کا لفظ جو یہودی مراد لیتے تھے یعنی گستاخی کا سبب بقول آپ کے راعنا تھا خود گستاخی نہ تھا اور راعی تو خود گستاخی تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ فاضل بریلوی اس وعید شدید کی وجہ سے کافرین کی لسٹ میں بقول کاظمی شامل ہوا۔

مگر غلام صاحب کو علم ہونا چاہئے کہ فاضل بریلوی کی یہ انتہائی اپنی ملت پر مہربانی ہے کہ جب بھی اسلام سے رخصت پر تشریف لے جاتے ہیں تو پھر ساری بریلویت کو ہی ساتھ لے جاتے ہیں جیسا کہ نعیم الدین مراد آبادی نے کہہ دیا کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ وہ (بریلوی) اعلیٰ حضرت کے ہم عقیدہ جو نہ ہوا سے کافر سمجھتے ہیں۔ انوار شریعت ص ۱۴۰ ج ۱ فتاویٰ صدر الافاضل اور الصوارم الہندیہ میں بھی یہ بات عیاں ہے تو سیالوی صاحب آپ بھی ساتھ تشریف لے جائیں اس کفر کے اندھیرے میں جہاں سب مسلمانوں کو دھکیلنے لگے ہوئے تھے اور وہاں اپنے راعی کے ساتھ خوب مزے کر۔

ذق انک انت العزیز الکریم۔

۳۔ ص ۱۵ پر لکھتے ہیں۔

آنسرور علیہ السلام کو ایذا دینے اور تکالیف پہنچانے کی وعید۔ان الذین یوذون اللہ و رسول ۔الایۃ ۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا وآخرت میں لعنت کی ہے اور ان کیلئے رسوا اور ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

والذین یوذون رسول اللہ الایۃ

جو لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

غلام صاحب ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی کیا ہے وہ آپ کی خدمت ہم عرض کرتے ہیں

مولوی حسن علی رضوی کا مصدقہ رسالہ سگریٹ نوشی کے مضمرات ص ۵ پر ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک اس کا معنی یہ ہے کہ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناپسندیدہ چیزوں کا ارتکاب کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دیتے ہیں جس پر ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

آگے ص ۶، ۷ پر لکھا ہے۔

شاہ ولی اللہ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہما نے فرمایا کہ ہمارے دوستوں میں ایک شخص خود تو حقہ نہ پیتا تھا لیکن اس نے مہمانوں کے لئے حقہ بنا رکھا تھا تو اس نے خواب یا بیداری میں نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ تشریف لائے اس کی طرف اور منہ پھیر لیا اور اس مکان سے باہر تشریف لائے گئے اس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوڑے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دوڑا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم مجھ سے کیا گناہ ہو گیا ہے فرمایا تیرے گھر میں حقہ ہے اور ہم کو برا معلوم ہوتا ہے۔

یہی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ لاہور میں دو شخص تھے ایک شخص عالم بھی تھا اور عابد بھی تھا اور دوسرا عابد تو تھا عالم نہ تھا دونوں نے ایک ہی صورت اور ایک ہی وقت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی عابد کے لئے تو اجازت ہوگئی کہ مجلس مبارک میں داخلہ مگر عالم کو اجازت نہ ملی پس عابد نے بعض لوگوں سے معلوم کیا کہ مجھے اجازت کیوں ملی؟ انہوں نے بتایا کہ یہ حقہ پیتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حقہ کو ناپسند فرماتے ہیں۔

غلام صاحب توجہ فرمائیں دو باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ ایذاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناپسندیدہ کاموں کا ارتکاب کیا جائے۔

۲۔ یہ کہ حقہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتے ہیں۔

تو پھر بتایئے فاضل بریلوی جو حقہ نوش تھا کیا اس نے ایذا نہ دی؟

فاضل بریلوی مسئلہ علم غیب کا قائل ہے کیا اس سے ایذاء نہ ہوئی کیونکہ خود مفتی احمد یار نعیمی نے لکھا ہے کہ علم غیب کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند آئی۔

(جاء الحق ص ۱۲۲)

تو بریلوی مسلک کا بانی مبانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے والا تھا۔ اور یہ بھی تو تم ہی نے لکھا ہے کہ۔

اگر کوئی اہل ایمان دانستہ اذیت رسول کا ارتکاب کرتا ہے تو مسلمان نہیں رہتا کافر ہو جاتا ہے۔ (غازی ممتاز حسین قادری از حنیف قریشی ص ۲۰۱)

تو پھر فاضل بریلوی صاحب ایمان سے فارغ ہوئے یا نہ؟ فیصلہ قارئین پر۔ پھر اس غلام کا بھی کیا بنا۔ اگر وہ یہ کہے کہ میرا عقیدہ فاضل بریلوی والا نہیں تو بھی گیا کیونکہ اس کا ہم

عقیدہ نہ ہونا یہ تو بریلوی مذہب میں کافر ہونا ہے اور اگر ہم عقیدہ ہے تو بھی گیا بہر صورت بہر صورت اسلام سے بریلوی مسلک نے غلام صاحب کی چھٹی کرادی ہے۔

۳۔ غلام صاحب لکھتے ہیں ص ۱۴۲ علم غیب، حاضر و ناظر، مختار کل، استمداد وغیرہ یہ تمام عقائد شیعہ کے اندر موجود ہیں۔

گویا بریلوی شیعہ کی ہی شاخ ہیں اور یہ بات غلام صاحب کو ماننی پڑ گئی کہ فاضل بریلوی شیعہ ہی تھے اور انہوں نے شیعہ عقائد کی ہی ترجمانی کی ہے فرق اتنا ہے کہ وہاں پردہ داری ہے اور یہاں پردہ نشینی ہے یعنی وہ ظاہر ہیں اور یہ در پردہ ہیں اور سنیت کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے غلام صاحب گدھا شیر کی کھال اوڑھ کر شیر نہیں بن جاتا بلکہ گدھا ہی رہتا ہے تو تم سارے اہل سنت کا لبادہ اوڑھے ہوئے سنی نہیں ہو بلکہ وہی شیعہ ہی ہو۔ اسی لئے تو صحابہ کرام اور امہات المومنینؓ کا توہین آمیز لہجے میں ذکر کرتے ہو۔

۴۔ غلام صاحب لکھتے ہیں۔

گنگوہی لطائف رشیدیہ میں فرماتے ہیں کہ صراط مستقیم، الیضاح الحق، تقویۃ الایمان، یکروزی، تنویر العینین یہ کتابیں اسماعیل کی تصنیف شدہ ہیں۔

(عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ ج ۱ ص ۴۵)

یہ غلام صاحب کا صریح جھوٹ ہے پورے لطائف رشدیہ میں یہ عبارت بعینہ موجود نہیں ہے اور نہ ہی خلاصۃً غلام صاحب آپ کے روحانی پاپا جی تو لکھتے ہیں کہ ابلیس اپنے لئے کذب کو پسند نہیں کرتا۔ (احکام شریعت)

تو پھر آپ تو شیطان سے بھی گزر گئے کہ جھوٹ پر جھوٹ بول رہے ہیں۔ حالانکہ قطب الارشاد فقیہ النفس محدث کبیر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

صراط مستقیم و تقویۃ الایمان جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی

ہے۔ ایضاح الحق بندہ کو یاد نہیں ہے کیا مضمون ہے کس کی تالیف۔

(تالیفات رشیدہ ص ۲۴۱)

تو معلوم ہوا کہ غلام نے جھوٹ بول کر اپنے پدر کی تعلیم کے موافق شیطان سے دو ہاتھ آگے نکل کر اسے شکست فاش دے دی ہے کہ وہ تو جھوٹ نہیں بولتا بقول فاضل بریلوی اور یہ غلام صاحب جھوٹوں کے آئی جی لگتے ہیں۔

یہی غلام صاحب اپنی اسی کتاب کے ص ۴۶ پر ایک اور جھوٹ بولتے ہیں کہ فتاویٰ رشدیہ میں گنگوہی سے سوال کیا گیا کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک اور ترکیب عقلی سے منزہ اور اس کے دیدار کو بلا جہت و کیف ماننا بدعت ہے اس شخص کا عقیدہ کیسا ہے۔

گنگوہی نے جواب دیا کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا ملحد اور بے دین ہے اور اس کا عقیدہ کفر ہے۔ حالانکہ فتاویٰ رشیدیہ چھپا ہوا دنیا میں موجود ہے بریلوی کتب کی طرح غائب نہیں کر دیا گیا بلکہ موجود ہے اگر کوئی بریلوی یہ حوالہ فتاویٰ رشیدیہ کتاب سے نکال کر دکھائے بشرطیکہ ہمارے کتب خانہ کی چھپی ہوئی ہو۔ (تمہارے گھر سے نہ چھپ کر آئی ہو) تو ہم اس غلام کو ایک چمگادڑ نقد انعام دیں گے جو کہ فتاویٰ رضویہ سے حلال معلوم ہوتی ہے۔

اگر یہ انعام قبول نہ فرمائیں تو خنزیر جو کہ اصل کے اعتبار سے پاک ہے بقول آپ کے اعلیٰ حضرت کے اور اس کی منی وغیرہ بھی پھر اسی کو انعام میں قبول فرمالیں۔

اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو اگر آپ سید ہوتے تو پھر آپ کو فاضل بریلوی کے گھر کی خواتین جو کہ باندیاں ہیں سادات کی وہ بھی مل جاتیں مگر سید نہ ہونے کی وجہ سے آپ اس شرف سے محروم ہے۔

چلو ایک اور انعام حاضر خدمت ہے فاضل صاحب نے احکام شریعت میں ہمارے

بارے میں لکھا ہے کہ ان کا نکاح انسان وحیوان سے نہیں ہوسکتا۔ جبکہ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ تمہارا ہوسکتا ہے اور مفہوم مخالف بریلوی کتب خاص کرفہارس فتاوی رضویہ ص ۱۰۵ سے معلوم ہوتا ہے۔ مراد لینا جائز ہے تو پھر تیاری کیجئے جس گدھے کے خواب وخیال آپ کے ذہن میں اس حد تک ہیں کہ آپ نے کتاب میں بھی لکھ دیا ہے کہ دل کے مہمان خانہ (وہ مہمان خانہ بھی عجیب ہے کہ جس میں گدھا اپنے اعضاء او جزا سمیت سما سکتا ہے اور اس کی گنجائش ہے۔ (تنقیدی جائزہ ج اص ۱۸۱)

تو وہی گدھا قبول فرما کر اس کے اعضاو جزا کو جو آپ کے ذہن میں سمایا ہوا ہے اس سے لطف اندوز ہوں۔

۵۔ غلام صاحب ج اص ۵۱ پر لکھتے ہیں۔

مولانا غلام مہر علی صاحب خطیب اعظم چشتیاں شریف الیواقیت المہریہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت مولانا غلام محمد گھوٹوی صاحب وہابیوں کے سخت مخالف تھے اور ان سے مناظرے کرتے تھے۔ آگے ص ۳۲۰ پر لکھتے ہیں۔

سرفراز صاحب کا تجاہل

سرفراز صاحب نے آیت کریمہ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ سپارہ نمبر ۲۲ کی تفسیر میں شبیر احمد عثمانی کا حوالہ ہمارے خلاف دیا ہے۔ حالانکہ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ مناظرانہ کتابوں میں یا برہانی دلائل پیش کئے جاتے ہیں یا جدلی دلائل کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمات خصم سے استدلال کیا جائے ہزاروں کتابوں کا مطالعہ کرنے والی شخصیت سے نامعلوم یہ چھوٹی سی بات کیوں اوجھل رہتی ہے کبھی فتاوی رشیدیہ کے حوالے دیتے ہیں اور کبھی تفسیر عثمانی کے اس اصول کو ذہن میں رکھیں کہ مخالفین کے سامنے اپنی کتابوں کے حوالے پیش نہیں کئے جاتے آپ آخر اس قدر بوکھلا کیوں گئے ہیں۔

ان دونوں عبارتوں کو ملا کر دیکھیں تو معلوم ہو جائے گا غلام صاحب تجاہل و بوکھلاہٹ کے شکار ہیں یہ تو آپ کے اصول سے آپ میں ہے۔ مولانا غلام محمد گھوٹوی مرحوم کو خالصۃً بریلوی بنانے کے لئے آپ نے حوالہ اپنے عالم غلام مہر علی کا دیا۔ تو یہ تجاہل و بوکھلاہٹ ثابت ہو گئی یا نہ؟

باقی ضرورت تو نہیں مگر میں علامہ گھوٹوی رحمہ اللہ کے متعلق کچھ عرض کئے دیتا ہوں۔

مولانا گھوٹوی مرحوم کی حال ہی میں ایک سوانح حیات چھپی ہے "شخصیت و افکار شیخ الاسلام محدث گھوٹوی" اس میں ہے۔ برصغیر کے تعلیمی اداروں کو بریلوی دیوبندی امتیاز بغیر چندہ دینا آپ کا معمول تھا۔ (ص ۳۰۸)

ایک جگہ لکھا ہے کہ حضرت مولانا مولوی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ سکنہ دین پور تحصیل رحیم یار خان حضرت شیخ الاسلام علامہ غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ جامعہ عباسیہ بہاولپور کے حلقہ احباب میں سے تھے جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت شیخ الاسلام ان کے جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ (ص ۳۱۵)

حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ پکے دیوبندی تھے تو جنازہ پڑھنے کی وجہ سے علامہ گھوٹوی تو بریلوی نقطہ نظر سے ایمان و نکاح سے فارغ ہو گئے العیاذ باللہ۔

(دیکھئے فتاویٰ بریلی شریف ص ۹۰)

ایک جگہ لکھا ہوا ہے حضرت بحر العلوم شیخ الاسلام محدث گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگرد عزیز مولانا حافظ محمد شفیع بانی اور مہتمم مدرسہ قاسم العلوم ملتان کی ذکاء عقلی اور زکاء روحی سے آگاہ تھے اس لئے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ الحدیث مفتی اعظم علامہ چشتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رشتہ ان کی دختر نیک اختر سے کرنا پسند فرمایا۔ (ص ۴۷۹)

غلام صاحب آپ کو معلوم ہوگا کہ مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں اہلسنت دیوبند کی عظیم

دینی درسگاہ ہے اور خود مفتی صاحب بڑے راسخ سنی دیوبندی تھے اس لئے آپ کے بریلوی فتاویٰ سے یہ نکاح نہ ہوا بلکہ بریلوی مذہب کی بے شرمی کہ اس کو وہ زنا سے تعبیر کرتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

۶۔ غلام صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں اگر واقعی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کافر تھے تو اکابر دیوبندان کی تکفیر کیوں نہیں کرتے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۵۲)

اس کا جواب غلام صاحب آپ کی اپنی تحریر میں اس سے چند سطر اوپر موجود ہے وہ اس طرح کہ آپ نے خود لکھا ہے۔

اگر اردو رسائل (علامہ گھوٹوی) ان کے سامنے پیش ہی نہ کئے گئے ہوں وہ کفریات پر مطلع بھی نہ ہوئے ہوں تو ایسی صورت میں وہ تکفیر نہ کریں تو اس سے اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کفر پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

اب ہماری طرف سے بھی یہی جواب قبول فرمائیں۔ باقی آپ کی غلط فہمی ہے کہ اکابر دیوبند نے تکفیر نہیں کی۔ فتاویٰ جات کے لئے فتاویٰ رشدیہ، امداد الفتاویٰ ج ۶ ص ۴۷ ذخیرۃ الجنان، خنجر ایمانی، فتاویٰ محمودیہ، براۃ الابرار کو ملاحظہ فرمائیں کہ فاضل بریلوی کا نام لے کر تکفیر کا فتویٰ آپ کو مل جائے گا اسے شوق سے پڑھیں اور فاضل بریلوی پر چسپاں کریں ان میں سے ایک آدھ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔

سوال:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کے علم غیب کا قائل ہونا یا مولوی احمد رضا خان کا یہ اعتقاد رکھنا کیسا ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً

جو شخص علم غیب کلی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت مانتا ہے وہ شخص مشرک

ہے فقہا اور علماء عقائد نے اس کی تکفیر کی ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۳ ص ۱۶۱ ادارالاشاعت کراچی)

ابن شیر خدا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری خلیفہ مجاز حضرت حکیم الامت رحمہا اللہ لکھتے ہیں۔

فاضل بریلوی احمد رضا خان صاحب بریلوی معلم اول فرقہ رضا خانی کا کفر و ارتداد اور خارج اسلام ہونا اور جس قدر بھی مرتد کے احکام ہیں ان کا ان پر اور ان کی اولاد پر جاری ہونا اور یہی نہیں بلکہ ان کے عقائد باطلہ پر اطلاع پا کر ان کو کافر مرتد جہنمی خارج از اسلام نہ کہنے والا ، ان کے کفر و ارتداد اور جہنمی ہونے میں شک تردد و احتیاط کرنے والا بھی کافر و مرتد ہے۔

(خنجر ایمانی ص ۲۳)

کیوں غلام صاحب گم سم تو نہیں ہو گئے؟

فاضل بریلوی پر اب ایک اور کفر کی رجسٹری ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی حسن علی رضوی لکھتے ہیں اگر آپ کے عقائد و اعمال معاذ اللہ کفریہ شرکیہ وغیرہ ہوتے تو اکابر دیوبند سیدنا امام احمد رضا فاضل بریلوی پر ضرور ضرور فتویٰ کفر لگاتے اور آپ کی لازماً تکفیر کرتے۔ (محاسبہ دیوبندیت ج ۲ ص ۳۹۳)

غلام صاحب تکفیر تو ہم نے ثابت کر دی ہے اب فاضل بریلوی تمہارے کاغذوں میں بھی کافر ثابت ہوا اور تمہارا اصول ہے اگر وہ کافر تو نیچے سب بریلوی کافر لہٰذا اس کی نحوست سے آپ اور آپ کے ابا جان بھی گئے۔ اب تجدید ایمان و نکاح کریں ورنہ اولاد کا کیا ہو گا؟ وہ اگر ہم سے پوچھیں تو ہم بتا دیں گے۔ غلام صاحب ص ۵۸ پر یوں رقمطراز ہیں۔ مولانا شوق صاحب کی روایت ہے کہ پیر مہر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حسام الحرمین کو ملاحظہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ میں فتوحات مکیہ اور حسام الحرمین کا درس دوں گا۔

پیر صاحب کی کتب و سوانح وغیرہ کا مطالعہ کرنے والا سمجھتا ہے کہ پیر صاحب نے

فتوحات مکیہ کا درس تو دیا مگر حسام الحرمین کو منہ نہ لگایا۔ کیونکہ یہ اہل السنۃ دیوبند کے خلاف لکھی گئی تھی اور مرزا قادیانی کو ایک بہانہ بنایا گیا تھا اس لئے پیر مہر علی شاہ نے حسام الحرمین کو منہ نہ لگایا۔ بقول بریلوی حضرات کے دیکھی تو سہی مگر تکفیر نہ کی۔ جیسا کہ پیر صاحب کے خاندان کے آدمی پیر نصیر الدین گولڑوی لکھتے ہیں کہ ہمارے حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ کسی کلمہ گو کو کافر یا مشرک کہنے کے حق میں نہیں تھے اور نہ کبھی آپ نے کسی دیوبندی کو کافر یا مشرک قرار دیا۔ (راہ ورسم ومنزل ہا ص ۲۶۶)

آپ کے والد اشرف سیالوی کے استاد مولوی عطا محمد بندیالوی لکھتے ہیں۔

لیکن یہ بات اعلیٰ حضرت (گولڑوی) کی شان کے بالکل خلاف ہے کہ کسی مولوی کو تکفیر کا مشورہ دیں مرزا قادیانی علیہ ماعلیہ کے سوا اعلیٰ حضرت نے کسی کی تکفیر نہیں کی دیوبندیوں اور بریلویوں میں تکفیر تک اختلاف ہے۔ بعض دیوبندیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی (العیاذ باللہ) اور فاضل بریلوی قدس سرہ اور علماء حرمین الشریفین نے ان گستاخ دیوبندیوں کی تکفیر کی؟ لیکن سیدنا حضرت پیر مہر علی شاہ رضی اللہ عنہ اس پر خاموش رہے اور کسی کی تکفیر نہیں کی۔ (سیف العطاء ص ۱۱۴)

ہاں غلام جی آپ کے روحانی والد تو کہہ رہے ہیں پیر مہر علی شاہ صاحب خاموش رہے معلوم ہوتا ہے کہ پیر صاحب کو عبارات کا پتہ تھا مگر اس کے باوجود بھی انہیں مسلمان سمجھتے رہے۔ اب سوال اٹھے گا بندیالوی سمیت تم سب فاضل بریلوی تک کہتے ہو جو اعلیٰ حضرت کے فتویٰ تکفیر میں شک کرے یا ان کو کافر نہ کہے تو کافر ہے اور اس پر ایمان بھی رکھتے ہو تو بتاؤ کہ اگر فاضل بریلوی اور تم سچے ہو تو پھر پیر صاحب گئے۔ اگر ان کو بچاتے ہو تو فاضل بریلوی اور تم سب گئے۔ آپ اب خود فیصلہ کر لیں اور اس کو چھاپ دیں کہ کون کافر ہے؟

اس کے باوجود بھی غلام صاحب کا ص ۶۱ پر یہ لکھنا کہ ہمارے مخالفین میں سے کوئی

شخص آج تک اس امر کا ثبوت پیش نہیں کر سکا کہ فلاں مسلم بین الفریقین بزرگ کے سامنے مذکورہ عبارات پیش کی گئی ہوں اور انہوں نے تکفیر سے سکوت فرمایا ہو اور عبارات کو بے غبار قرار دیا ہو۔

ہم پیچھے پیر مہر علی شاہ صاحب کے حوالے سے مفصل بحث کر چکے ہیں غلام اپنے منہ ہی جھوٹا نکلا اور یہ بات غلام کے دجل وفریب اور خیانت وجھوٹ کو ۱۰۰ فیصد ثابت کر رہی ہے۔ کیونکہ جب خود ہی لکھتے ہو کہ حسام الحرمین کو پیر مہر علی شاہ صاحب نے ملاحظہ فرمایا تھا۔

۸۔ غلام صاحب خزینہ معرفت کے حوالے سے بری طرح پریشان ہیں کیونکہ اس میں تھا کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں اور اس میں سے ایک شاہ صاحب (امام العصر سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ) ہیں جبکہ غلام صاحب کا عقیدہ یوں ہے جو انہوں نے ص ۱۳۴ پر لکھا ہے۔ سرفراز صاحب کے مسلک کے ناقوس اعظم انور شاہ کشمری۔

ہائے افسوس میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جس کو اتنا تکریم واحترام سے نوازیں یہ کل کا غلام ان کے بارے میں کیا کہتا ہے جلد ہم دوسری طرف آتے ہیں۔ غلام صاحب تمہارے باپ نے دو جگہ امام العصر رحمۃ اللہ کو مرحوم لکھا ہے۔ کوثر الخیرات میں ص ۱۵۹ کے حاشیہ پر اور مناظرہ جھنگ مطبوعہ جہلم کے ص ۲۶۸ پر لکھا ہے بقول انور شاہ مرحوم۔

غلام صاحب اب آپ خود سوچیں امام العصر کو آپ کا باپ بھی مرحوم مانتا ہے حالانکہ تمہارے گھر ہی میں فتویٰ موجود ہے کافر کو شہید یا مرحوم کہنا کفر ہے۔

(فتاویٰ شارح بخاری ج ۲ ص ۴۴۵)

چونکہ امام العصر رحمۃ اللہ علیہ کو والد غلام صاحب مسلمان ہیں سمجھتے اس لئے ان کا باپ کفر کے گھاٹ اتر گیا۔ غلام صاحب امام العصر رحمۃ اللہ سے بغض چھوڑ دیں ورنہ آپ بھی اسی گھاٹ میں اتریں گے۔ کیونکہ جس باپ کی وکالت پر آپ لگے ہیں وہ تو اتر چکا ہے اس

کی در گت پر تفصیل دست وگریبان میں تفصیلی موجود ہے وہیں دیکھ لیں۔

باقی رہا حوالہ تو یہ حوالہ نہ الحاقی ہے نہ ہی غلط ایک بزرگ کی بات ہے اور آپ کا یہ تاویل کرنا کہ صوفی کی بات حجت نہیں بھی ہم کو مضر اور آپ کو مفید نہیں کیونکہ ہمارا استدلال آپ کے ذہن میں آیا ہی نہیں۔

ہمارا استدلال یہ ہے کہ بریلوی مسلک میں بزرگ تو عورت کے شرمگاہ میں نطفہ جاتے ہوئے اور مرد کے صلب سے آتے ہوئے بھی دیکھتے ہیں رات کی تاریکی میں جب مرید اپنی بیگم پر آئے تو بھی موجود بھی ہوتے ہیں اور دیکھتے بھی ہیں۔اگر بزرگوں کو اتنی نظر کی وسعت حاصل ہے تو دل میں ہونے والے کفر وایمان کو نہیں دیکھتے؟ اگر علامہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ کے دل میں ایمان نہ تھا بلکہ معاذ اللہ کفر تھا تو پھر میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو یہاں کیوں کچھ نظر نہ آیا تمہارے بقول ان کی نظر تو ادھر چھپی جگہ تک پہنچ گئی اور سامنے دھک دھک کرنے والے دل تک نہ پہنچی یہ کیسے ہوسکتا ہے غلام صاحب آپ میاں صاحب رحمتہ اللہ کے حوالے سے پریشان نہ ہوں آپ اپنے باپ کی فکر کریں۔بریلوی مسلک کے اعتبار سے میاں صاحب کا دامن محفوظ نہیں رہے گا کفر سے کیونکہ میاں صاحب کے حوالے سے ان کی بات نقل کئی کتب میں نقل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں جبکہ آپ علیہ السلام کو بشر کہنے پر بریلوی کتب میں کافر کا فتویٰ دیا گیا ہے۔

جیسا کہ نور العرفان ص ۶۳۶، ۴۴۸ عبدالرشید سمندری والے کی کتاب رشد الایمان ص ۴۵ ضرورت مرشد ص ۲۳۵، خیر بشر کی نوری بشریت ص ۳۹، ۴۰، ۵۷، ۴۳۸، ۶۶ شہنشاہ کل ص ۴۴، ۴۵، محمد اول صلی اللہ علیہ وسلم ص ۷۷ وغیرہ کئی کتب میں موجود ہے تو کیا میاں صاحب بریلوی مسلک کے اعتبار سے مسلمان رہے؟ بریلوی مذہب کوئی محسن نہیں ہے کہ میاں صاحب پر یہ احسان کرے کہ انہیں مسلمان رہنے دے۔

آگے دیکھئے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز مولوی محمد عمر بیر بلوی لکھتے ہیں۔

حضور قبلہ رحمۃ اللہ علیہ اکثر مخالفین کو پاک لوگوں کے مزارات پر انوار پر جانے اور ان سے فیوضات باطنی کے حاصل کرنے کا ارشاد فرماتے۔ لیکن عوام طبقہ کی قبر پرستی سے آپ ہمیشہ نالاں رہتے بلکہ بزرگان سلف کے عرس اور دیگر تقریبوں کو (عوام کے عقائد کو مدنظر رکھتے ہوئے) بنظر استحسان نہ دیکھتے چنانچہ باوجود روحانی اور گہرے تعلقات کے خود کوئی عرس کسی بزرگ کا اور کوئی نیاز گیارھویں بارھویں کی نہ فرماتے اور فرماتے کہ اصل دین کو چھوڑ کر کہاں سے کہاں مسلمان جا نکلے اور کام تھوڑے ہیں کہ مسلمانانہیں چھوڑ کر ان میں جا گرے۔

(انقلاب حقیقت ص ۶۸)

غلام صاحب کچھ سمجھ آیا یا بالکل نہیں؟

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خادم خاص لکھتے ہیں۔ آپ نے اپنی مسجد میں نعت خوانی اور غزل خوانی بند کر دی اس سے پہلے آپ کی مسجد میں نعت خوانی غزل خوانی ہوا کرتی تھی اور آپ سنا کرتے تھے اور خود بھی بہت شعر پڑھا کرتے تھے آپ نعت خوانوں کو نعت کی کاپیاں لکھ کر دیا کرتے تھے جب آپ کا مشرب عالی ہو گیا تو آپ کی مجلس شعر و اشعار سے خالی ہو گئی اور آپ ہر وقت قال اللہ اور قال الرسولؐ ہی فرمایا کرتے تھے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نظموں اور لفظوں میں نہیں بلکہ حال میں ہے۔

تم ایسے بن جاؤ تمہارا ہر فعل ہر قول ہر حرکت ہر عمل سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو بعض بے سمجھ کہہ دیتے کہ یہ مسجد وہابیوں کی ہے۔ (خزینہ معرفت ص ۳۱۷)

گویا یہ کام نہ کرنے والوں کو وہابی کہنے والے ناسمجھ ہیں تو غلام صاحب کی کمپنی نہ سمجھ لوگوں کی ہی ہوئی ناں؟

یہی مرید خاص لکھتے ہیں۔

حکیم نور حسین صاحب کا بیان ہے بتاریخ ۱۱ اپریل ۱۹۲۷ء کو خادم معہ حافظ محمد صاحب امام مسجد کشمیریاں و میاں رکن الدین ڈنگہ حاضر خدمت ہوئے۔ آپ نے رکن الدین سے پوچھا۔ کہ آپ کس خاندان میں بیعت ہیں۔ اس نے کہا کہ میں خاندان چشتیہ میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے خاندان میں بیعت ہوں پھر آپ نے فرمایا۔

آپ مجھ سے عمر میں بڑے ہوں گے جو بات آج سے بیس سال پہلے تھی وہ اب نظر آتی ہے؟ خواجہ شمس الدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ سیالوی کے جانشین اپنے دادا صاحب کے طریقہ پر عامل ہیں اور ان کی پیروی کر رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ واقعی وہ بات نظر نہیں آتی۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں آنے کی تکلیف کیسے کی ہے اس نے عرض کی کہ دعا کریں کہ خاتمہ بالخیر ہو اور کچھ مختصر وظیفہ پڑھنے کی اجازت فرمائی جائے آپ نے فرمایا کہ آپ کے پاس کافی وظیفہ لسانی کا مجموعہ ہے جو کہ پیر صاحب نے آپ کو بتلایا ہے ان پر عمل کرو کافی ہے۔ قرآن شریف اور درود شریف سے بڑھ کر اور کیا وظیفہ ہے۔ غائب کا علم کسی کو نہیں وقت خاتمہ خداوند کریم کے اختیار میں ہے یہ کس کو معلوم ہے کہ خاتمہ اچھا ہوگا یا برا ہوگا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اپنی طرف سے کچھ کہنا ہی بہتر ہے اگر روز ازل سے آپ کی قسمت میں برا لکھا ہے تو میں اسکو اچھا نہیں کر سکتا آپ کچھ کیا کریں موت ضروری ہے پھر حافظ محمد صاحب سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ قرآن شریف کا ترجمہ دیکھا کرو۔

(خزینہ معرفت ص ۳۲۲، ۳۲۳)

اس سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

سیال شریف کے بعد والے حضرات جو اشرف سیالوی وغیرہ کے مرشد بنتے ہیں وہ سیال شریف کے بڑوں کے طریقہ پر نہیں ہیں۔

اور یہ بھی ثابت ہوئی کہ غیب کا علم خدا کے علاوہ کسی کو نہیں ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ موت کا وقت خدا کے علم واختیار میں ہے اور کسی کے علم وقدرت میں نہیں کیا ان باتوں کیوجہ سے غلام صاحب کا مسلک ان کو معاف کرے گا؟

اسی کتاب میں ہے۔

ایک روز فرمایا تذکرہ غوثیہ میں حضرت غوث علی شاہ صاحب نے موٹی موٹی باتیں کر کے سلوک سمجھادیا ہے۔ (خزینہ معرفت ص ۲۴۰)

اسی میں ہے ایک مرتبہ آپ پانی پت تشریف لے گئے وہاں حضرت غوث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی درگاہ میں گئے بعد فاتحہ حضرت غوث علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ گل حسن صاحب سے ملے الخ۔ (خزینہ معرفت ص ۱۳۷)

جبکہ رضا خانی دین تو تذکرہ غوثیہ کو بہت برا سمجھتا ہے وہ اس طرح کہ فاضل بریلوی کہتے ہیں تذکرہ غوثیہ نامی کتاب گمراہی اور کفر کی باتوں پر مشتمل ہے۔

(فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۳۹۹ فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۷۸)

اور فتاویٰ شارح بخاری ج ۲ ص ۵۲۷ پر بھی تذکرہ غوثیہ کی حکایت کی طرح ایک حکایت پر فتویٰ یوں لگاتے ہیں۔

اگر یہ صحیح ہے تو یہ امام کافر و مرتد ہو گیا اسلام سے خارج ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔ کئی بریلوی اس کتاب سے استناد بھی کرتے ہیں۔

اب بتائیے غلام صاحب کیا میاں صاحب کفر و گمراہی کی تعریف کر رہے ہیں؟

القصہ بریلوی مسلک کسی طرح بھی میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو معاف نہیں کرتا۔

اب ہم اس غلام سے پوچھتے ہیں جو تیرا طریقہ ہے اس کے مطابق میاں صاحب کو رحمتہ اللہ علیہ کہنا کیسا ہے بریلوی مذہب میں؟ کیوں کہ یہ مذہب تو جو فتاویٰ جات لگا چکا ہے وہ سب کے سامنے ہے تو ایسے آدمی کی تعریف کر کے بریلوی مسلک میں تیرا کیا حال ہوا؟ وہ بتادیجئے۔

۹۔ خواجہ قمر الدین صاحب کا قول غلام نے نقل کیا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا فقیر کے پاس ایک استفتاء پہنچا کہ زید یہ کہتا ہے کہ خاتم النبین کا معنی صرف آخری نبی اگر نہ کیا جائے بلکہ یہ معنی بھی کرلیا جائے کہ تمام انبیاء کرام حضور اقدس علیہ السلام کے انوار و فیوض سے مستفیض ہیں تو نہایت مناسب ہوگا کیا زید پر کفر کا فتویٰ لگایا جاسکتا ہے یا نہیں جواب میں لکھا کہ اس قول پر زید کو کافر نہ کہا جائے۔ (تنقیدی جائزہ ج ۱ ص ۶۷،۶۶)

جبکہ غلام صاحب کیا آپ کو علم نہیں کہ آپ کے ہم مسلک تبسم شاہ بخاری نے کتاب لکھی اور اس میں وہ لکھتے ہیں۔

جملہ آئمہ کرام مفسرین و محدثین نے قرآن و حدیث کی روشنی میں یہی بتایا کہ خاتم بمعنی آخری نبی ہے اسی پر اجماع اور اسی پر تواتر ثابت ہے۔ اس معنی میں نہ کوئی تاویل مانی جائے گی نہ کوئی تخصیص بلکہ تاویل و تخصیص کرنے والا بھی خارج از اسلام ہوگا اور سمجھ بوجھ کر بھی ایسے کافر کے کفر میں شک کرنے والا اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۲۳)

کیوں غلام صاحب خواجہ صاحب کو کافر بنانا چاہتے ہو؟

کیا تمہارے مسلک کا یہی کام ہے کہ اپنے پرائے سب کو کافر کہتے جاؤ۔ چونکہ تیرے باپ کو خواجہ صاحب نے ظالم وغیرہ کہا تھا جیسا کہ انوار قمریہ کی تیسری جلد میں ہے تو نے بدلہ لینے کے لئے خواجہ صاحب کو کافر بنانے کے لئے ان پر جھوٹ گھڑ دیا۔ اعاذ نا اللہ منہ۔

غلام نے خواجہ قمر الدین سیالوی صاحب پر ایک اور جھوٹ گھڑا کہ وہ کہتے ہیں جو لوگ اللہ کے لئے کذب کا عقیدہ رکھتے ہیں تحقیق یہ لوگ کافر ہو گئے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف امکان کذب منسوب کیا ہے اسی طرح یہ لوگ حضور علیہ السلام کے اوصاف کاملہ کے انکار کی وجہ سے کافر ہو گئے جن صفات کاملہ کا ان لوگوں نے انکار کیا ان میں علم غیب اور حاضر و ناظر اور

معراج کی رات حضور علیہ السلام کا اللہ کی زیارت کرنا اور حضور علیہ السلام کی اعانت کا انکار کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استمداد کا منکر ہو جانا یہ ان کے کفر کی وجوہات ہیں۔

(تنقیدی جائزہ ص ۶۹)

اس سے مندرہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

۱۔ جو امکان کذب کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے۔

۲۔ علم غیب کا منکر کافر ہے۔

۳۔ حاضر و ناظر کا منکر کافر ہے۔

۴۔ معراج پر خدا کی زیارت کا منکر کافر ہے۔

۵۔ آپ سے استمداد و استعانت کا منکر کافر ہے۔

اب یہ بات کہ امکان کذب کا قائل کافر ہے تو پھر فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔

مسئلہ امکان کذب کے باعث ان پر اٹھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے سُبحٰن السبوح میں بالآخر ص ۸۰ طبع اول پر یہی لکھا کہ حاشاء اللہ حاشاء اللہ ہزار بار ماشاء اللہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں۔

(حسام الحرمین مع تمہید ایمان ص ۱۳۴،۱۳۳)

دوسری جگہ یہی فاضل لکھتے ہیں۔

کافر کو کافر نہ کہنے والا اور اس کے کفر و عذاب میں شک کرنے والا خود کافر ہے۔

(فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۳۶۱ فتاویٰ رضویہ ج ۱۴ ص ۲۶۵)

ہاں غلام جی اگر یہ من گھڑت اور جعلی فتویٰ خواجہ صاحب والا درست ہے تو پھر فاضل بریلوی تمہارے اپنے اصول سے اکفر ہوا۔ اب آپ کا جو دل چاہے وہ کرو۔ چاہے فاضل بریلوی کو بچائیں اور چاہیں خواجہ صاحب کو۔

دوسرے نمبر پر فتویٰ یہ ہے کہ علم غیب کا منکر کافر ہے تو پھر سنئے آپ کے علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔ علامہ نووی، علامہ کرمانی، علامہ عسقلانی، علامہ عینی اور دیگر علماء نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ تقاضاء بشریت غیب کا علم نہ تھا۔
(شرح صحیح مسلم ج ۵ ص ۱۰۸)

ہاں غلام صاحب کیا یہ سب العیاذ باللہ کافر ہیں؟

تیسرا فتویٰ یہ تھا کہ جو آپ علیہ السلام کو حاضر و ناظر نہ سمجھے وہ کافر ہے۔

ابوالحسن زید فاروقی صاحب لکھتے ہیں کسی نے آپ (سیدی والد صاحب) سے قیام (میلاد میں کرنے) کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا قیام اگر اس طرح کیا جائے کہ اس میں شرک آجائے تو وہ ناجائز ہے ہر وقت ہر لحہ اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا صرف رب العالمین ہی کی شان ہے۔ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم کی وجہ سے قیام کرنا بہتر ہے۔
(رسائل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۶۷)

معلوم ہوا آپ علیہ السلام کو حاضر و ناظر ہر جگہ سمجھنا شرک ہے۔

تو کیا غلام صاحب ہمت کریں گے کہ شاہ ابوالحسن زید فاروقی اور ان کے والد شاہ ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ پر فتویٰ کفر لگائیں؟ ہم اس طرح کئی فتاوے پیش کر سکتے ہیں۔

چوتھا فتویٰ یہ تھا کہ معراج کی رات حضور علیہ السلام کے دیدار الٰہی کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

تو پھر سنئے غلام رسول سعیدی صاحب شرح مسلم میں لکھتے ہیں (غلام صاحب یہ بات یاد رکھیں کہ یہ آپ کے والد کی مصدقہ ہے)

متقدمین علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا ہے یا نہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ اس کا انکار کرتی ہیں......

علماء کی ایک جماعت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے نظریہ کی قائل ہے حضرت ابن

مسعود رضی اللہ عنہ کا مشہور قول بھی یہی ہے کہ اس کی مثل حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ آپ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تھا۔ محدثین اور فقہا کی ایک جماعت نے کہا کہ دنیا میں روایت باری ممتنع ہے۔ (شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۰۷)

ہاں جی غلام صاحب کیا آپ کے باپ سمیت سب ہی گئے۔ ہمیں آپ کے باپ اور سعیدی کا کوئی دکھ نہیں مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کرنا ہم اپنا ایمان سمجھتے ہیں۔

کیا یہ فتویٰ خواجہ صاحب کا ہو سکتا ہے جوامت میں کسی کو معاف نہ کرے؟

غلام صاحب استمداد کا مسئلہ ادھار رہ گیا وہ ہم پھر کسی وقت بیان کریں گے اب اگر خواجہ صاحب کا یہ فتویٰ ہے تو اتنا خون ان کے ہاتھ سے ہونا یہ بڑی بری بات ہے اب یا تو غلام صاحب آپ جھوٹے ہیں یا پھر خواجہ صاحب ظاہر ہے ان کو تو نہیں کہنا چاہئے اور آپ کے جھوٹا ہونا میں شک نہیں کرنا چاہئے۔

غلام کا ایک اور جھوٹ

۱۰۔ غلام صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت علامہ غلام محمود صاحب کے فرزند ارجمند حضرت مولانا محمد حسین شوق زید مجدہم نے ارشاد فرمایا کہ والد صاحب کے سامنے حسام الحرمین پیش کی گئی اور انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی۔ (تنقیدی جائزہ ص ۷۰)

ہم اس جھوٹ پر لعنۃ اللہ علی الکاذین کے علاوہ مولانا غلام محمود پپلانوی صاحب کا اپنا قول پیش کریں گے کہ وہ لکھتے ہیں طرفین سے افراط وتفریط کے مظاہرے شروع ہوئے ہر ایک فریق نے دوسرے فریق کی تکفیر پر کمر باندھ لی۔ وانا بری من ھذا کلہ لانی الزمت علی نفسی عدم التکفیر احداً کمامر۔ (نجم الرحمان ص ۴۷)

اب معلوم ہو گیا کہ حسام الحرمین کو دیکھ کر رد فرما دیا۔ اور کہا کہ یہ میں نے اپنے اوپر

لازم کرلیا ہے کہ میں دونوں فریق میں سے کسی کی بھی تکفیر نہیں کروں گا۔تو عبارات اکابر دیوبند دیکھ کربھی تکفیر نہ کی بلکہ فاضل بریلوی کے منہ پر طمانچہ دیا جس کے وہ مستحق تھے۔

مسلک بریلوی سے مولانا غلام محمود صاحب کی خدمت

بریلوی مسلک میں وہابی گستاخ رسول کو کہاجاتا ہےاور ظاہر ہے گستاخ رسول کافرہی ہوگا مگر مولانا غلام محمود صاحب لکھتے ہیں۔

وہابی دوقسم کے ہیں مسلمان وہابی اور منافق وہابی۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۷)

توپھر یہ تو گستاخ رسول کوکافر کہنے کی بجائے مسلمان کہہ رہے ہیں تو بریلوی فتویٰ پہلے ہی گزر چکا ہے کہ کافر کو کافر نہ کہنے والا کافر ہے۔تو اس طرح تو مولانا غلام محمود صاحب بریلوی مسلک کی رو سے مسلمان نہ رہےتو ان کے دفاع کی آپ کوکیاضرورت ہے؟

۱۱۔مکفیرین دیوبند کون ہیں؟

غلام صاحب لکھتے ہیں سرفراز صاحب کو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ صرف اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے دیوبندیوں کی تکفیر نہیں کی بلکہ علماء حرمین اور ہندوستان کےتقریباً اڑھائی سوعلماء نےان کی تکفیر فرمائی ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۷۳)

غلام صاحب ناراضگی اور غصہ تھوکئے جن لوگوں نے اہل عرب میں حسام الحرمین پر تصدیق لکھیں وہ سب فاضل بریلوی کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے جیسا کہ عاشق اعلیٰ حضرت لکھتا ہے۔اعلیٰ حضرت نے اپنے فتاویٰ کا خلاصہ ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کوعلماء حرمین کے سامنے پیش فرمایا انہوں نے اس پربھی محبت وعقیدت میں ڈوب کر تقریظیں لکھیں۔

(المیزان کا امام احمد رضانمبر ۴۲۸)

اورغلام صاحب مثل مشہور ہے حبک الشئ یعمی و یصم تو وہ اس حدیث کا مصداق بنے۔

باقی صوارم ہندیہ تو وہ تو پورے فاضل بریلوی کی بولی بولنے والے تھے اور سب ہی بریلوی تھے۔

اگر یہی بات دلیل ہے تو پھر صوارم ہندیہ کا جواب خنجر ایمانی بھی ملاحظہ فرما لیا جائے کہ جس میں ۱۳۹۰ اکابر ہندوستان نے تمہارے بڑوں پر کفر کے فتوے دیئے اور دوسری کتاب براۃ الابرار عن مکائد الاشرار جس میں ۶۴۰ علماء نے اکابر دیو بند کا ساتھ دیا اور حسام الحرمین میں تکفیر اہل السنۃ دیو بند کو ٹھکرا دیا۔

یہ آپ کو نظر کیوں نہ آئی۔ غلام صاحب کا مقصد حق وصداقت نہیں بلکہ باپ کی طرح کتمان حق وصداقت ہے۔

۱۲۔ کیا علامہ فضل حق خیر آبادی نے شاہ شہید کی تکفیر کی؟

غلام صاحب لکھتے ہیں سرفراز کہتا ہے ہندوستان میں کسی اور نے اعلیٰ حضرت کا ساتھ نہیں دیا اور صرف انہوں نے ہی ہمارے اکابر کو کافر کہا ہے جبکہ علامہ فضل حق خیر آبادی اعلیٰ حضرت سے پہلے اسماعیل اور اس کے ماننے والوں کی تکفیر کر چکے ہیں۔

(تنقیدی جائزہ ص ۴۷)

الجواب:

غلام صاحب کی بات سے ایک بات تو یہ معلوم ہوگئی کہ واقعۃً کسی اور نے تکفیر نہیں کی اور غلام کو اگر نام ملا دھوکہ دینے کے لئے تو صرف علامہ خیر آبادی کا۔ غلام صاحب اگر اس کو مانتے ہو تو یہ بھی تو مانو کہ اس نے آخر میں لکھا ہے جو شخص اس کے کفر میں شک وتردد لائے یا اس استخفاف کو معمولی جانے کافر و بے دین نا مسلمان ولعین ہے۔

(شفاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۴۷)

دوسری طرف فاضل بریلوی لکھتا ہے۔

امام الطائفہ (شاہ اسماعیل شہید) کے کفر پر حکم نہیں کرتا۔

(حسام الحرمین مع تمہید ایمان ص ۱۳۴)

دوسری جگہ ہے میرا مسلک یہ ہے کہ وہ یزید کی طرح ہے اگر کوئی کافر کہے منع نہ کریں گے اور خود کہیں گے نہیں۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول ص ۱۳۸)

اب بتاؤ غلام جی اگر علامہ کا فتویٰ سچ ہے تو فاضل کا فر نہ کہنے اور مسلمان سمجھنے کی وجہ سے کافر ٹھہرایا نہ؟

دوسری بات یہ ہے کہ علامہ نے اپنے فتوی کفر سے رجوع کرلیا تھا اس پر دلیل یہ ہے۔

جزیرہ انڈمان میں اپنے زمانہ قید کا واقعہ بیان کرتے ہوئے مفتی عنایت احمد کاکوری فرماتے ہیں مولوی فضل حق صاحب بہت نادم تھے اور فرماتے تھے کہ مجھ سے سخت غلطی ہوئی ہے کہ میں نے مولوی اسماعیل صاحب کی مخالفت کی وہ بے شک حق پر تھے اور میں غلطی پر تھا مجھ پر جو مصیبت پڑی یہ میرے انہیں اعمال کی سزا ہے میری مولوی اسماعیل سے دوستی تھی اور میں بھی ان کے ساتھ شہید ہوتا مگر کیا کیا جائے بدایوں والوں نے ابھار کر ان بھڑا دیا اور میں حق کو باطل کرنے پر تل گیا تم لوگ گواہ رہنا کہ میں اپنے خیالات باطلہ سے توبہ کرتا ہوں اور اگر میں رہا ہو گیا تو اپنی توبہ شائع کروں گا۔

(برصغیر پاک و ہند کے چند تاریخی حقائق ص ۱۶۱ بحوالہ خیر آبادیات ص ۱۴۶)

بریلوی حضرات کو اس بات کا جواب نہیں آیا بلکہ یہ کہنے لگے کہ علامہ نے شاہ صاحب کے اوپر جو حکم کفر عائد کیا وہ بھی معمولی نوعیت کا نہیں بلکہ اس حکم تکفیر کو اصطلاح میں تکفیر کلامی کہتے ہیں اور تکفیر کلامی اس وقت تک نہیں کی جاتی جب تک قائل کفر کا التزام نہ کرے اور احتمال فی الکلام اور احتمال فی المتکلم وغیرہ نہ رفع ہو جائیں اور قائل کے کلام میں تاویل قریب یا تاویل بعید کسی قسم کی تاویل کا احتمال باقی نہ رہے۔ (خیر آبادیات ص ۱۴۷)

القصہ شاہ صاحب کے کلام میں تاویل بعید بھی نہیں ہوسکتی اور یہ التزام کفر تھا۔ لہذا شاہ صاحب کی تکفیر سے علامہ خیر آبادی کا رجوع کرنا ممکن نہیں۔ یہ کہنا چاہتے ہیں مولوی اسید الحق خیر آبادی ہم ان کی خدمت میں اور ان غلام کی عقل کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ غلام کے والد لکھتے ہیں اسماعیل کو اس کی عبارات کے مفہوم ظاہر کے برعکس ممکن التاویل ہونے کی بناء پر کافر نہیں کہا۔ (مناظرہ جھنگ ص ۲۸۳)

مفتی اعظم بریلویہ مصطفےٰ رضا خان لکھتا ہے تاویل بعید ان (شاہ صاحب کے کلام) میں ممکن ہے۔ (جہان مفتی اعظم ص ۷۵۶)

تو میں جناب اسید صاحب سے کہوں گا کہ آپ نے علامہ خیر آبادی کے رجوع کو افسانہ قرار دینے کے لئے جو تکفیر کلامی کا سہارا لیا تو وہ تو ٹوٹ گیا۔

اک بات میں اور کرتا جاؤں کہ اگر وہ تکفیر کلامی تھی تو فاضل بریلوی مسلمان سمجھ کر کافر کیوں نہیں؟ غلام اور اسید صاحب سے کہیں گے اگر علامہ کے فتوے سے فاضل بریلوی کو بچانا چاہتے ہو تو رجوع کو افسانہ نہیں بلکہ حقیقت قرار دو۔

غلام صاحب اب پتہ چلا یا نہیں کہ امام اہلسنت رحمہ اللہ علیہ کا ارشاد درست ہے۔

۱۴۔ کیا دارالعلوم دیوبند کے علماء انگریز کے ایجنٹ تھے؟

غلام صاحب غصے میں آئے اور منہ سے جھاگ بھی نکلنے لگی اور باچھیں کھل گئی اور لال پیلے ہو کر کہنے لگے کہ مناظر احسن گیلانی جو دیوبندی مکتب فکر کے بڑے عالم ہیں سوانح قاسمی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ دیوبند کا مدرسہ انگریز کے مخالف ہوتا تو اس میں انگریز سرکار کے پنشن یافتہ ملازمین کیوں ہوتے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۴۷)

غلام صاحب بات یہ ہے کہ آپ کو پتہ ہی نہیں کہ بات حاشیہ میں لکھی ہے اور حاشیہ حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی رحمتہ اللہ علیہ کا لکھا ہوا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ بات

یوں نہیں بلکہ یوں ہے۔

جس میں اکثریت ایسے حضرات کی تی جو تارک الدنیا اور مسجد نشین بزرگ تھے جنہیں سیاسیات سے تو بجائے خود عام شہری معاملات سے بھی کوئی خاص لگاؤ نہ تھا اور یا ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ کے قدیم ملازم اور حال پنشنرز تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ کو شک وشبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی۔ (حاشیہ سوانح قاسمی ج۲ص۲۴۶)

اصل بات یہ ہے کہ ایک بڑی سوچی سمجھی ترتیب سے یوں کیا گیا کہ گورنمنٹ کے پنشنرز حضرات کو معلمین بنایا گیا تا کہ کسی کو یہ شک نہ پڑے کہ یہ انگریز کے مخالف مدرسہ ہے ورنہ یہ چل نہ سکتا۔ مگر کام تو یہی کیا گیا کہ انگریز کی نفرت کوٹ کوٹ کر بھری جائے جیسا کہ تاریخ نے دیکھا بھی سہی کہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جیسے حضرات ابھرے اور انگریز سے ٹکرا گئے یہ کام کرنے کی ترتیب تھی اور انگریز کی آنکھوں میں دھول جھونکنی تھی۔ مگر اس عبارت سے تو یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ اگر مخالف ہوتا تو پنشنرز کیوں رکھے جاتے۔ بات بدلنا رضا خانی حضرات سے کوئی سیکھے الامان والحفیظ۔

۱۴۔ علامہ فرنگی محلی یا فاضل بریلوی تکفیر کی زد میں؟

غلام نے ص۸۷ پر امام اہلسنت پر اعتراض کیا کہ انہوں نے کیوں عبدالباری فرنگی محلی کی تکفیر کی بات کی ہے وہ تو خود تو بہ کر رہا تھا۔ الخ

غلام صاحب یہ سب تمہاری اپنی ہی کارستانی ہے کہ اسکے نام سے خطوط گھڑ کر اس کو توبہ کروائی اور پھر فاضل بریلوی کا دوست بنا دیا۔

ہمارا سوال تم سے یہ ہے تمہارے بقول اس نے توبہ کر لی تھی مگر جب تمہاری الطاری الداری کو دیکھیں تو بات عجیب لگتی ہے کہ اس میں تو معلوم ہوتا ہے کہ توبہ کے بعد اس نے یہ بات برملا کہی تھی کہ ہمارے اکابر نے اعیان علماء دیو بند کی تکفیر نہیں کہ جو حقوق اسلام کے

ہیں اس سے ان کو کبھی مخدوم نہیں رکھا۔

یہ بات کلیات مکاتیب رضاص ۳۹۰ پر بھی موجود ہے۔

اور دوسری طرف جب فاضل بریلوی نے انہیں حفظ الایمان کی متنازعہ عبارت دکھائی تو انہوں نے کہا مجھے تو اس میں کفر نظر نہیں آتا اعلیٰ حضرت نے ایک مثال دی پھر بھی انہوں نے نہ مانا اعلیٰ حضرت خاموش ہو گئے اور دوستی محبت کو برقرار رکھا۔

(انوار سیرت مظہریہ ص۲۹۲ مصدقہ پروفیسر مسعود)

تو اب سوال یہ ہے کہ حسام الحرمین کے فتوے کے مطابق تو عبدالباری کو کافر کہنا چاہئے تھا مگر فاضل بریلوی نے دوستی و محبت کو برقرار رکھا تو حسام الحرمین کا دشمن خود بنا اور حسام الحرمین کا منکر تو تمہارے نزدیک کافر ہے۔ اب فاضل بریلوی مسلمان کیسے ٹھہرا ہے کسی رضا خانی میں جرأت ہے کہ فاضل بریلوی کو اس کفر کے پھندے سے نجات دلا سکے۔ غلام صاحب سب غلاموں کو اکٹھا کرلو پھر بھی آپ کی ہمت نہیں کہ اس عقدے کو حل کرسکو۔

۱۵۔ مریض الامت غلام صاحب زد میں۔

دیوبندی ابوجہل وابولہب کے بڑے بھائی ہیں۔ (تنقیدی جائزہ ص۹۲)

ہم غلام صاحب کو دعوت فکر دیں گے کہ تم مریض صاحب کی بات ٹھیک ہے یا تمہارے حکیم الامت کی۔ وہ تو لکھتے ہیں آدم علیہ السلام ایک ہیں مگر ان کی اولاد میں مومن بھی ہے کافر بھی، مشرک بھی منافق بھی پھر مومنوں میں اولیاء بھی ہیں انبیاء بھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی گویا ایک درخت ہیں ایسے مختلف پھل لگا دیتا ہے کہ اس میں فرعون ہے اسی میں موسیٰ علیہ السلام ہیں اسی میں ابوجہل ہے اسی میں حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ کمال قدرت ہے اور اس کی رحمت کی بھی دلیل ہے کہ سارے انسان اس رشتہ سے بھائی بھائی ہیں۔

(تفسیر نعیمی ج ۷ ص ۲۴۰ مکتبہ اسلامیہ)

ہاں جی یہ تو نعوذ باللہ ابو جہل کو بھائی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قرار دے رہے ہیں اس تمہارے حکیم کا کیا بنے گا؟

غلام صاحب آپ کے ہم مشرب حنیف قریشی صاحب لکھتے ہیں ''مولوی صاحب غور سے سننا اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھائی یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی کہا۔ ہمیں تو اس پر اعتراض ہے کہ جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت قرآن کہتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ تعلیم اور حکم دینا کہ ان کی تعظیم بڑے بھائی جتنی کرو۔ (مناظرہ گستاخ کون ص۹۶)

تو معلوم ہوا کہ یہ تو آپ کو بھی تسلیم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھائی کہا ہے اور بھائی کہنے پر ہمیں اعتراض نہیں ہے مگر اعتراض یہ ہے کہ بڑے بھائی جتنی تعظیم کہنا غلط ہے۔

غلام صاحب اصل عبارت پر غور کریں تو اعتراض خود بخود مندفع ہو جاتا ہے اصل عبارت یہ ہے۔

یعنی انسان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے۔

اب بتایئے یہاں تو مطلق بات ہے انبیاء کا تو تذکرہ ہی نہیں پھر کیسے آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لے لیا۔ آپ کے حنیف قریشی صاحب لکھتے ہیں ایک ہے یہ کہنا کہ ساری مخلوق اللہ کے سامنے ذرہ ناچیز کی طرح ہے تو یہ اور بات ہے اور تمام انبیاء اور تمام شہداء تمام اولیاء امام۔ امام زادہ کو ذکر کر کے کہنا یہ اللہ کے سامنے ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں تو یہ اور بات ہے یہاں انبیاء اولیاء کی تخصیص نے اس عبارت کو گستاخانہ بنا دیا اور یہاں

سنگینی تخصیص کی وجہ سے آئی ہے۔ (مناظرہ گستاخ کون ص ۱۳۵)

گویا مطلق کہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اور یہاں دیکھیں تو مطلق بات ہے انسان سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے۔

پھر آگے لکھتے ہیں مالک سب کا اللہ ہے بندگی اسی کی چاہیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء انبیاء امام زادہ پیر و شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے نہ خدا کی سی۔ (تقویۃ الایمان)

اب دیکھیں جہاں انبیاء اولیاء کا تذکرہ کیا وہاں یہ نہیں کہا کہ ان کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرو بلکہ کہا ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے نہ خدا کی سی۔

اگر غلام صاحب کہیں کہ انسان سب بھائی بھائی ہیں جو اوپر والی عبارت ہے جس میں کہا ان کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیئے۔ چونکہ انسان سب میں انبیاء بھی تو آ گئے لہٰذا بات تو وہیں کی وہیں ہوئی تو جواباً عرض یہ ہے کہ آپ کے ہم مسلک و مشرب یہ لکھتے ہیں ایک ہے کسی چیز یا ذات کا ذکر تحت العموم اور ایک ہے ذکر بالتخصیص ذکر تحت العموم کا معاملہ اور ہے اور تخصیص کے ساتھ ذکر کا معاملہ اور ہے مثلاً آیت اللہ خالق کل شیء کہنا یعنی اللہ ہر شے کا خالق ہے یہ اس کی عظمت کا بیان ہے اب ہر شے کے اندر انسان حیوان بندر خنزیر سب داخل ہیں اب اگر کوئی شخص تخصیص کر کے کہتا ہے اللہ خالق الخنازیر اللہ خنزیروں کا پیدا کرنے والا ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی توہین ہے اسی طرح ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الا ان الدنیا ملعونۃ وملعون مافیھا الا ذکر اللہ وما والاہ (و عالم و متعلم۔) (ابن ماجہ ترمذی ج ۲ ص ۵۲ مشکوٰۃ ص ۴۴۱)

آ گاہ رہو دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اس سے محبت کرے عالم اور علم سیکھنے والے اب یہاں چار چیزوں کو لعنت سے استثناء ہے ذکر، ذکر سے محبت واے عالم اور متعلم اس حدیث کو اس طرح بیان کیا جائے تو کوئی طبقہ اسے اپنی توہین نہیں سمجھتا لیکن اگر تخصیص کر کے کہا جائے کہ سارے ڈاکٹر سارے فوجی، سارے پولیس والے سارے دکاندار سارے کھلاڑی سارے سیاستدان ملعون ہیں تو یقیناً اس میں گستاخی ہوگی......

ابن ماجہ کتاب الزہد کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ دلنی عمل اذا عملۃ احبنی اللہ و احبنی الناس ۔حضور مجھے ایسا عمل بتائیں کہ جسے بجالاکر میں اللہ کا بھی محبوب بن جاؤں اور لوگ بھی مجھ سے پیار کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ازھد فی الدنیا یحبک اللہ دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ تجھ سے پیار کرے گا اور ازھد فیھا عن الناس یحبک الناس تمام انسانوں سے بے رغبت ہو جاؤ تو لوگ تجھ سے پیار کریں گے اب غور کریں یہاں کہا گیا ہے کہ لوگوں سے بے رغبت ہو جا تو کیا اس سے کوئی یہ ثابت کرے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے رغبت ہو جانا چاہئے کیونکہ وہ بھی الناس میں شامل ہیں جب یقیناً نہیں الخ۔

(مناظرہ گستاخ کون ص ۱۳۴، ۱۳۵)

غلام صاحب آپ کے ہم مشرب و ہم مسلک نے دلائل قرآنیہ اور احادیث سے ثابت کر دیا۔ مطلقاً یا عام بات کر دینا جرم نہیں تخصیص کر کے کہنا جرم ہے تو شاہ شہید نے بھی عام اور مطلقاً کہا ہے نبی و ولی کا وہاں تذکرہ ہی نہیں کیا اور انہوں نے وہاں یہ کہہ دیا کہ ان کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہئے اور جہاں انبیاء کرام و اولیاء کا تذکرہ خیر ہے وہاں کہا ہے کہ ان

کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے۔ جہاں عموم ہے وہاں بات بڑے بھائی کی تعظیم کی ہے اور جہاں خصوص ہے تو وہاں تعظیم انسانوں کی سی ہے تو یہ اعتراض کرنا فضول ہوا۔

ایک مثال اور قریشی صاحب لکھتے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔

انہ کان ظلوما جھولا۔ وہ (انسان) بڑا ہی ظالم وہ جاہل ہے۔

(ترجمہ از مولانا محمد جونا گڑھی)

اب اگر اس آیت کو سامنے رکھتے ہوئے بندہ کہے کہ انبیاء اولیاء علماء صلحا اتقیا، اور ائمہ ظالم و جاہل ہیں تو کیا یہ گستاخی نہ ہوگی۔ یقینا یہ گستاخی تخصیص کی وجہ سے آئی۔ اسی طرح ایک شہر میں ہر طرح کے لوگ رہتے ہیں امیر غریب سید، عباسی چوہڑے مسلی شہر کا ناظم آئے تو اگر اعلان کیا جائے کہ شہر کے ناظم آتے ہیں تو اس میں ناظم کی عزت ہے لیکن اگر تخصیص کر کے کہا جائے کہ چوہڑوں اور مسلیوں کے ناظم آئے ہیں تو یہ اس کی توہین ہے۔

(مناظر گستاخ کون ص ۱۳۵)

قریشی صاحب ذرا اس غلام کو بھی سمجھائیں کہ ضد چھوڑ دے ویسے غلام صاحب ہم نے تو عموم سے کہا ہے تخصیص تو تم کر رہے ہو لہذا گستاخی تم کر رہے ہو نہ کہ ہم۔

باقی ایک بات ہم قریشی صاحب سے بھی کریں گے یہ سارا ملبہ آپ پر بھی گرتا ہے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی اللہ کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل ہے تو بھی جملہ عموم کا ہے اور مطلقا ہے تخصیص تو نہیں ہے۔ کسی مخلوق کا نام تو نہیں لیا۔ تو پھر آپ کیوں ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ گئے ہیں۔ ہاں اگر نام لیتے انبیاء و اولیاء کا تو پھر بات اور تھی مگر نام تو انہوں نے کسی مخلوق کا نہیں لیا۔ اگر آپ کہیں کہ چھوٹی و بڑی سے تخصیص کر دی ہے تو یہ بات درست نہیں کیونکہ یہ چھوٹی بڑی بطور جسامت کے بات ہو رہی ہے نہ کہ عظمت کی بات

ہورہی ہے جیسے پہاڑ، درخت، مکانات، آسمان وزمین، اور حیوانات اور چھوٹی میں پودے، اورذرات عالم، قطرات وغیرہا، تو انبیاء واولیاء کا تذکرہ تو پھر بھی نہیں آتا۔ تو آپ کو بھی غصہ تھوک دینا چاہئے۔

غلام صاحب آخر میں لکھتے ہیں جب آپ اہل ایمان کے بھائی ٹھہرے تو ان کو آپس میں بھائی بنانے والا باپ تلاش کرنا پڑے گا تو ہم اس انتظار میں ہیں کہ علماء دیوبند کس کو باپ بتاتے ہیں۔ (تنقیدی جائزہ ص ۹۵)

غلام صاحب یہی سوال میرا آپ سے ہے۔ غلام رسول سعیدی لکھتا ہے قیامت تک کے تمام مسلمان آپ کے دینی بھائی ہیں۔ (تبیان القرآن ج ۷ ص ۲۳۰)

آگے لکھتے ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر نے کہا کہ تمام اہل ایمان آپ کے دینی بھائی ہیں۔

(تبیان القرآن ج ۷ ص ۲۳۱)

محبوب سبحانی غوث صمدانی ظل رحمانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اے جمال اللہ! میرے بھائی مہتر عیسیٰ علیہ السلام کو میرا سلام پہنچانا۔

(تحفہ قادریہ ص ۱۱۰)

فاضل بریلوی کہتے ہیں تحفہ قادریہ شریف اعلیٰ درجہ کی مستند کتاب ہے میں اس کے مطالعہ سے بالاستیعاب بارہا مشرف ہوا۔ (بدعات کے خلاف ۱۰۰ فتوے ص ۶۴)

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس کا جواب آپ عطاء فرمائیں۔

۱۶۔ کیا عبارت کو بدل دینا گستاخی تسلیم کرنا ہے؟

غلام صاحب لکھتے ہیں اگر گستاخی کا ایہام نہیں تھا تو عبارت تبدیل کیوں کی۔

(تنقیدی جائزہ ص ۹۷)

معلوم ہوتا ہے غلام صاحب کا فیصلہ یہی ہے کہ جب عبارت بدل دی جائے تو یہ دلیل ہو گی اس بات کہ عبارت گستاخانہ ہے یا گستاخانہ مضمون کا وہم ڈال رہی ہے یا اشارہ کر رہی ہے۔

اب ہمارا اس غلام صاحب سے سوال یہ ہے کہ دعوت اسلامی کے مکتبہ المدینۃ سے چھپنے والی ملفوظات اعلیٰ حضرت کا ہی مطالعہ فرما لیتے تو بات صاف ہو جاتی کہ وہ گستاخانہ مضامین پر مشتمل ہے۔ یہ موقف صرف غلام صاحب کا نہیں بلکہ بریلویوں کی مصدقہ کتاب محاسبہ دیوبندیت میں بھی موجود ہے کہ عبارت کو بدلنے کا واضح مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس عبارت میں گستاخی خود ان کو بھی نظر آ گئی مگر توبہ مقدر میں نہیں۔

(محاسبہ دیوبندیت ج ۲ ص ۴۲۹)

یہی اصول بریلویوں کی معتمد علیہ کتاب ختم نبوت اور تحذیر الناس کے ص ۲۶ پر لکھا ہے۔ کچھ ادارے تقویۃ الایمان کی توہین آمیز عبارت کو تبدیل کر کے شائع کر رہے ہیں جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ عبارت واقعی توہین آمیز اور مسلمانوں کی دل آزادی کا باعث ہیں۔

باقی تقویۃ الایمان میں تبدیلی کا اعتراض فضول ہے کیونکہ اس کے کئی نسخے ہیں ہو سکتا ہے وہ کئی نسخے چھپ رہے ہوں تفصیل کے لئے ''احوال و آثار انڈیا'' سے چھپنے والے رسالے کو ملاحظہ فرمایا جائے۔

اب آیئے ہم صرف اسی ملفوظات اعلیٰ حضرت میں کئی عبارات میں تبدیلی عرض کرتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ تبدیلی علماء کی ایک جماعت نے بیٹھ کر کی ہے اور ذمہ دار افراد نے یہ تبدیلی کی ہے۔

اب سنئے تبدیلی کیا ہوتی ہے۔

۱۔ فاضل بریلوی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کروانے پر شکر ادا کرتے ہیں یہ کہا تھا کہ الحمد اللہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔ مگر دعوت اسلامی کے ماہرین نے

اس جملے کو سرے سے نکال دیا۔ (دیکھئے ملفوظات اعلیٰ حضرت ص۲۰۵ مطبوعہ جون ۲۰۰۹ء)

۲۔ انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان سے شب باشی فرماتے ہیں۔

یہ عبارت بھی دعوت اسلامی کے ماہرین نے نکال دی۔

(دیکھئے ملفوظات اعلیٰ حضرت ص۳۶۲ مطبوعہ جون ۲۰۰۹ء)

۳۔ صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا تابعی کو کافر کہنے والی عبارت بدل دی۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت ۲۲۹)

۴۔ سید احمد سلجماسی والا واقعہ کہ مرید کا اپنی بیوی سے ہم بستر ہونا اور پیر کا دیکھنا یہ بھی نکال دیا۔ (ص۲۳۴)

۵۔ قبر والے کا ایک عورت آدمی کو حبہ کرنا کہ لے جاؤ کسی کمرے میں اپنی حاجت کو پورا کرو۔ یہ بھی نکال دیا دیکھئے ص۳۶۱

اس کے علاوہ بہت سی عبارات نکلی ہوئی ہیں یہ اس بات کی بقول بریلویہ دلیل ہے کہ عبارات فاضل بریلوی کی گستاخانہ تھیں۔

۱۷۔ حدیث شریف میں خیانت

غلام صاحب لکھتے ہیں بطور نمونہ حدیث پاک ملاحظہ ہو الانبیاء احیاء یصلون فی قبورہم ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مستدرک حاکم اور ذہبی نے اس حدیث پاک کو صحیح قرار دیا ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص۹۸)

غلام صاحب یہ حدیث دنیا کی کسی کتاب میں نہیں دکھا سکتے۔ البتہ اتنی بات ہے کہ یہ حدیث ایک نہیں بلکہ دو ہیں آپ کو یہ کہنا چاہئے تھا دو حدیثیں ہیں اور پھر یہی حدیث کے الفاظ بھی یوں لکھتے ہیں الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون ...... اگر آپ حدیثیں دو بتاتے تو پھر

آپ اس روایت کا بھی کوئی حوالہ دیتے۔ مگر آپ نے دوسری حدیث کا حوالہ دیا اور یہ بھی یاد رکھیں کہ الانبیاء احیاء والی روایت پر تو ذہبی نے جرح کی ہے جس کا مبسوط اور مفصل جواب امام اہلسنت رحمتہ اللہ علیہ نے تسکین الصدور میں دے دیا ہے لہذا اس کو ملاحظہ فرمالیں اور آئندہ ایسی غلطی نہ کریں کہ معاملہ حدیث شریف کا ہے ویسے آپ لوگوں کو احادیث پر جھوٹ بولنے کا پورا پورا عبور ہے۔ اللہ تعصب کا برا کرے کہ آپ کو یہاں تک پہنچا دیا۔

۱۸۔ فاضل بریلوی زد میں

اردو میں جب ذلیل کا لفظ بولا جائے تو اس سے کمزور والا معنی مراد نہیں ہوتا بلکہ حقیر والا معنی مراد ہوتا ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۰۴)

غلام صاحب آپ کے اس اصول کے نیچے پتہ ہے کون آ رہا ہے تو دیکھئے فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔ عزت بعد ذلت پہ لاکھوں سلام۔ (حدائق بخشش ص ۱۴۰)

اور فاضل بریلوی کے والد بھی موسیٰ علیہ السلام کے لئے یہ الفاظ لکھتے ہیں کہ بندہ ذلیل کی طرح کھڑا ہو۔ (جواہر البیان ص ۴۷)

اور یہ بھی ملاحظہ فرمائیں آپ کے ممدوح مولوی غلام مہر علی لکھتے ہیں انبیاء علیہم السلام کو ذلیل کہنا ان کی بارگاہ عزت پناہ میں گستاخی و کفر ہے کیونکہ لفظ ذلیل ہمارے محاورے میں توہین کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ (تحقیقات غلام مہر علی ص ۱۰)

غلام صاحب آپ کی توجیہات کا جائزہ ہم نے اپنے مضمون ایمان احمد رضا بریلوی میں لیا ہے اس لئے اس کو وہیں ملاحظہ فرمالیا جائے۔

تو غلام صاحب کیا فاضل بریلوی اور اس کا باپ دونوں گستاخ بے ادب و بے ایمان، کافر ہیں یا نہیں؟ یا پھر یہ سب فتوے ہم غریبوں کے لئے ہیں اور یہ بھی یاد رکھیں اگر ان کے مستحق لوگوں پر یہ فتوے نہ لگائیں جائیں تو پھر بندہ خود مستحق بن جاتا ہے لہذا اگر آپ نے

فاضل بریلوی کو معاف کر دیا تو جناب خود ہی پھنس جائیں گے اور اگر نہ کیا تو پھر بھی خود پھنس جائیں گے کیونکہ فاضل بریلوی اکیلا نہیں جاتا بلکہ سب بریلویوں کو ساتھ لے کر جاتا ہے۔

اور خیر سے فتویٰ تو آپ نے خود ہی لگا دیا کہ

ان ارشادات ربانیہ اور آیات قرانیہ کی روشنی میں ایک ایمان اسلام کے دعویدار شخص کے لئے اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہتا کہ وہ انبیاء کرام رسل عظام اور اولیاء کرام بلکہ اہل تقویٰ اور اہل ایمان کو عنداللہ معزز و مکرم اور آبرومند سمجھے اور جن کو ان کی عزت اور آبرومندی اور کرامت و وجاہت معلوم و محسوس نہیں ہوتی ان کے منافق اور باطنی کافر ہونے کا عقیدہ رکھے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۱۱۱)

شاباش۔ بیٹے کو واقعی آپ جیسا ہنر مند ہونا چاہئے کہ باپ دادا کو معاف نہ کرے اور واقعی آپ نے اصل رضاخانی ہونے کا حق ادا کر دیا کہ فاضل بریلوی اور اس کے باپ کو اصل اور باطنی کافر مان لیا۔ آپ کے منہ میں گھی شکر ہونا چاہئے کہ اتنا بڑا کام آپ نے انجام دے دیا اللہ آپ کو اس کا صلہ دے اور ہدایت نصیب فرمائے مگر ساتھ ساتھ افسوس بھی ہے کہ فاضل بریلوی کی شومئی قسمت کہ اکیلا نہ جائے گا بلکہ سب کا رضاخانیوں کا بیڑا غرق کر کے جائے گا اس لیے اب یہ ہوگا کہ آپ سمیت سب رضاخانی جو اسے کافر کہتے ہیں وہ گئے۔

۱۹۔ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی زد میں

غلام صاحب لکھتے ہیں یہ جو انبیاء کرام اولیاء عظام و خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سید الانام علیہ السلام کو اس ناپاک گندی مثال کے لائق بتا رہے ہیں قطعا کافر ہیں۔

(تنقیدی جائزہ ص ۱۲۰)

معلوم ہوتا کہ غلام اور اس کے مذہب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کے لئے گندی مثالیں دینا قطعا کفر ہے اور دینے والے کافر ہیں تو

آئیں پھر سئیں ہوا کیا۔ پہلے اپنے باپ کی سنیئے۔

مولوی اشرف سیالوی لکھتا ہے وہاں سب لوگوں نے اللہ رب العزت کے سوال الست بربکم کے جواب میں بلیٰ کہا تھا لیکن یہاں کوئی شداد کوئی فرعون کوئی ہامان اور کوئی ابولہب بن گئے اس کی وجہ یہی ہے کہ عالم ارواح و عالم اجساد کا معاملہ مختلف ہے اسی طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں ملائکہ وانبیاء کے نبی تھے لیکن یہاں نہ کوئی ملک، نہ نبی پھر آپ نبی کس کے تھے۔ (نبوت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن ہر لحظہ ج ا ص ۶۲)

کیوں غلام صاحب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شداد و فرعون و ابولہب کی مثالیں دنیا اچھی بات ہے یا گندی۔ اگر اچھی تو بتائیں تا کہ ہم فتویٰ بریلویت کی زبانی سنائیں اور اگر بری ہے تو پھر تمہاری اپنے قلم سے باپو صاحب کافر ٹھہرے۔ آپ کے والد صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس بشری نسبتاً کثیف تھا اس لئے اس کثافت کو بار بار کے شق صدر اور چلہ کشی وغیرہ کے ذریعے جب لطیف کر دیا گیا تب آپ کو یہ منصب سونپا گیا اس حقیقت کو یوں سمجھا جا سکتا ہے کہ دو پہر کے سورج کے آگے سیاہی مائل اور دبیز تہہ والا بادل۔

(ملخصاً تحقیقات ص ۲۰۴)

اس پر آپ کے گھرانے کے جید مفتی مولوی عبدالمجید خان سعیدی لکھتا ہے آپ کی بشریت مقدسہ ومطہرہ منورہ ازکی واطیب کو کثیف قرار دے کر اسے موٹی تہہ والے سیاہ بادل سے تشبیہ دی جو سخت سوء ادبی ہے۔ (سندیلوی کا چیلنج منظور ہے ص ۴۷)

اور یہی بات جو سیالوی کی تھی۔ (عالم ارواح اور عالم دنیا کو سمجھانے کے لئے ابولہب وغیرہ کی مثال دینا) اس پر بھی بریلویت چیخ اٹھی۔

کئی بریلویوں کی مصدقہ کتاب نبوت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن ہر لحظہ میں لکھا ہے

آپ نے بڑی دیدہ دلیری سے اور بے باکی سے سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم ارواح میں نبی ہونے اور بقول آپ کے عالم اجساد میں تقریبا ۴۰ سال تک نبی نہ ہونے کا موازنہ حکم خداوندی کے مطابق جانوروں سے بھی بدتر کفار بلکہ کفار کے سرداروں کے کفر سے کردیا یعنی بقول آپ کے جس طرح عالم ارواح میں تو وہ مومن تھے لیکن عالم اجساد میں آکر کافر ہوگئے اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں نبی تھے لیکن عالم اجساد میں آکر نبی نہ رہے۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

مولوی صاحب آپ نے یہ کیسی منحوس تشبیہ پیش کی ہے؟ (ص ۶۲،۶۳)

مفتی عبدالمجید خان سعیدی لکھتے ہیں مصنف تحقیقات نے جو حدیث لایقاس بنا احد سے انحراف کرتے ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نبوت والا معاملہ کافروں مشرکوں اور منافقوں سے ملا کر جس سوئے ادبی کا ارتکاب کیا ہے وہ اس پر مستزاد ہے حالانکہ نبوت جب سلب سے پاک ہے اور سلب نبوت محال ہے تو اسے غیر نبی اور وہ کافر مشرک اور منافق کے کفر وشرک اور نفاق سے ملا دینا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ سلب نبوت کے قائل نہ ہوتے تو یہ بات کبھی منہ سے نہ نکالتے اور گندی تشبیہ سے پرہیز کرتے۔

(سندیلوی کا چیلنج منظور ہے، ص ۳۴)

اب مفتی احمد یار نعیمی کو بھی دیکھ لیجئے وہ لکھتے ہیں

حضرت حوا کو حضرت آدم کے جسم سے بغیر نطفہ بنایا دیکھو انسان کے جسم سے بہت سے کیڑے پیدا ہوجاتے ہیں مگر وہ اس کی اولاد نہیں ہوتے۔ (نورالعرفان ص ۹۳)

مفتی صاحب لکھتے ہیں جیسے ایک ہی رحم سے مختلف اولاد پیدا ہوتی ہے ایسے ہی ایک

ہی تعلیم سے مریدین کے مختلف حالات ہوتے ہیں نگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی تھی مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے درجات مختلف۔ (تفسیر نعیمی ج ۳ ص ۲۴۳)

اب آپ دیکھیں غلام صاحب مفتی صاحب نے رحم عورت کی مثال نگاہ مصطفےٰ کے لئے پیش کی ہے کیا یہ اچھی ہے عمدہ ہے؟ اگر نہیں تو پھر فتوی تو آپ کافر ہونے کا لگا چکے ہیں وہ ہم نے آپ کے والد صاحب اور مفتی صاحب کے گلے میں فٹ کر کے دے دیا ہے اب آپ کی مرضی ہے جتنی چاہیے اور بھی ان کی لتریشن کریں۔

۱۹۔ بدقسمتی اور بریلوی علماء

غلام صاحب لکھتے ہیں علماء دیوبند کی بدقسمتی یہ ہے وہ خلق دنیا اور من دون اللہ ماسوی اللہ کے الفاظ دیکھ کر اور ان کے لغوی عموم مدنظر رکھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ انبیاء کرام اولیاء کرام صدیقین وشہداا ور صالحین بھی ان میں داخل ہیں۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۲۳)

مگر غلام صاحب آپ کے لیے بڑی خوشخبری ہے کہ یہ بدقسمتی آپ کے گھر میں ہی کام آگئی کیونکہ آپ کے جنید زمان پیر طریقت محمد عمر اچھری صاحب لکھتے ہیں۔ (قل) لہم (ادعوالذین زعتم) انہم الھۃ (من دولنہ) کالملائکہ وعیسیٰ علیہ السلام وعزیز علیہ السلام۔

(مقیاس حنفیت ص ۱۰۸)

یہاں آپ کے جنید زمان نے من دون اللہ میں سیدنا عیسیٰ وعزیز علیہم السلام اور رملائکہ کوشامل کیا ہے تو بدقسمت وہ ہوئے ناں؟

دوسری طرف دیکھیں تو آپ کے مسلک کے معتبر عالم ابو داؤ محمد صادق کی تائید و تصدیق سے چھپنے والی کتاب ردشرک و بدعت میں یوں لکھا ہے اسی آیت میں من دونہ کی تشریح میں لکھتے ہیں ای متجاوزین اللہ تعالیٰ کالملائکۃ والمسیح وامہ وعزیر۔

(ردشرک و بدعت ص ۲۱۶)

یعنی اللہ سے تجاوز کرتے ہوئے تم نے اللہ کے سوا ملائکہ اور مسیح اور ان کی ماں اور عزیر علیہم السلام کو خدا بنا رکھا ہے۔

اب بتائیے کہ یہ ہم تو نہیں لکھ رہے۔

ص ۲۱۸ پر یوں من دونہ کی تشریح میں لکھتے ہیں کالملائکہ وعیسیٰ وعزیر وہی بات لکھی ہے۔اس کی کتاب کو لکھنے والے مولوی منور حسین عثمانی رضوی ہیں، اس کی تصدیق کرنے والے ابو داؤد محمد صادق، محمد منشا تابش قصوری، مولوی عبدالستار۔

تو کم از کم غلام صاحب ان سب حضرات کو تو بد قسمت بنا گئے اللہ آپ کو مزید توفیق دے کہ آپ اپنے اکابر کو بد قسمت سے آگے کافر و مرتد تک کہیں۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

۲۰۔ غلام پر فتویٰ کفر

غلام صاحب لکھتے ہیں۔

وہ (انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظام وغیرہم) اپنی ذوات کے لحاظ سے بیشک اللہ تعالیٰ کے غیر ہیں۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۲۳)

مگر غلام صاحب آپ کو یہ معلوم نہیں کہ آپ کے جیند زمان مولوی محمد عمر اچھروی صاحب نے آپ کو اس کتاب کا صلہ پہلے ہی سے جو دے دیا تھا وہ یہ ہے کہ

رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتویٰ کفر ارشاد فرمایا ہے۔

(مقیاس حنفیت ص ۴۴۳)

تو آپ نے اپنے ان ہاتھوں کو اپنے اکابر کے خون سے رنگین کیا ہے اب چاہئے کہ آپ کو ملت بریلویہ پل بھر کے لئے معاف نہ کرے اور آپ کے خلاف کارروائی کرے اور سالوں آپ کو جیلوں میں سزا ملتی ہے کیونکہ آپ نے ان کے مسلک کا کوئی آدمی بھی نہیں چھوڑا

جس کو اس کتاب کی زد میں نہ کھڑا کیا ہو۔ مگر بریلوی حضرات کو اتنی بات سمجھ ہی نہیں آئے گی اور وہ گیارھویں اور میلاد کے تبرکات سے فارغ ہوں گے تو کسی دوسری طرف دیکھیں گے۔

۲۱۔ غلام صاحب کی جہالت

غلام صاحب بار بار یہی رٹ لگا کر رہے کہ آپ نے لکھا ہے حاضر و ناظر کا غیر خدا کے لئے قائل کافر ہے جبکہ دوسری طرف صوفیاء کی عبارات ہیں (جو کہ مبہم ہیں) تو پھر سرفراز صاحب کا فتویٰ صوفیاء کے سر جا لگا۔ (ملخصاً تنقیدی جائزہ ص ۱۲۵)

الجواب: غلام صاحب آپ کی سوچ واقعی غلاموں والی ہے غیر خدا کو حاضر و ناظر ہر جگہ ہر وقت ماننے والوں کو مشرک و کافر کہنے والے صرف ہم ہی نہیں بلکہ آپ کے اکابر و اسلاف بھی ہیں۔

آپ کے ابا جان نے پیر سیف الرحمان اخوندزادہ کی تعریف و توثیق کی تھی انہی کی جماعت لکھتی ہے۔ اس تصویر شیخ کو شرک تصور نہ کرے کیونکہ شرک تب ہوگا جب کوئی یہ خیال کرے کہ شیخ حاضر و ناظر ہے کیونکہ حاضر و ناظر صرف اللہ کی ذات ہے۔

(رسالہ السیف الصارم ص ۱۲۲ اکتوبر ۲۰۱۱ء)

اور یہ فتویٰ ہم پہلے بھی نقل کر چکے ہیں مگر پھر بھی نقل کر دیتے ہیں۔

شاہ ابوالخیر رحمہ اللہ سے پوچھا گیا قیام فی المیلاد کے متعلق تو انہوں نے جو جواب دیا اس کو ان کے صاحبزادے ابوالحسن زید فاروقی صاحب نقل کرتے ہیں کہ قیام اگر اس طرح کیا جائے کہ اس میں شرک آجائے تو وہ ناجائز ہے۔ ہر وقت ہر لمحہ، اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا صرف رب العالمین کی شان ہے۔ (رسائل میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۶۷)

یعنی میلاد شریف میں قیام سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھ کر کیا جائے تو یہ شرک ہے آگے آیئے۔ مولوی منشا تابش قصوری اور مولوی عبدالحکیم شرف قادری کا مصدقہ فتاویٰ، فتاویٰ مسعودی یہ کہتا ہے۔ واضح ہو کہ یارسول اللہ کہنا وقت سونے اور نشست اور ہر

کا روغیرہ کے وقت ممنوع ہے اور بہ نیت حاضر و ناظر کہنا موجب شرک کا ہے۔

(فتاوی مسعودی ص ۵۲۹)

تو غلام مشرک صرف ہم نے ہی تو نہیں کیا آپ کے اکابر نے بھی تو یہی کیا ہے لہٰذا: ذا جو جواب آپ کا وہی ہمارا تصور فرمالیں۔

اگر ہم ہی نے بات کا جواب دینا ہو تو ہم یہ کہیں گے کہ جب تک ان غیر معصوم اقوال کی تاویل ہو سکے گی کریں گے ورنہ ان کو شطحیات میں ڈال دیں گے۔

اب دیکھیں یہ نفحات الانس کا قول کہ زمین اس جماعت کی نظر میں ناخن کی طرح ہے کوئی چیز ان کی نگاہ سے غائب نہیں۔ اور اس قسم کے اقوال کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ اس وقت کی بات ہے جس کو کرامت کہتے ہیں۔ یعنی یہ بات کرامۃً ہو سکتی ہے اور وہ بھی صرف اسی وقت تک اور یہ کرامت بزرگوں کے اختیار اور بس کی بات نہیں ہے۔

اگر یہ تاویل آپ نہ مانیں تو پھر ہم یہ کہیں گے کہ یہ شطحیات کے قبیل میں سے ہے آپ کے ہم مسلک مولوی حنیف قریشی لکھتے ہیں جو صوفیاء سے غلبہ حالت اور سکر و مستی کے وقت صادر ہوتا ہے پس اس کلام کو نہ قبول کریں اور نہ رد کریں گے نہ اس کلام کی گرفت ہو گی اور نہ ہی اس کلام کرنے والے کی پکڑ۔ (روئیداد مناظرہ گستاخ کون ص ۲۳۱)

آگے لکھتے ہیں۔

شطح جو کہ اہل اللہ سے غلبہ حال کے وقت صادر ہوتی ہے اس غلبہ حال کے وقت ان سے صاحب در ہونے والے کلام کا حکم یہ ہے کہ ان سے صادر ہونے والے کلام کی بابت اگر مناسب تاویل ہو جائے تو فبہا و گرنہ یہی کہا جائے گا کہ ان کا کلام تو غیر شرعی ہے تاہم کہنے والا چونکہ کیفیت جذب و مستی اور عالم سکر میں ایسا کلام کر رہا ہے لہٰذا ایسے قائل کو معذور سمجھتے ہوئے اس پر فتویٰ نہیں دیں گے۔ (روائیداد مناظرہ گستاخ کون ص ۲۳۳)

اب بتائیں ہم فتویٰ کیسے لگائیں جب شطحیات کا حکم آپ کو معلوم ہو گیا تو امید ہے آئندہ ایسی جہالت کی بات کو منہ نہیں لگائیں گے۔

اگر آپ باز نہ آئیں تو پھر ہمارا سوال بھی سنیں۔

حضرت شیخ الاسلام بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

پاک ہے اللہ جو ہر جگہ ہے۔ (الاوراد ص ۵۶ تصوف فاؤنڈیشن لاہور)

جبکہ آپ کے شارح بخاری فرماتے ہیں یہ جملہ کہنا کہ خدا ہر جگہ موجود ہے سخت حرام اور اپنے ظاہر معنی کے لحاظ سے کفر ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ایسے قائل کو کافر کہا ہے اگر چہ مذہب متکلمین مختار للفتوی پر کافر نہیں کہا جائے گا مگر احتیاطاً توبہ و تجدید ایمان و نکاح کا حکم دیا جائے گا۔

(فتاوی شارح بخاری ص ۱۳۳ ج ۱)

تو کیا آپ کے فتاویٰ سے بزرگوں کو معافی ہے اگر نہیں تو ایک کتاب اپنے علماء پر بھی لکھ کر دکھائیں ویسے غلام صاحب آپ کا ایمان تو بریلوی حضرات میں پہلے ہی مشکوک ہے۔ تحقیقات کی وجہ سے آپ کا ایمان مفقود ہے۔ اس کے لئے ہماری کتاب دست و گریباں دو جلد ملاحظہ فرمائیں۔

۲۱۔ غلام صاحب بری طرح پھنس گئے ہیں اوراق غم میں پہلے یوں لکھا گیا آدم علیہ شکار تیر مذلت سے ہے تو اس کا جواب دیتے ہیں غلام صاحب لکھتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ کاتب کی غلطی سے بجائے مزلت کے مذلت لکھا گیا کیونکہ کاتب اکثر و بیشتر پڑھے لکھے نہیں ہوتے کچھ کا کچھ لکھ جاتے ہیں نئے ایڈیشنوں میں تصحیح کر لی گئی ہے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۱۲۹)

حالانکہ نئے ایڈیشنوں میں عبارت ہی تبدیل کر دی گئی ہے پہلے یوں تھا۔

وہ آدم جو متوج بتاج عزت تھے آج شکار تیر مذلت ہیں۔

پھر یوں کر دی گئی

وہ آدم جو متوج بتاج عزت تھے آج مصائب میں مبتلا ہیں۔ (اوراق غم ص ۲)

غلام صاحب آپ نے پیچھے خود ہی تسلیم کیا تھا کہ اگر گستاخی کا ایہام نہیں تھا تو عبارت کیوں تبدیل کی۔ (تنقیدی جائزہ ص ۹۷)

تو یہاں عبارت کا بدلنا اس بات کی دلیل ہوا کہ واقعی گستاخی تھی۔ تو شکر ہے کچھ تو آپ نے مان لیا کہ رضاخانی گستاخ ہیں۔

کتابت کی غلطی پر دلیل غلام صاحب آپ کے پاس نہیں ہے صرف ڈھکوسلے ہیں۔ اگر کوئی دلیل ہے تو پیش کریں اور یہ بھی آپ کی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ ذلت وغیرہ الفاظ گستاخی ہیں ورنہ عبارت کو بدلنے اور آپ کو جواب کی ضرورت نہ تھی۔ غلام صاحب مگر جو لفظ ذلت استعمال کرے اسے آپ اپنے اکابر میں شمار کرتے ہیں۔ جیسا کہ مولوی حشمت علی رضاخانی لکھتے ہیں۔

حضرت آدم سراندیپ اور حوا جدہ میں گریں دونوں اپنی ذلت و رسوائی اور مصیبت و فراق باہمی پر نالاں رہے۔ (حاشیہ ۵ التقریر یں ص ۱۵۴)

غلام صاحب معلوم ہوا کہ حشمت علی صاحب بھی گستاخ ہیں جیسے آپ نے اوراق غم والے کو مانا تو یہ تحفہ بھی آپ کی بدولت بریلویت کو نصیب ہوا۔ اور آپ کی ذات سے آپ کے ہم مشرب امید رکھتے ہیں کہ ایسے تحفے ان کو ملتے رہیں گے۔

۲۲۔ غلام کے احسانات مسلک بریلوی کے نام

غلام صاحب نے اعتراض کیا شاہ شہید رحمہ اللہ پر کہ تقویۃ الایمان میں کہتا ہے جس طرح ہر قوم کا چوہدری اور ہر گاؤں کا زمیندار سوان معنون میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار۔

(تنقیدی جائزہ ص ۱۳۱)

اس کا جواب آسانی سے اور عام فہم یہ ہے کہ وہ بات سمجھانے کے لئے کہہ رہے ہیں جیسے گاؤں کا چوہدری سب سے بڑا ہوتا اوران سب کا مخدوم ہوتا ہے ایسے اللہ نے سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کا سردار اور سب سے زیادہ شان و مقام والا بنایا ہے۔

اس پر غلام کو پھر اعتراض ہوا کہ تشبیہ کا قاعدہ یہ ہے کہ مشبہ بہ مشبہ سے اقوی ہوتا ہے تو ثابت ہوا کہ تمہارے نزدیک انبیاء کی نسبت چوہدری کی سرداری کا زیادہ مرتبہ ہے شرم سے ڈوب مرو۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۳۴)

غلام صاحب ہم جانتے ہیں کہ آپ نے دو چار حرف پڑھے ہیں مگر اتنا نہ اپنے آپ کو بڑھائیں کہ درمیان میں آپ کے ہم مسلک کچلے جائیں۔ آپ کو بخاری شریف کی روایت تو یاد ہوگی احیانا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس یعنی کبھی میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے۔ اب وحی کو تشبیہ دی جارہی ہے اس کو مشبہ کہتے ہیں گھنٹی سے تشبیہ دی جارہی ہے اس کو مشبہ بہ کہتے ہیں اب مجھے بتایئے کیا گھنٹی کا مقام وحی الٰہی سے زیادہ ہے؟

مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی صاحب لکھتے ہیں جب لاٹھی سانپ کی شکل میں ہوگی تو کھائے گی پیئے گی مگر ہوگی لاٹھی یہ کھانا پینا اس کی شکل کا اثر ہوگا ایسے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور ہیں جب بشری لباس میں آئے تو نوری بشر تھے الخ۔

(نور العرفان ص ۸۰۵ کتب خانہ نعیمی)

اب دیکھئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مشبہ ہے۔ (یعنی اس کو تشبیہ دی جارہی ہے) اور سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے اس لئے سانپ مشبہ بہ ہے تو پھر غلام کے اصول سے ہی یہ بات ثابت ہوئی کہ معاذ اللہ آپ کی بشریت مبارکہ سے سانپ کی عظمت و مقام زیادہ ہے۔

مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

کسی کو الو گدھا کہہ دو تو فورا رنجیدہ ہو جاتا ہے اور حضرت قبلہ و کعبہ کہہ دو تو خوش ہوتا

ہے حالانکہ الو گدھا بھی مخلوق ہیں اور قبلہ و کعبہ بھی۔ ایسے ہی خالق کے مختلف ناموں میں مختلف تاثر ہے۔ (اسرار الاحکام ص ۵۲)

اب یہاں الو گدھا مشبہ بہ ہیں اور خالق کے مختلف نام مشبہ ہیں۔

تو پھر غلام صاحب تمہارے بیان کردہ اصول سے ثابت ہوا کہ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی نے الو، گدھا الفاظ میں عظمت و مقام خدا کے اسماء سے زیادہ جانی ہے تبھی تو یوں کہا لہٰذا ایسا آدمی کیا حکم رکھتا ہے؟ اگر مداہنت کرتے ہوئے آپ بیان کریں تو مجرم ہوں گے اگر ہم یہ کہیں کہ آپ نے یہ بیان کر دیا تو پھر ہم جھوٹے نہیں ہوں گے کیونکہ آپ بیان تو کر چکے ہیں۔ شرم کرو ڈوب مرو۔ مگر مفتی صاحب تو مر گئے اب ان کے پچھلوں بلکہ غلام صاحب کو سب سمیت خود ہی شرم سے ڈوب مرنا چاہئے اگر شرم و حیا ہو ہی نہ تو پھر ناک رگڑ کر اللہ کے حضور معافی مانگیں کہ آئندہ ایسی بات سے توبہ۔ مگر مجھے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی پر اعتبار ہے کہ خدا نے بدعتی پر توبہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اس لئے آپ ہرگز توبہ نہ کریں اور نا ہی شرم سے ڈوب مریں گے ہاں ضد و عناد ہٹ دھرمی آپ کا مذہب ہے اور مذہب کو چھوڑا نہیں جاتا یعنی لوگ اپنے مزہب پر پکے رہتے ہیں اس لئے آپ کو یہ مبارک ہو۔

۲۲۔ کیا بے حواس کہنا بے ادبی ہے

غلام صاحب اب کی دفعہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر یوں جرأت کرتے ہیں کہ اس عبارت میں حضور علیہ السلام کے لئے بے حواس کا لفظ بولا گیا ہے اور یہ سخت بے ادبی ہے حالانکہ جب حضور علیہ السلام ایک گنوار کے منہ کی بات سن کر نعوذ باللہ بے حواس ہو جائیں تو پھر جبرئیل امین علیہ السلام کی وحی کو کیسے یاد رکھیں گے پھر تو قرآن پر بھی اعتماد نہ ہو۔

(تنقیدی جائزہ ص ۱۳۴)

اب غلام صاحب اپنے گھر بھی جھانک لیجئے ہماری عبارات پر تو اپنی من مانی سے

تشریحات فٹ کرتے ہیں مگر گھر کو نہیں سنبھالتے آپ کے مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔

صرف ایک بار نہیں بلکہ بار بار جادو کیا گیا جس سے آپ کے ہوش وحواس بجا نہ رہے۔

(نورالعرفان ص ۴۴۸)

اب جو الزام شاہ شہید پر ہے وہی بات گھر میں ثابت ہوگئی اب بتائیں کہ آپ کا گھرانہ گستاخ ثابت ہوا یا نہیں اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟ اگر ہے تو پھر ہمارا مدعا ثابت ہے۔

۲۳۔ اور نادان کہنا؟

غلام صاحب لکھتے ہیں کیا انبیاء کو نادان کہنا ان کی گستاخی نہیں؟

(تنقیدی جائزہ ص ۱۲۷)

یعنی جو انبیاء علیہم السلام کو نادان کہے وہ گستاخ ہے تو اب دیکھئے غلام کے گھر میں تو کہیں یہ بات نہیں پائی جاتی۔

فاضل بریلوی کا باپ نقی علی خان صاحب لکھتے ہیں۔

جب یوسف علیہ السلام نے زلیخا کی جزع وفزع پر نظر کی یعقوب علیہ السلام کی صورت نظر آئی کہ دانتوں میں انگلیاں دابے کہتی ہے۔ اے یوسف تیرا نام پیغمبروں میں لکھا اور تو نادانوں کے کام کرتا ہے۔ (سرورالقلوب ص ۲۱)

غلام صاحب آپ کے نقی علی خان نے جو بات لکھی ہے ان جیسی باتوں کو آپ کے غلام رسول سعیدی نے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

ہمارے نزدیک یہ تمام روایات باطل اور مردود ہیں اور وضاعین نے جعلی سند بنا کر ان روایات کو حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ایسے صحابہ اور خیار تابعین کی طرف منسوب کر دیا ورنہ ان نفوس قدسیہ کا مرتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام ایسے عفت مآب اور مقدس نبی کے متعلق ایسی عریاں اور فحش روایات بیان کرتے۔

......ان وضاعین نے ایسی ننگی خرافات کو حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف منسوب کر دیا۔

(تبیان القران ج ۵ ص ۳۶ ۷)

تو اب بتایئے فاضل بریلوی کے والد نے یوسف علیہ السلام کو نادانوں کے کام کرنے والا یعنی العیاذ باللہ نادان کہہ دیا ہے اب غلام صاحب گستاخی کا فتویٰ اپنے والد صاحب کی طرح یہاں روحانی والد پر بھی لگاؤ اگر نہیں تو پھر وجہ کیا؟ اپنے کو تو گستاخ نہیں کہتے۔

اور آپ کو بتا تا چلوں کہ یہ من گھڑت اور جھوٹی روایت کہ اے یوسف کیا بے وقوف سفیہوں کا کام کرتے ہو۔ آپ کے معتبر عالم ابوالحسنات قادری نے بھی تفسیر الحسنات ج ۳ ص ۲۵۸ پر بھی نقل کی ہے تو اب بتائیں یہ جھوٹی روایات بقول آپ کے علماء کے درج کر کے نبی پاک علیہ التحیہ والصلوٰۃ کو یہ الفاظ کہنا کیا درست ہے؟ اگر نہیں تو پھر آپ کا فتوی تو پہلے آچکا ہے کہ گستاخ ہیں تو پھر ہم آپ کو مبارکباد دیں گے کہ گھر کے افراد آپ کے فیض سے محروم نہیں بلکہ محظوظ ہو رہے ہیں۔

۲۴۔ بغیر القاب کے نام مبارکہ لینا

غلام صاحب لکھتے ہیں لفظ محمد کے ساتھ نہ حضرت وغیرہ لکھا اور نہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ علی کے ساتھ حضرت لکھا اور نہ رضی اللہ عنہ...... یہ انداز بیان واضح طور پر تجاہل اور لاعلمی ظاہر کر رہا ہے تو یہ کتنی بے حیائی ہے کہ آدمی جس ہستی کا کلمہ پڑھے اس کے بارے میں یہ انداز اختیار کرے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۳۹)

غلام کے باپ لکھتے ہیں۔

ایسے القابات واوصاف ذکر کرنے سے گستاخی مانع ہوتی ہے۔

(کوثر الخیرات ص ۴۰۵)

گویا غلام اور ابو الغلام صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام

مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم بغیر القاب وآداب اور بغیر درود وسلام کے لکھنا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نام یا دیگر کسی صحابی کا نام بغیر القاب وآداب کے اور بغیر رضی اللہ عنہ کے لکھنا بے حیائی، گستاخی کی دلیل تجاہل وغیر ہا ہے۔

اب غلام صاحب توجہ کرنا میری باری ہے۔

کاظمی صاحب کہتے ہیں۔

اب حسن محمد کے آئینے تمام انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں حسن الوہیت کی تجلی اول کا نام حسن محمدیت ہے۔ (خطبات کاظمی ج ۳ ص ۲۳۳)

مولوی اشرف سیالوی صاحب سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف بات منسوب کر کے لکھتے ہیں۔

میں محمد عربی کا، خاتم النبیین کے دین کا خادم ہوں (کوثر الخیرات ص ۶۶)

ایک جگہ لکھتے ہیں قصر نبوت کی آخری اینٹ آپ ہیں اور لوح رسالت کا نقش آخری بھی آپ کی ذات پاک ہی ہے آپ کے بعد خلفاء ہو سکتے ہیں امراء پائے جا سکتے ہیں لیکن کوئی نبی نہیں آ سکتا اگر کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر بن خطاب ہوتے، علی المرتضی ہوتے۔

(کوثر الخیرات ص ۵۹،۶۰)

یہاں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی بغیر القابات اور آداب کے اور رضی اللہ عنہ بھی ندارد۔ ایک جگہ صحابی جلیل حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام یوں لکھا ہے ابوموسیٰ اشعری۔ (کوثر الخیرات ص ۱۱۰)

علامہ فضل حق خیر آبادی لکھتے ہیں در کلاہ خالد بن الولید موئہائے چند از موئہائے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بودند۔ (شفاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۱۳)

اس میں سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا نام بغیر القاب وآداب اور رضی کے ہے۔

مولوی فضل رسول بدایونی صاحب لکھتے ہیں۔

اے مسلمانو سنو یہ بڑا دھوکا ہے کہ ہم اللہ و رسول کے کلام کے موافق کہتے ہیں سب بدمذہب یہی کہتے چلے آئے ہیں اور سب اللہ و رسول ہی کے کلام کی سند لاتے ہیں مگر ان کے فہم میں غلطی ہے کہ معنی کلام کے خلاف تفسیر ماثور کے رسول اللہ اور صحابہ و تابعین و جمہور مفسرین کے کہتے ہیں یہی ان کی گمراہی تھی۔

(سیف الجبار ص ۷۰ مکتبہ رضویہ محلہ اچنت گڑھ لاہور)

ابو البرکات قادری اور دیگر بریلوی حضرات کی مشترکہ کاوش تمہید ابوشکو سالمی کا ترجمہ ہے۔ میں لکھا ہے۔ ابو بکر تمام صحابہ سے افضل ہیں اس کی دلیل کہ ابو بکر صدیق سب صحابہ کرام سے افضل ہیں وہ حدیث ہے الخ (تمہید ابوشکو سالمی ص ۳۶۶)

آگے لکھا ہے

اگر ہم یہ کہیں کہ "علی" ان میں (اصحابی کالنجوم) داخل نہیں تو ان کی توہین و منقصت ہے۔

(تمہید ص ۳۶۷)

آگے لکھتا ہے۔

میرا عقیدہ (دل میں گمان) یہ تھا کہ علی اصحاب میں داخل ہیں اور اہل بیت بھی ہے اور ابو بکر ان سے افضل ہیں اور خلفاء راشدین اہل بیت سے افضل ہیں۔ (تمہید ص ۳۶۷)

ایک جگہ یوں ہے علی بن ابی طالب سے مروی ہے الخ (ص ۳۶۵)

ایک جگہ ہے اور یہ بھی ثابت نہیں کہ وہ قتل حسین پر راضی ہوا پس صحیح یہ ہے کہ اگر یزید نے قتل حسین کا حکم دیا اور ان کے قتل پر راضی ہوا اور اس نے اہل و بیت پر لعنت کو جائز رکھا تو یزید پر لعنت جائز ہے ورنہ پھر نہیں۔ (ص ۳۷۴)

ایک جگہ لکھا ہے۔

اولادعلی اور بنی عباس میں سے مستحق خلافت کون؟ (تمہید ص ۳۷۶)

فاضل بریلوی لکھتا ہے واللہ ان رب محمد لبالمرصاد اللہ کی قسم رب محمد بھی ان کی گھات میں ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۱۵ص ۸۵)

سیدنا فاروق اعظم نے فرمایا تھا یہودی کو والذی اصطفی محمد أعلی البشر لا افارقک (ختم نبوت ص ۴۳ از احمد رضا) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا من کان منکم یعبد محمد افان محمد أقد مات (بخاری ج ۲ص ۶۴۰) یہاں بھی نام اقدس سادہ ہے فاضل بریلوی نے بھی سادہ لیا ہے نہ لقب نہ آداب نہ صلوٰۃ وسلام۔

سیالوی صاحب ہم اس طرح کے کئی حوالے پیش کر چکے ہیں اور بھی کر سکتے ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ سب بے ادب جاہل معرفت نبوی وصحابی سے مجہول، بے حیاء وغیرہ سب کچھ ہیں۔صحابہ کے بارے میں تو ہم آپ کے فتوے کو نہیں مانتے البتہ بریلویوں کے بارے میں یہ فتوی ٹھیک ہے۔

اللہ آپ کے قلم کو اپنے اکابر پر اور وسیع وعریض فرمائے۔

۲۵۔ کوثر الخیرات کے پڑھنے کی ترغیب

جو حضرت لفظ کوثر کی تفصیل چاہتے ہیں ان کو کوثر الخیرات سید السادات کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۳۹) جبکہ کوثر الخیرات خود کئی فتاوی کی زد میں ہے ملاحظہ فرمائیں۔

سیالوی صاحب لکھتے ہیں یہ عجیب منطق ہے کہ وہی علم شیطان و ملک الموت میں شرک نہیں اور رسول عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں ثابت کرنا شرک ہے۔حالانکہ صفت ایک ہے اور غیر خدا ہونے میں سب برابر ہے۔ (حاشیہ کوثر الخیرات ص ۹۶،۹۵)

غیر خدا کہنے پر فتوی آپ ملاحظہ کر چکے ہیں اور سیالوی نے ایک بات مزید بڑھ کے

کی ہے کہ شیطان و ملک الموت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیر خدا ہونے میں برابر ہیں۔ اب یہ تو اس غلام سے ہی پوچھا جائے کہ یہ کیا بات ہے؟ اور وہی اپنے باپ کی بات کی تفصیل کرے۔

سیالوی صاحب لکھتے ہیں جو شخص آنحضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو عزرائیل اور شیطان کے علم کے برابر بھی نہ جانے وہ جاہل و غبی ہے یا گمراہ و غوی ہے۔

(حاشیہ کوثر الخیرات ص ۹۴)

اس کا مفہوم مخالف یہ ہوا کہ جو برابر مانے وہ گمراہ و غوی و غبی نہیں ہے۔

اور فاضل بریلوی کی شریعت میں مفہوم مخالف مراد لیا جائے گا۔

(فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۱۰۵)

جبکہ مسلک بریلویہ کے بڑے عالم لکھتے ہیں۔

جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ نبی کریم اور شیطان کا علم برابر ہے تو اس کے کفر میں کوئی شک نہیں۔ (انوار شریعت ج ۱ ص ۳۸۰)

تو سیالوی صاحب کا ایمان اس نے جڑ سے اکھاڑ کے پھینک دیا۔

سیالوی صاحب لکھتے ہیں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے خیال میں جتنے بھی تمہارے گناہ ہیں سابقہ یا آئندہ ان تمام کی مغفرت فرمادے۔ (کوثر الخیرات ص ۲۳۷)

دوسری جگہ لکھتے ہیں حبیب وہ ہے جن کو مغفرت و بخشش کی بشارت یہیں دے دی گئی ہے لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر۔ (کوثر الخیرات ص ۳۲۸)

اس پر فتاویٰ جاوات کی تفصیل پہلی دو جلد دست و گریباں ملاحظہ فرمائیں۔

سیالوی صاحب لکھتے ہیں۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاہدا علیکم۔

بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول مبعوث فرمایا ہے جو کہ تم پر گواہ ہے۔

(کوثر الخیرات ص ۳۷۹)

جبکہ مولوی عمر اچھروی کا فتویٰ آپ پیچھے بھی پڑھ آئے ہیں کہ شاہد کا ترجمہ گواہ کرنا ان پڑھ لوگوں کا کام ہے۔ (مقیاس مناظرہ ص ۲۱۰)

تو ان پڑھ آدمی کی کتاب پڑھنے کی کسی کو کیا ضرورت ہو سکتی ہے لہٰذا اپنا مشورہ واپس لیں۔

سیالوی صاحب لکھتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نبوت آپ کے لئے کب ثابت ہوئی اور آپ کب سے نبی بنے تو آپ نے فرمایا میں اس وقت نبی تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کے روح کا تعلق ابھی جسم سے نہیں ہوا تھا......

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس وقت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین اور آخری نبی لکھا ہوا ہوں جبکہ آدم علیہ السلام اپنے آب وگل میں تھے اور ان کا خمیر بھی مکمل نہیں ہوا تھا......لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں جس نبوت کا ذکر فرمایا گیا وہ نبوت حقیقیہ ہے اور امر محقق اور خارجی ہے نہ کہ محض علم الٰہی کے لحاظ سے ورنہ سب انبیاء علم الٰہی کے لحاظ سے اس وقت سے بلکہ اس سے پہلے بھی نبی تھے۔ (کوثر الخیرات ص ۶۰،۶۱)

جبکہ غلام صاحب لکھتے ہیں بعض حضرات یہ روایت بھی پیش کرتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا انی عند اللہ لمکتوب خاتم النبیین وآدم لمنجدل فی طینۃ ۔اس کے بارے میں گزارش ہے کہ اس حدیث سے استدلال درست نہیں کیونکہ اگر سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کو سب سے پہلے نبوت ملی ہے تو آپ خاتم النبنین کیونکر ہو سکتے ہیں اگر سب سے پہلے سرکار علیہ السلام ختم نبوت سے متصف تھے تو پھر بعد میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کیسے مبعوث ہوئے۔

اس طرح تو پھر نانوتوی کا کلام ٹھیک ہو جائے گا کہ اگر بعد از زمانہ نبوی کوئی اور بھی

نبی آجائے تو ختم نبوت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ (تحقیقات ص ۳۹۴)

جبکہ باپ تو پہلے یوں لکھا کرتا تھا۔

بظاہر اول انبیاء حضرات آدم علیہ السلام ہیں لیکن در حقیقت اول بھی آپ ہیں۔

(کوثر الخیرات ص ۶۰)

تو پھر ایک زمانہ تک بیٹے کے ارشاد کے مطابق باپ بھی مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے عقیدہ پر رہا۔ کیونکہ تحقیقات تو اس نے اب لکھی ہے اور کوثر الخیرات تو بہت پہلے لکھی تھی۔ تو بیٹے کے فرمان کے مطابق باپ ختم نبوت کا منکر ہے۔ غلام صاحب جس کتاب میں آپ کے بقول ختم نبوت کا انکار ہو اس کے پڑھنے کی ترغیب دینا کیا اسلام ہے؟ اگر نہیں تو پھر آپ کا کیا بنا؟

سیالوی صاحب لکھتے ہیں۔

ان الشیاطین لیوحون الی اولیاء ہم بے شک شیطان اپنے دوستوں اور تابعداروں کی طرف وحی کرتے ہیں۔ (کوثر الخیرات ص ۶۹)

جبکہ ان کی اپنی مصدقہ کتاب تسکین الجنان میں تفصیلی کلام ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر انبیاء کے لئے جو قرآن پاک میں وحی کا لفظ آیا ہے اس کا معنی وحی نہیں کرنا چاہیے ورنہ لوگوں کو غلط فہمی ہو گی کہ یہ بھی نبی ہے۔

دیکھئے تفصیل کیلئے تسکین الجنان ص ۲۴۵۔

تو سیالوی صاحب کا یہ ترجمہ بھی غلط ہے۔ فللہ الحمد۔

تو غلام صاحب اپنے منہ کو آئینے میں دیکھ لیں۔

۲۶۔ اکابرین کو معصوم کون سمجھتا ہے؟

غلام صاحب لکھتے ہیں آپ تو اپنے اکابرین کو معصوم سمجھتے ہیں۔ تنقیدی جائزہ ص ۱۴۱

غلام صاحب لکھا تو تم نے ہے کہ اعلیٰ حضرت سے نقطہ برابر خطاء کو خدا نے ناممکن فرما دیا۔
دیکھئے تفصیلی بحث احکام شریعت ص ۲۷
تو غلام صاحب یہ بات آپ ہمیں نہ کریں بلکہ اپنے گریبان میں جھانکیں۔

۲۷۔ حدیث شریف سلنی فاعطیک کی تشریح

غلام صاحب لکھتے ہیں۔

مولانا منظور احمد فیضی زید مجدہ نے فرمایا اور کیا خوب فرمایا حدیث صحیح کے ان الفاظ سلنی فاعطیک اسئلک مرافقتک فی الجنۃ او غیر ذلک سے عالم سنیت میں ایمان افروز بہار آتی ہے لیکن بیچاری وہابیت اپنے مصنوعی دھرم کو گرتا دیکھ کر پگھلنے لگی جاتی ہے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۱۴۱)

غلام صاحب کی عقل و دانش میں اگر بات آجائے تو ہم ضرور کہتے ہیں کہ اس کو اپنے گھر کے علماء سے ہی پوچھ لیتے تو آپ کو بات سمجھ آجاتی مگر آپ تو اپنے ہم مسلک و مشرب لوگوں کے علوم سے ہی کورے نکلے۔

مولوی ظہور اللہ از ہری لکھتے ہیں۔

توسل کی تیسری قسم ایک صورت یہ ہے کہ اپنا مقصد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کرے بایں معنیٰ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے اور طلب کر کے اس کے مقصد کو پورا فرما دیں اس سلسلہ کی یہ روایت ہے کہ ایک صحابی نے حضور سے عرض کیا جنت میں مجھے اپنا ساتھ عطا فرمائیں۔ (اسئلک مرافقتک فی الجنۃ) تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بکثرت سجدے کر کے اس معاملہ میں میری مدد کر (اعنی علی ذلک بکثرۃ السجود) اس بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بہت سے اقوال ہیں اس سوال میں بھی مقصد یہ نہیں ہوتا تھا کہ مقصد حضور پورا فرما دیں گے بلکہ مقصد یہ ہوتا تھا کہ

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقصد کے لئے شفاعت فرمادیں گے اور پھر اللہ تعالیٰ اس مقصد کو پورا فرمادیں گے۔ (شفاء السقام ص ۲۱۸)

آگے اسی طرح کا واقعہ نقل کر کے لکھتے ہیں اس طرح کی صورت میں یہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صورۃً طلب ہے۔ ورنہ دراصل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سفارش کرنے والے کی طرح ہے اب اس کو خواہ توسل کہیں یا تشفع یا استعانت یا تجوہ یا توجہ سب کے ایک ہی معانی ہیں۔ (شفاء السقام ص ۲۱۹)

ہاں غلام صاحب بات کچھ سمجھ آئی؟ نہیں تو مولوی ظہور اللہ ازہری سے رابطہ کر کے سمجھ لیں امید ہے وہ بخل نہیں فرمائیں گے اور ایک غلام پر احسان فرمائیں گے۔

۲۸۔ فاضل بریلوی زد میں

غلام صاحب لکھتے ہیں۔

اسماعیل صاحب تقویۃ الایمان ص ۴۰ میں فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یہ اسماعیل کی دریدہ دھنی ہے اس کا یہ قول صریح قرآن کے خلاف ہے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۱۴۳)

غلام صاحب آپ کا اپنے اسلاف پر احسان بڑھتا جا رہا ہے اتنے سارے فتاویٰ جات کو فاضل بریلوی کے وجود پر وزن بڑھتا جا رہا ہے کا کچھ تو اس کا شرم وحیاء بھی آپ لوگوں کو ہونا چاہئے۔

فاضل بریلوی سورہ یوسف کی آیت نمبر ۱۰۳ کا ترجمہ لکھتے ہیں ”اور اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو ایمان نہ لائیں گے۔“ (کنز الایمان ص ۳۵۸)

دوسری جگہ فاضل صاحب سورہ قصص کی آیت نمبر ۵۶ کا ترجمہ لکھتے ہیں۔

بے شک یہ نہیں کہ تم جسے اپنی طرف سے چاہو ہدایت کر دو۔ ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہتا ہے۔ (کنز الایمان ص ۵۶۷)

ہاں غلام صاحب یہ ترجمہ فاضل صاحب کا ہے اب بتائیں کیا اس کا بھی یہی مطلب نہیں کہ صرف خدا کی چاہت چلتی ہے۔

فاضل صاحب لکھتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ان (ابو طالب) کے پاس تشریف فرما ہوئے اس امید پر کہ شاید مسلمان ہو جائیں اس کی حضور کو سخت خواہش تھی جو کچھ کوشش ممکن تھی سب خرچ فرما دی مگر وہ تقدیریں آڑے آئیں جن کے آگے نہ خواہش چلتی ہے نہ غور۔ (رسائل رضویہ ج ۲ ص ۴۵۴ رسالہ شرح المطالب)

جی غلام اب بتا کیا فاضل بریلوی بھی شاہ صاحب والی بات کر رہا ہے یا نہیں؟

شاہ صاحب پر تو تیسرا فتویٰ نہیں لگا اس پر لگ جائے گا اور اس کو دریدہ دھن و گستاخ سمجھو اور بتاؤ بھی سہی تا کہ انسانیت فاضل بریلوی کے کذب و دجل و فریب سے بچ سکے۔

۲۹۔ بحث معجزہ

غلام صاحب لکھتے ہیں اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہو گیا کہ معجزہ نبی کے اختیار سے صادر ہوتا ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۴۵)

اس پر تفصیلی بحث ہم نے گلستان توحید میں کر دی ہے کچھ یہاں بھی عرض کئے دیتے ہیں۔

اس پر سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کی تکمیل ایمان کو ہم پیش کرتے ہیں جس کا ترجمہ وتشریح رضا خانی حضرات نے کی ہے وہ لکھتے ہیں قانون قدرت یہی ہے کہ بغیر اسباب کے کوئی کام پیدا نہیں کرنا اس کو عادت کہا جاتا ہے۔ بعض اوقات وہ اپنی قدرت سے اس عادت کو توڑ دیتا ہے اور کسی ظاہری سبب کے بغیر ہی اپنے رسول کے ہاتھوں پورا کر دیتا ہے تا کہ یہ چیز اس کی رسالت کی دلالت بن سکے چنانچہ معجزہ اللہ کا فعل ہے نہ کہ رسول کا کیونکہ قدرت کو توڑنا انسان (کے) اختیار سے باہر ہے۔

(تکمیل ایمان ص ۱۱۱ مکتبہ نبویہ لاہور)

مولوی عبدالمالک کھوڑوی لکھتے ہیں۔

صوفیاء کرام کرامت یا خرق عادت یا معجزہ کو ولی یا نبی کا فعل نہیں جانتے بلکہ وہ حقیقت میں خدا تعالیٰ کا فعل سمجھتے ہیں د چونکہ خدا تعالیٰ انسانی صورت میں ان کو ہدایت کے لئے بھیجتا ہے اس سے ان ایسے فعل ان سے ظاہر کراتا ہے۔ (شرح قصدہ غوثیہ ص ۱۲۷)

غلام صاحب کا معجزہ کا ختیاری ہونا تسلیم کرنا اپنے گھر سے بھی جہالت ہے ورنہ ایسی کچی بات نہ نکالتے۔ غلام صاحب پڑھنے کے باوجود بھی جاہل و ذہن غلامانہ رہا اگر آپ اپنی کتابوں کو دیکھتے تو آپ کو معلوم ہو جاتا کہ اختیاری کے لفظ کا کیا مطلب ہے تو سنئے ہم آپ کو یہ لفظ بتا دیتے ہیں جو آپ کو آپ کے کسی استاد نے نہیں بتایا چلو ہمیں ہی استاد مان لیں مگر ہم آپ کو شاگرد بنانے کے لئے تیار نہیں۔

خزینہ معرفت ص ۳۳۸ میں ہے، کرامات کا ظہور دو وجہ سے ہوا کرتا ہے اول اضطراری کہ ظاہر وجود سے کوئی امر عارف کی ذات پاک کے لئے باعث اضطرار ہو جاتا ہے اور اس اضطرار میں کرامت کا ظہور محض من جانب اللہ ہو جاتا ہے جس میں عارف کی ذات کو دخل تک نہیں ہوتا دوئم اختیاری کہ عارف کی ذات خود بخود ایک امر ناممکن الوجود کی خواہش پر اتر آتی ہے اور اس کی حقیقت جامعہ اس امر ناممکن الوقوع کے وقوع میں منہمک ہو جاتی ہے یہاں تک کہ ذات باری عز اسمہ اس کو وقوع اور رو جود کا جامہ پہنا دیتی ہے۔

دوسری کتاب کو دیکھیں۔

مخزن کرم ص ۱۴۵ پر بھی یہی بات لکھی ہے۔

جبکہ یہ بات بھی تم کہتے ہو کہ کرامت نبی کا معجزہ ہی ہوتا ہے جو اس کے امتی کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے تو پھر یہ بات معلوم ہو گئی کہ اختیاری کا معنی یہ ہے کہ خرق عادت کو طبیعت چاہتی ہے اور اس کے وقوع کی خواہش کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو واقع فرما دیتا ہے مگر رضا

خانی عقل وشعور میں یہ بات نہیں آ رہی ۔قرآن وسنت کے واضح دلائل دیکھنے کے باوجود بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔

معجزہ رسول کا اختیاری فعل نہیں ہے نہ رسول کو اس کے ظاہر کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے بلکہ معجزہ ایک ایسا امر ہے جو خدا کے پاس سے اس کی مشیت اور ارادہ اور قوۃ اور قدرت کے ساتھ رسول کی مدد اور اس کے دین کی عزت دینے کے لئے صادر ہوتا ہے معجزہ کا پہلا اثر صاحب معجزہ یعنی رسول پر ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا یعنی جب انہوں نے عصا پھینکا اور وہ امر الٰہی کی قوۃ سے اژدھا بن کر حرکت کرنے لگا۔ موسیٰ علیہ السلام اس کے خوف سے بھاگے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی اور اطمینان دیا چنانچہ فرمایا اقبل ولاتخف انک من الامنین ۔اے موسیٰ بھاگو مت آجاؤ اور خوف نہ کرو بیشک تم تو امن والوں میں سے ہو۔

تم کو یہ اژدھا ضرر نہ پہنچائے گا بلکہ دشمنوں کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا۔

پس موسیٰ علیہ السلام کے خوف کرنے سے یہ بات ظاہر ہے کہ نبی کا معجزہ میں کچھ اختیار نہیں ہے اگر اختیار ہوتا تو خوف نہ کرتے کیونکہ عامل اپنے عمل سے خوف نہیں کرتا ہے اور نہ عالم اپنے علم سے ڈرتا ہے اس لئے کہ وہ اس کی حقیقت سے آگاہ ہوتا ہے اور معجزہ چونکہ قدرت الٰہی سے ظاہر ہوتا ہے نبی کی عقل بھی معجزہ کی حقیقت سے عاجز ہوتی ہے اور جبکہ نبی کی عقل معجزہ کی حقیقت سے عاجز ہوئی تب پھر عوام الناس کی عقلوں کا کیا کہنا ہے حالانکہ انبیاء کی عقلیں اور ان کے نفوس بمقابلہ عوام کے نہایت صاف اور قوی ہوتے ہیں۔

اور یہی حالت حضرت عزیر نبی کے ساتھ گزری تھی۔ یعنی جو معجزہ کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا ظاہر کیا تھا۔ ان کی عقلیں اس کے ادراک سے پریشان ہوگئی ہیں۔ اس کی مفصل کیفیت اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی فرمان میں ارشاد کی ہے۔

او کالذی مرعلیٰ قریة وھی خاویة علی عروشھا قال انی یحی ھذه اللہ بعد موتھا فاماته اللہ مائة عام ثم بعثه قال کم لبثت قال لبثت یوما اوبعض یوم قال بل لبثت مائة عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنه وانظر الی حمارک ولنجعلک ایة للناس وانظر الی العظام کیف ننشزھاثم نکسوھا لحما۔

جب حضرت عزیر نے یہ معجزہ دیکھا تو خداوند تعالیٰ کی قدرت اور ربوبیت کے اقرار کی طرف رجوع کی چنانچہ خداوند تعالیٰ نے اس کے آگے فرمایا ہے۔

فلما تبین له قال اعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر۔

یعنی جب عزیر پر یہ قدرت ظاہر ہوئی تو کہنے لگے میں جانتا ہوں کہ بیشک خدا ہر چیز پر قادر ہے پس اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ رسول معجزہ کے ظاہر کرنے سے عاجز ہیں، بلکہ اس کی حقیقت سے بھی مطلع نہیں ہیں، درحقیقت معجزہ کے ظاہر کرنے والا خداوند کریم ہے وہی اپنی قدرت سے جس وقت چاہتا ہے ایسی چیز ظاہر کرتا ہے جس کے دیکھنے یا سننے یا جاننے سے یا اس جیسا کرنے سے عقول ونفوس بشری عاجز ہوجاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ معجزہ فعل عملی ہی ہو بلکہ علمی معجزہ زیادہ قوی اور نافع ہوتا ہے مگر معجزہ کا ظہور ہر زمانہ اور ہر قوم کے میلان طبع کے موافق ہوتا ہے چنانچہ اس اشارہ کی تحقیق ہم عنقریب بیان کریں گے۔

(امراض الروحانی والعلاج ص ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱ از حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ)

میرا خیال یہ ہے کہ اس کے بعد کسی اور حوالے کی ضرورت نہیں رہتی۔

مماذا بعد الحق الا الضلال۔

۳۰۔ غلام صاحب کی آنکھ پر ابلیسی پٹی

غلام نے پہلے یہ روایت نقل کی انا سید ولد آدم یوم القیامہ۔ پھر آگے جا کے لکھتے ہیں

سنی لوگوں کو تو ان احادیث کا علم ہے لیکن جن کی آنکھوں پر ابلیس نے بغض رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی پٹی باندھ دی ہے ان کو یہ روایات نظر نہیں آتیں۔ ان کو پورے ذخیرہ احادیث میں یہی روایت ملی ہے کہ حضور علیہ السلام کو کوئی پتہ نہیں کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہو گا یعنی نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی نجات کا علم اور نہ ہی اپنی امت کی نجات کا علم (نعوذ باللہ)

(تنقیدی جائزہ ص ۱۵۵)

غلام صاحب شاید آپ ہوش میں نہیں ہیں اس لئے اپنے بڑوں پر چار حرف بھیجتے چلے گئے پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ کے رضا خانی حضرات فاضل بریلوی کو سید ولد آدم سید الانس والجان سمجھتے ہیں دیکھئے فتاویٰ رضویہ ج ۷ اص ۷۷ا۔ تو واقعی آپ لوگوں کے دل دماغ، آنکھوں پر ابلیسی پٹی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ فاضل بریلوی نے انباء المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں آیت لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر کو ناسخ مانا ہے لا ادری مایفعل لی ولا بکم کو منسوخ مانا ہے تو گویا اس آیت مغفرت کے نزول تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اور امت کی نجات کا پتہ نہیں تھا۔ تو یہ سوچ فاضل بریلوی کو ہی مبارک ہو۔

ہم تو الحمد للہ شروع ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات و فلاح کے قائل ہیں۔

الزام ہمیں دے رہے ہیں اور قصور آپ کا۔ کچھ تو عبرت چاہئے نفس......

ہم تو کب سے یہی رونا رو رہے ہیں کہ نسل بریلویت پر ابلیس کی پٹی نہیں بلکہ پورا ہی ابلیس سوار ہے اس لئے تو آپ کو حق و باطل میں فرق نظر نہیں آتا۔

۳۱۔ بتوں کی آیتیں انبیاء اولیاء پر فٹ کرنا

غلام صاحب لکھتے ہیں الحاصل غور کرنا چاہئے کہ کاملین کی ارواح اور بتوں میں واضح فرق ہے لہٰذا بتوں کے بارے میں وارد ہونے والی آیات کو انبیاء اولیاء پر چسپاں کرنا جیسا کہ تقویۃ الایمان میں کیا گیا ہے قبیح تحریف اور بدترین تخریب ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۶۳)

غلام صاحب طریق الفلاح نامی کتاب جو کہ عرفا شاہ مشہدی، مفتی منیب الرحمان، مفتی غلام مصطفیٰ رضوی جیسے لوگوں کی تصدیق شدہ ہے اس میں لکھا ہے۔

مشرکین کے نزدیک بھی اصنام وسیلہ ہیں اصلی داتا نہیں لہذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ پھر اولیاء انبیاء اور اصنام میں کیا فرق ہوا؟ کیوں کہ بت پرست اصنام کو اور بعض اہل عقیدت انبیاء اور اولیاء کو بھی بطور وسیلہ پیش کر کے قاضی الحاجات سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اصنام مخلوق کے تراشیدہ ہیں جو بے روح اور بے شعور ہیں جبکہ انسان ایک بت ہی سہی مگر اللہ تعالیٰ کا تراشیدہ ہے۔

(طریق الفلاح ص ۲۱)

غلام صاحب اس کے مؤلف نصیر الدین نصیر گولڑوی کی ان تینوں اکابر نے تعریف کی ہے بلکہ آپ کے دادا استاد مولوی عطا محمد بنایالوی کے حالات زندگی میں لکھا ہے وہ جب گولڑہ شریف جاتے تو پیر نصیر الدین نصیر کے پاؤں میں گر جاتے اور چومتے تھے اور انہی کے حالات میں پیر صاحب کو قرون اولیٰ کی یاد تازہ کرنے والا لکھا ہے شرف قادری نے بھی ان کی تعریفیں کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں اللہ جل جلالہ کے سامنے جب پیشی ہوگی تو مملوک ومخلوق کی حیثیت سے اصنام اور اولیاء برابر ہوں گے جیسے وہ مخلوق ومملوک ویسے یہ بھی مخلوق ومملوک جیسا آیت انما انا بشر مثلکم میں کم ضمیر کا مرجع مشرکین ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشرکین کے ساتھ مثلیت مخلوق خدا ہونے میں ہے وہی مثلیت اصنام واولیاء وغیرہم میں بھی ہے لہذا قادر مطلق اور رزاق برحق کے سامنے جس طرح اصنام اور مشرکین سائل ہیں ویسے ہی انبیاء واولیاء بھی اس کے سائل اور مخلوق ومملوک ہیں۔

(ص ۴۸ اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت)

جن حضرات کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جن آیات میں اصنام کو خطاب کیا گیا۔ ان آیات کو

انبیاء واولیاء پر منطبق کرنا نہ صرف جہالت ہے۔ بلکہ تحریف قرآنی ہے وہ ہماری تحقیق بھی ذہن نشین کرلیں کہ غیر اللہ، من دون اللہ، شریک اور انداد کے الفاظ قرآن میں جہاں بھی آئے ہیں۔ ان سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہو اور جو وصول الی اللہ میں رکاوٹ بنتی ہو۔ اگر اصنام رکاوٹ بن رہے ہوں تو ان الفاظ سے مراد اصنام ہوں گے اور اگر انسان بن رہے ہوں تو انسان مراد ہوں گے ہم نے اس کے ثبوت میں قرآن مجید سے کئی مثالیں پیش کی ہیں اور مزید بھی پیش کر سکتے ہیں۔ مثلاً

ان کثیرا من الاحبار والرہبان لیاَ کلون اموال الناس بالباطل اور والدین یکنزون الذہب......الخ

سے مراد اسنام تو نہیں انسان ہیں اور وہ بھی عام انسان نہیں بلکہ وہ اس طبقہ کے انسان جو انسان کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور وہ دنیوی اور مذہبی رہنما ہیں گویا اس آیت کے مطابق اگر کوئی عالم یا شیخ اللہ کے راستے میں رکاوٹ بن رہا ہے تو وہ یصدون عن سبیل اللہ کے زمرے میں آئے گا۔

بس ایسا شخص غیر اللہ من دون اللہ، شریک اور انداد کے الفاظ کا مصداق ٹھہرے گا۔ معلوم ہوا کہ جو چیز بھی اللہ کے راستے میں رکاوٹ بنے وہ غیر اللہ ہے چاہے وہ اصنام ہوں یا کوئی انسان۔ (اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت ص ۹۸)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

جن لوگوں کا خیال ہے کہ من دون اللہ سے مراد صرف بت ہیں انسان نہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ عرب تہذیب میں وہ بت پرستی کا دور تھا۔ اور مشرکین مختلف بتوں کے سامنے اپنی حاجات پیش کرتے تھے۔ کیونکہ اس وقت کسی انسان سے بعد وفات مدد مانگنے اور حاجات طلب کرنے کا دستور ہی نہیں تھا۔ اس لئے اکثر و بیشتر آیات

میں من دو اللہ سے مراد اصنام ہیں۔ اگر اس زمانے میں بھی بعد وفات کسی سے حاجات طلب کرنے کا رواج ہوتا تو یقیناً قرآن مجید اس کی نفی بھی فرما دیتا۔

(اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت ص ۱۰۳)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں۔

سائل نے حضور علیہ السلام سے آپ کو سجدہ کرنے کی اجازت مانگی اور آپ ﷺ نے جب غیر اللہ کے سجدے کی مطلقاً نفی کی تو من دو اللہ کے الفاظ فرمائے۔ ظاہر ہے یہاں کیونکہ آپ ﷺ ہی کے لئے سجدہ کی اجازت مانگی گئی تھی تو آپ ﷺ نے من دو اللہ سے اپنی ذات بھی مراد لی۔ (اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت ص ۱۱۰)

مولانا احمد الدین بگوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ یہ آیات تو اصنام کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں تم نے ان کی ان اصنام اور ان کے علاوہ دوسرے انبیاء مثلاً عیسیٰ اور عزیر علیہما السلام اور ملائکہ اور اولیاء کرام کے بارہ میں کیسے تعمیم کر دی۔

جواب اصول فقہ میں مسئلہ طے شدہ ہے کہ سبب کی خصوصیت کا اعتبار نہیں ہوتا بلکہ اعتبار الفاظ کی عمومیت کا ہوا کرتا ہے تو الفاظ عام ہیں جو ان سب کو شامل ہیں۔

(دلیل المشرکین ص ۱۰۶)

اے مومن موحد اس کی اطاعت پر جمے رہنے والے شب و روز اس کے حکم کی پابندی کرنے والے تجھے کیونکر بھولے گا اس حدیث کے دوسرے معنی یہ ہیں۔ دع مایریبک الخ۔

اس چیز کو جو مخلوق کے پاس ہے چھوڑ دے۔

اس کو طلب نہ کر اور اس سے دل کو نہ لگا رکھ اور ان سے امید نہ رکھ اور ان سے نہ ڈر اور خدا کے فضل سے لے اور وہ فضل ایسی چیز ہے کہ تجھے شک میں نہ ڈالے گی اور اس کا پہنچنا

یقینی ہے بس چاہئے کہ تیرے لئے ایک مسئول ایک دینے والا ایک ارادہ ہو اور وہ تیرا رب عزوجل ہے۔

اس کے قبضے میں بادشاہون کی پیشانی اس کے ہاتھ میں لوگوں کے وہ دل ہیں جو بدن کا بادشاہ ہے اور اس میں متصرف ہے اور مخلوق کا مال اسی کا ہے۔ مخلوق خدا کی طرف سے امین و وکیل ہے اور تجھے دینے میں ان کے ہاتھ کی جنبش خدا کے اذن اور حکم اور اس کے جنبش دینے سے ہے۔ اس طرح مخلوق کا تجھے دینے سے باز رہنا بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اللہ سے اس کے فضل کو طلب کرلو اور فرمایا کہ جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو وہ تمہارے لئے رزق کے مالک نہیں ہیں بس اللہ تعالیٰ سے رزق طلب کرو۔ اور اس کی عبادت اور شکر ادا کرو۔ (فتوح الغیب ص ۵۰، ۵۱ از شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ)

یہ آخری لائنیں حضرت شیخ نے آیت مبارکہ لکھی ہے اس کا ترجمہ ہے۔

آیت یہ ہے ان الذین تدعون من دون الله لایملکون لکم رزقا .الایہ

تو یہ بتوں کے متعلق نازل شدہ آیت کو شیخ جیلانی رحمہ اللہ مخلوق پر فٹ کر رہے ہیں انسانوں کو اس آیت کے تحت داخل کر رہے ہیں تو اب کیا فتوی ہوگا ان سب حضرات کے لئے؟ غلام صاحب فتویٰ جاری فرمائیں اور اپنے بریلوی حضرات اور اسلاف واکابرین امت پر فتویٰ لگائیں بلکہ ہاں فتوے تو آپ لکھ چکے ہیں تو کیا یہ سب قرآن میں تحریف و تخریب کرنے والے ہیں؟ نہیں تو پھر شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ پر فتویٰ کیوں لگایا؟

۳۲۔ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ

غلام صاحب لکھتے ہیں اگر نانوتوی صاحب ختم زمانی کے قائل تھے تو وہ اثر ابن عباس کی تصحیح و تقویت کیوں کر رہے ہیں۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۹۲)

غلام صاحب یہاں خود آپ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سیدنا ابن عباس

رضی اللہ عنہا کا نام کس طرح لکھا ہے نہ حضرت اور نہ ہی رضی اللہ عنہ تو کیا آپ کا انداز بھی بے حیائی و گستاخی والا ہے؟ اگر نہیں تو پھر شاہ اسماعیل شہید پر کیوں برس پڑے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا حال سیدنا حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم والا ہے۔

آپ نے جو یہ کہا ہے کہ اثر ابن عباس کی تصحیح وتقویت کرنا ختم زمانی کے منکر کا کام ہے آپ کو پتہ ہے کہ اس اثر کی تصحیح وتقویت کس کس نے کی ہے؟ اگر نہیں تو پھر میں بتا دیتا ہوں لیکن پہلے چند مولوی آپ کے ساتھ کھڑے کردوں تا کہ آپ اپنے کو اس حمام میں اکیلے نہ سمجھیں بلکہ کہیں کہ اس حمام میں ہم سب ننگے ہیں۔

تبسم صاحب لکھتے ہیں اس اثر کو صحیح ماننے سے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل اور نظیر ہونے کا عقیدہ پیدا ہوتا ہے وہیں ختم نبوت کے اجماعی عقیدے پر بھی زد پڑتی ہے۔

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۴۱)

مولوی حسن علی رضوی لکھتے ہیں ان (مولوی نقی علی خان) کی رائے میں اثر ابن عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا محمد احسن منکر خاتم النبیین ٹھہرتے تھے۔

(محاسبہ دیوبندیت ج ۲ ص ۴۵۱)

اثر ابن عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا احسن نانوتوی منکر خاتم النبیین ٹھہرتے ہیں۔ (محمد کرم شاہ کا تنقیدی جائزہ ص ۱۲)

اس اثر ابن عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا احسن نانوتوی منکر خاتم النبیین ٹھہرتے ہیں۔ (حیات مولونا نقی علی خان ص ۱۰۸)

یہ سب کے سب غلام صاحب کی بولی بولنے والے بریلوی علماء ہیں مگر ان لوگوں نے دوسری طرف نظر نہیں کی کہ کس کس نے اس اثر کو صحیح کہا..... تو آیئے وہ میں عرض کر دیتا ہوں۔

امام حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو

روایت نہیں۔ حافظ ذہبی نے بھی کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی نے اس حدیث کو دو سندوں سے روایت کیا ہے امام بیہقی لکھتے ہیں اس حدیث کی سند حضرت ابن عباس سے صحیح ہے راوی مرہ کے ساتھ شاذ ہے اور میں نہیں جانتا کہ ابوالضحی کا کوئی متابع ہے۔

(تبیان القرآن ج ۱۲ ص ۹۲)

شاذ ہونے سے روایت مردود نہیں ہوجاتی بلکہ بعض شاذ مقبول بھی ہوتی ہیں۔

حافظ عماد الدین بن عمر بن کثیر شافعی متوفی ۷۷۴ھ نے اپنی تفسیر میں سات زمینوں سے متعلق اثر ابن عباس کو امام بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس کی سند پر کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ (تبیان القران ج ۱۲ ص ۹۳)

سعیدی نے آگے ابن حجر عسقلانی کی تحقیق نقل کی ہے کہ انہوں نے امام ابن حریر کا اقتباس نقل کیا ہے جس میں انہوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے آگے علامہ عسقلانی نے فیصلہ یہ لکھا ہے کہ امام بیہقی نے کہا ہے اس حدیث کی سند صحیح ہے یہ مرہ کے ساتھ شاذ ہے۔

(ایضاً)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے اس اثر کا ذکر ابن جریر امام ابن حاتم امام حاکم اور ان کی تصحیح کے ساتھ اور امام بیہقی کی شعب الایمان اور کتاب الاسماء والصفات کے حوالوں سے کیا ہے۔ (ایضاً)

علامہ آلوسی کہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اس اثر کے صحیح ہونے میں کوئی عقلی شرعی مانع نہیں۔

(ایضاً)

مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ نے پورا رسالہ اس اثر کے صحیح ہونے پر لکھا ہے جس کا نام زجر الناس رکھا۔

اپنے فتاویٰ میں مولانا لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک معتمد ہے حاکم نے اس کے حق میں صحیح الاسناد کہا ہے اور ذہبی نے حسن الاسناد کا حکم دیا ہے اس حدیث کے ثبوت میں کوئی علت قادحہ معتمدہ نہیں ہے۔ (مجموعۃ الفتاوی ہے ج اص ۳۳)

کیوں غلام صاحب یہ سب منکرین ختم نبوت ہیں،؟ اگر نہیں تو کیا وجہ حالانکہ یہ سب اس اثر کو صحیح قرار دے رہے ہیں۔ اگر جرأت کر کے ان بزرگوں کو بھی کافر کہو تو پتہ چلے۔

اس کے ساتھ ساتھ ملتا جلتا ایک مضمون اور بھی عرض کیئے دیتا ہوں۔

غلام صاحب لکھتے ہیں جب مصنف تحذیر الناس اس اثر کے مضمون کو صحیح سمجھتے ہیں تو وہ ختم زمانی کے قائل کیسے ہیں۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۰۲)

غلام صاحب اس کا جواب تو آپ ہی خود دیں گے کیونکہ آپ کے بڑے مولوی غلام دستگر قصوری صاحب تو کہتے ہیں ہر ایک کی خاتمیت اضافی ہے یعنی ان زمینوں میں جو نبی ہیں ان کی خاتمیت ان زمینوں کے اعتبار سے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت اس زمین میں مبعوث ہونے والے انبیاء کے اعتبار سے ہے۔ (تبیان القرآن ج ۱۲ ص ۹۴)

قصور صاحب مزید لکھتے ہیں ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کے ممتنع بالذات ہونے کے اس جہان دنیا میں قائل ہیں پس اگر کوئی اور جہاں ہو اور اس میں سوائے اس دنیا کے انبیاء مبعوث ہوں اور ہر ایک ان کا خاتم ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل نبی اور خاتم ہونے میں ہو تو اس کے ممتنع ہونے پر ہم حکم نہیں کرتے۔ (تقدیس الوکیل ص ۱۴۴)

آپ کو غلام صاحب معلوم ہوا کہ اہل بدعت کی مستند کتاب ہے اور فاضل بریلوی امام رضانی نسل نے بھی بالواسطہ اس کی تصدیق و تائید کی ہے کیونکہ انہوں نے لفظ بہ لفظ انوار آفتاب صداقت کو سنا ہے اور تائید فرمائی ہے تو اسی میں اس کتاب کی بھی تعریف و توثیق ہے تو پھر آپ ہی تو کہہ آئے ہیں کہ جو کلمہ کفر بولے وہ کافر ہے اس طرح جو اس پر ہنسے یا اس کو

اچھا جانے یا اس پر راضی ہو وہ کفر کا مرتکب ہے۔ (تنقید جائزہ ص ۱۶۳)

تو فاضل بریلوی نے اس کتاب کی تصدیق وتائید کی اور اسے اچھا جانے اور اس پر راضی رہا جس میں یہ لکھا ہے کہ چھ زمینوں پر مختلف انبیاء ہوں اور وہاں علیحدہ علیحدہ خاتم النبیین ہوں تو جائز ہے۔تو غلام صاحب کہتے ہیں یہ بات یعنی اثر ابن عباسؓ کے مضمون کا قائل ہونا ختم نبوت کا انکار ہے تو پھر سارے بریلوی بشمول فاضل صاحب سب کافر ہوئے یا نہ؟

۳۳۔ انبیاء علیھم السلام کا کذب (نعوذ باللہ)

غلام صاحب لکھتے ہیں ان کا جھوٹ بولنا ثابت ہو جائے تو ان کے دعوے نبوت کی صداقت کون تسلیم کرے گا۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۰۵)

غلام صاحب آپ کو مغالطہ ہوا ہے اس لئے ہم پر نہ برس بلکہ اپنے روحانی آباء کو طعن کریں کیونکہ انوار آفتاب صداقت میں ص ۹۷ پر ہے آپ کے اکابر لکھتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تین کذب صادر ہوئے۔تو فاضل بریلوی سمیت تقریباً ۴۰ بریلوی جو اس کی تصدیق کرنے والے سب ہی آپ کی زد میں آ گئے۔

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں وہ قرآنی آیات اور متواتر روایات جن سے ان حضرات کا جھوٹ یا کوئی اور گناہ ثابت ہوتا ہو سب واجب التاویل ہیں کہ ان کے ظاہری معنی مراد نہ ہوں گے یا کہا جائے گا کہ یہ واقعات عطاء نبوت سے پہلے کے تھے۔(جاء الحق ص ۴۳۳)

لو جی غلام صاحب یہ کہہ رہے ہیں جھوٹ وغیرہ گناہوں کو نبوت سے پہلے پر محمول کرو کہ انہوں نے جھوٹ تو بولے مگر نبوت سے پہلے۔

بہرحال جھوٹ بولنا بریلوی حضرات کے گھر سے ثابت ہو گیا تو پھر یہ لوگ خود ہی نبوت سے بقول آپ کے اعتبار و اعتماد ختم کر رہے ہیں تو کیا آپ انہیں اپنا بڑا مانیں گے یا فتوی داغیں گے؟

۳۴۔ امتی کا بڑھنا؟

غلام صاحب لکھتے ہیں انبیاء علیہم السلام کے بارے میں کہنا کہ امتی اعمال میں ان سے بڑھ جاتے ہیں انبیاء کی تنقیص ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص۲۰۶)

غلام صاحب اپنے گھر میں بھی جھاڑو پھر لیں شاید نہیں بلکہ ضرور کوئی آپ کو نظر آ جائے گا۔ کیونکہ شرک و بدعت کا گند تو گند ہی ہے نہ کہ پھول و خوشبو کہ اس کو سجا کر رکھا جائے باقی عبارات کا ڈھیر بھی آپ کو مل جائے گا۔

ابوالحسنات قادری لکھتے ہیں، حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا یا الٰہی مجھ سے زیادہ بھی کوئی تیرا ذکر کرنے والا ہے تو حق تعالیٰ نے مینڈک کے متعلق وحی فرمائی۔

(تفسیر الحسنات ج۵ ص۴۴۵)

اور یہ بھی یاد رہے کہ تفسیر الحسنات کاظمی صاحب کی مصدقہ ہے تو پھر بقول آپ کے یہ توہین و تنقیص کرنے والے کاظمی ابوالحسنات توہین کی وجہ سے مسلمان رہے؟

۳۵۔ غلام کا ایک اور جھوٹ

فاضل بریلوی نے جیسے حسام الحرمین میں فتویٰ گھڑا اور نام حضرت قطب الارشاد گنگوہی کا لگا دیا اس طرح غلام نے بھی وہ استفتاء جو من گھڑت فتویٰ میں تھا اس کو نقل کر کے حوالہ فتاویٰ رشیدیہ کا دیا ہے۔ دیکھئے تنقیدی جائزہ ص۲۰۹

غلام صاحب جھوٹ بولنے والے پر لعنت خدا کی آتی ہے اور رحمت کا فرشتہ میل دور بھاگ جاتا ہے مگر آپ کو اس کا کیا خیال۔ کیونکہ پہلے ہی رحمت سے دور اور لعنت اترنے کے مستحق بنے ہوئے ہیں اس لئے آپ نے جھوٹ بول کر اپنے کارندوں اور چیلوں کو خوش کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ تم نے اپنے آباء سے یہ ورثہ پایا ہے کہ جھوٹ سے کام چلایا جائے۔

۳۶۔ شیء کی تفصیل

غلام صاحب لکھتے ہیں شیء وہ ہے جو تین زمانوں میں سے کسی میں موجود ہو۔

(تنقیدی جائزہ ص۲۱۲)

غلام صاحب لکھنا چاہتے ہیں کہ اللہ ممکنات پر قادر ہے اور ممکنات وہ ہیں جو کسی ایک زمانہ میں ضرور پائے جائیں۔ اب جس شئے کو بھی خدا کی قدرت کے تحت لایا جائے گا وہ کسی زمانے میں ضرور واقع ہو گی۔تو ہماری طرف سے جواباً آپ کے گھر کے افراد پیش خدمت ہیں۔

۱۔ مولوی جلال الدین امجدی لکھتے ہیں بے شک مغفرت مشرکین تحت قدرت باری تعالیٰ ہے۔ (فتاویٰ فیض الرسول ج۱ص۲)

۲۔ مولوی نقی علی خان لکھتے ہیں اہلسنت کے مذہب میں کفر کا بخشا جانا عقلاً جائز ہے، معتزلہ ممنوع عقلی کہتے ہیں۔ (الکلام الاوضح ص۲۸۹)

یعنی خدا کی قدرت اس پر ہے مگر کرے گا نہیں۔

جیسا کہ فاضل بریلوی لکھتے ہیں ایسے اطاعت گزار بندے کو عذاب دینا جو اللہ کے علم میں ویسا ہی ہے ماتریدیہ کے نزدیک عقلا جائز نہیں اور اشعری اور ان کے پیروکار عام اشاعرہ نے اختلاف کیا تو ان لوگوں نے فرمایا کہ ایسے اطاعت گزار کو عذاب دینا عقلا جائز ہے اس لئے کہ مالک کو حق ہے کہ اپنی ملک میں جو چاہے کرے یہ ظلم نہیں اس لئے کہ ظلم تو غیر کی ملک میں تصرف کرنا ہے اور سارا عالم اللہ کی ملک ہے اور اس لئے کہ نہ کسی کی طاعت اس کے کمال کو زیادہ کرتی ہے نہ کسی کی معصیت اسے کچھ نقصان دیتی ہے کہ اس وجہ سے وہ کسی کو ثواب دے یا کسی پر عقاب کرے اور اس لئے کہ یہ عذاب دینا حکمت کے منافی نہیں اس لئے کہ قدرت دونوں ضد سے تعلق کے قابل ہے اور یہ کہ اس کی تنزیہ میں یہ بلیغ تر ہے

کہ اس تعذیب پر اس کی قدرت ثابت کی جائے باوجود کہ وہ اپنے اختیار سے ایسا نہ فرمائے
تو اس مذہب کا قائل ہونا زیادہ سزاوار ہے۔ (المعتمد المستند ص ۱۲۷)

فاضل بریلوی کے آخری جملے غور سے پڑھیں تو بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ خدا کو اختیار و قدرت ہے مگر کافر کو جہنم اور اطاعت گزار کو جنت دے گا اور نہ دینے پر بھی اختیار ہے۔

دوسری جگہ فاضل صاحب لکھتے ہیں اس نے خبر دی کہ اہل جنت کو ہمیشہ جنت میں رکھے گا ان کا خلود واجب ہو گیا اگر نہ ہو تو معاذ اللہ کذب لازم آئے گا مگر اس سے انقطاع پر قدرت مسلوب نہ ہوئی خلود وانقطاع دونوں از لاابدأ زیر قدرت ہیں۔

(کلیات مکاتیب رضا ص ۸۳)

یعنی جب کہ دیا کہ اہل جنت کو ہمیشہ رکھوں گا جنت میں تو وہ رکھے گا تو سہی مگر نہ رکھنے پر بھی قادر ہے۔ کاظمی صاحب لکھتا ہے نیکوں کو دوزخ میں ڈالنا یا بالعکس اس میں ہمارا کلام نہیں۔

(مقالات کاظمی ج ۲ ص ۲۴۱، ۲۴۰)

یعنی خدا کو ایسا کرنے پر قدرت ہے۔

تو اب غلام سے ہمارا سوال ہے کہ جب اہل جنت کو جنت میں داخل نہ کرنے پر بھی قادر ہے اور ہمیشہ جنت میں نہ رکھنے پر بھی قادر ہے تو پھر یہ اصول کہ جس پر وہ قادر ہے اس کا وقوع کسی نہ کسی زمانے میں ہونا ضرری ہے تو کیا اہل جنت کو جنت سے نکال دیا جائے گا؟ یا خدا مشرکین کی بخشش پر قادر ہے تو کیا کبھی ان کو بخشش دے گا؟ اگر نہیں تو پھر اصول کدھر گیا؟

۳۷۔ کیا موصوف بالعرض کہنا باقی انبیاء کی نبوت کا انکار ہے؟

غلام صاحب لکھتے ہیں۔

دوسرے انبیاء وصف نبوت کے ساتھ بالعرض متصف ہیں حضور علیہ السلام بالذات

متصف ہیں لہٰذا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوگیا سرفراز صاحب قاسم نانوتوی کی اسعبارت کو ختم نبوت زمانی پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں حالانکہ اس طرح تو باقی انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے تو انکار ہو جائے گا۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۹۸)

یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت سے متصف بالذات ماننا اور باقی انبیاء کو بالعرض ماننا انکار نبوت ہے تو پھر سنئے غلام صاحب کان کھول کر کہ

آپ کے جامعہ خیر المعاد ملتان کے شیخ الحدیث لکھتے ہیں۔

علامہ سلیمان جمل کے نزدیک نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بالاصالت یعنی اصل اور مستقل نبی و رسول ہونے کے لحاظ سے داعی تھے اور دیگر انبیاء کرام نے آپ کے نائب و خلیفہ ہونے کی حیثیت سے دعوت دی۔ (خلاصۃ الکلام ص ۵۳)

آگے لکھتے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کا واضح مطلب ہے کہ جب دیگر بعض انبیاء کو بچپن میں نبوت عطا کی گئی اور ان میں استعداد موجود تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی بچپن میں اس کی استعداد کے زیادہ لائق ہیں کیونکہ آپ اصل ہیں اور وہ فرع اصل کی صلاحیت فروع سے زیادہ ہوتی ہے۔ (خلاصۃ الکلام ص ۱۱۴)

نقی علی خان لکھتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم منصب نبوت میں اصل ہیں۔

(الکلام الاوضح ص ۱۹۲ سرور القلوب ص ۲۲۶)

فاضل بریلوی کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم وہی اصل جملہ کمالات ہیں جس کو جو کمال ملا وہ حضور ہی کے کمال کا صدقہ اور ظل اور پرتو ہے۔

(حیا اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۳۱۹)

مولوی ذاکر حسین شاہ سیالوی لکھتے ہیں۔

نبوت کا اصل آپ علیہ السلام کی ذات اقدس ہے۔ (نبی الانبیاء والمرسلین ص ۹۱)

مولوی عبدالمجید خان سعیدی لکھتے ہیں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت میں بھی اصل اور واسطہ ہیں۔ (مسئلہ نبوت عند الشیخین ص ٦)

کاظمی کہتا ہے۔ حضور تمام عالم کے وجود اور اس کے ہر کمال کی اصل ہیں۔

(نبوت عند الشیخین ص ۲۰)

ذاتی اور عرضی کا فرق پیر کرم شاہ بھیروی نے بھی تسلیم کیا ہے۔

دیکھئے تحذیر الناس میری نظر میں ص ۲۷

مولوی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں۔ آپ جملہ عالمین کی اصل ہیں۔

(دلوں کا چین ص ۷۷)

کاظمی کہتا ہے۔

ہر نبی کی نبوت کی اصل میرے نبی کی نبوت ہے۔ (خطبات کاظمی ج ۳ ص ۱۷۵)

ایک جگہ یوں کہتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاء و رسل نبی اور رسول ہیں مگر یہ نبوت و رسالت بواسطہ رسالت محمدی ہے ہر نبی کے کمالات کی اصل جنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(خطبات کاظمی ج ۳ ص ۱۷۲)

ایک جگہ فاضل بریلوی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کے وجود سے بالذات پرتو اور باقی سب کو بالعرض پرتو مانا ہے۔ دیکھئے حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۳۴۰

اصل کا معنی کیا ہے مولوی تبسم شاہ سے سنئے۔

یہ لفظ اصلاً ہی بالذات کا ترجمہ ہے لفظ اصل ذات کے معنی میں آتا ہے یا نہیں؟ اس

کے متعلق بے شمار لغوی اشتہادات پیش کیے جاسکتے ہیں (کہ آتا ہے)

(ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۱۶۲)

تو بات اب آسان ہوگئی کہ یہ کہنا کہ ہر ایک نبی کو نبوت کی اصل آپ ہیں یا اصل نبی آپ ہیں سب کا معنی یہی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذاتی نبی ہیں تو پھر لامحالہ باقی بالعرض ہی ہوئے۔ تو جو فتوے جناب حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمہ اللہ پر لگائے جانے کی کوشش تھی وہ سب فاضل صاحب کے باپ سے لے کر آج تک تمام بریلویوں کے سر جا لگے۔ بلکہ غلام صاحب آپ خود بھی تو لکھ رہے ہیں ہر کمال خداداد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصل ہیں اور باقی حضرات تابع آپ مقصودی دوسرے حضرات طفیلی۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۲۳)

تو آپ بھی محروم نہیں رہے آپ پر بھی یہ سب فتویٰ کا مضمون فٹ آگیا تو آپ بھی انبیاء کی نبوت کے منکر ہوئے جیسے کہ آپ کے بریلوی علماء۔ (العیاذ باللہ)

۳۸۔ کیا متضاد ہونا وہابیت ہے؟

غلام صاحب لکھتے ہیں متضاد ہونا تو وہابیت کی جان ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۱)

غلام صاحب ہم اگر اکٹھے کریں فاضل بریلوی کے جھوٹ تو بہت ہو جائیں گے ہم صرف چند بتا کر ان کی وہابیت پر مہر ثبت کرنا چاہتے ہیں۔

۱۔ فاضل صاحب لکھتے ہیں لوگ اپنی ماؤں کی طرف نسبت کر کے پکارے جائیں گے۔

(احکام شریعت مسئلہ نمبر ۹۷ حصہ دوم)

انکم تدعون یوم القیامہ باسمائکم واسماء آباء کم

(احکام شریعت حصہ اول ص ۹۱ مسئلہ نمبر ۲۱)

یعنی تمہیں اپنے اور اپنے آباء کے نام سے پکارا جائے گا۔

اب ظاہر ہے کہ ایک تو جھوٹ ہے۔

۲۔ داڑھی منڈے کے متعلق لکھتے ہیں۔

قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے۔ (احکام شریعت ص ۱۹۰ حصہ دوم مسئلہ نمبر ۷۰)

حالانکہ قرآن شریف میں کہیں بھی نہیں ورنہ آیت نمبر سورہ نمبر، پارہ نمبر بتائیں۔

۳۔ شیطان نے آدم علیہ السلام اور اماں حوا علیھا السلام کو جھوٹ بولا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں مگر فاضل بریلوی کو شیطان کی طرف داری کا شوق بڑھا تو جھٹ کہہ دیا کہ وہ کذب کو اپنے لئے پسند نہیں کرتا۔ (احکام شریعت حصہ اول ص ۱۳۵ مسئلہ نمبر ۳۹)

اس کو بچانے کے لئے خود جھوٹ بول دیا ایسا عشق و محبت تو ہوتا ہے دنیا میں کہ محبوب کو تو بچانے کے لئے خود جھوٹے بن گئے اور محبوب بھی نہ بچ سکا۔

۴۔ فاضل صاحب لکھتے ہیں رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ (ملفوظات حصہ ۴ ص ۳۹۸)

حالانکہ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر ۷۰ پارہ نمبر ۶ میں ہے جب بھی ان کے پاس رسول لایا جو چیز ان کے نفوس نہیں چاہتے تھے تو ایک گروہ تم میں سے ان کو جھٹلا دیتا اور ایک قتل کر دیتا۔

اب بتاؤ یہ کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے۔

۵۔ خودکشی کرنے والے کے متعلق کہا کہ اس کے جنازہ کی نماز نہیں۔

(ملفوظات ص ۹۸ حصہ اول)

جبکہ فتاویٰ افریقہ میں کہا۔

نماز پڑھی جائے گی۔ (فتاویٰ افریقہ ص ۴۲۰ مسئلہ نمبر ۳۹)

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس (گائے) کا گوشت تناول فرمانا ثابت نہیں۔

(ملفوظات ص ۳۳ حصہ اول)

بیٹا کہتا ہے کہ بظاہر تناول فرمانا معلوم ہوتا ہے۔

(حاشیہ ملفوظات مطبوعہ مکتبہ المدینہ ص ۶۸)

اس طرح کے کئی جھوٹ ہم اور بھی دکھا سکتے ہیں تفصیل کے استاذ یم متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن صاحب کی حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ پڑھیں ہم نے بھی اسی سے چند باتیں نقل کردی ہیں تو فاضل وہابی ثابت ہوئے اور بریلوی مسلک میں وہابی گستاخ رسول کو کہتے ہیں (دیکھیے فتاویٰ فیض الرسول) لہٰذا وہ گستاخ رسول بھی ہوئے اور ایمان سے بھی ہاتھ دھوئے ہوئے ثابت ہوئے۔

۳۹۔ غلام شکنجے میں

غلام پیچھے بڑا رونا رو رہا تھا کہ بالذات اور بالعرض کا فرق کرنا انکار نبوت ہے اور اس کے مسلکی ہم زلف نے تو ظل وعکس کا لفظ استعمال کرنے کو مرزائیت نوازی کہا ہے دیکھئے ختم نبوت اور تحذیر الناس مگر یہاں غلام لکھتا ہے مولوی قاسم تحذیر الناس میں فرماتے ہیں کسی اور نبی میں کوئی کمال نہیں جو کچھ ہے ظل وعکس محمدی ہے۔

قصائد قاسمی میں فرماتے ہیں۔

انبیاء کے سارے کمال ایک تجھ میں ہیں
تیرے کمال کسی میں نہیں دو چار

اپنے قاسم العلوم الخیرات کی وہ باتیں بھی ماننی چاہئیں جن سے شان رسالت ظاہر ہو۔ صرف خاتم النبیین کے معنی میں تبدیلی والی بات مانی جاتی ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۵۸)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات شان رسالت پر مشتمل ہے مگر خود اور تیرے ہم مسلک غلام صاحب اس پر فتویٰ لگاتے ہیں معلوم ہوا کہ تو اپنے ہی فتوے کی زد میں آ گیا۔

کل میاں حجام جہاں مونڈتا تھا اوروں کے سر
آج اسی کوچہ میں خود اس کی حجامت ہو گئی

یا پھر مان لو کہ بالذات وبالعرض کا مسئلہ حل ہو گیا اور ظل وعکس کہنے کا بھی مسئلہ حل ہو گیا۔

۴۰۔ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ

غلام صاحب لکھتے ہیں مولانا عبدالحیٔ لکھنوی کے والد ماجد عبدالحلیم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہما

(تنقیدی جائزہ ص ۲۶۴)

حالانکہ مولوی حسن علی رضوی صاحب لکھتے ہیں۔

یہ مولوی قاسم نانوتوی کے مسلکی ہم زلف تھے۔ (محاسبہ دیوبندیت ج ۲ ص ۲۱۹)

اور مولوی ظفر الدین بہاری ان کے متعلق لکھتے ہیں حیات اعلیٰ حضرت ج ۲ ص ۲۸۴ پر کہ اللہ تعالیٰ کو تمام اہل سنت جہت و مکان سے پاک جانتے ہیں مگر آپ (مولانا عبدالحیٔ رحمہ اللہ از قادری) نے باتباع ابن تیمیہ اللہ جل شانہ کے لئے جہت ثابت کردی تھی اور اس کو بروز زبان صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین کا مذہب قرار دیا تھا۔

آگے لکھتے ہیں۔

دوسرا عقیدہ کلاف اہل سنت و جماعت یہ ہے کہ آپ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور چھ خاتم نبوت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت میں شریک لکھ دیا۔

(حیات اعلیٰ حضرت ص ۲۸۵)

اب بتائیے غلام صاحب یہ آپ نے کیا کر دیا کہ ایک ایسی شخصیت کو رحمۃ اللہ علیہ لکھا اب یہ تو آپ کے علماء بتائیں گے کیا کرنا ہے۔

سب سے پہلے تو آپ کی تحریر سامنے آتی ہے کہ جس کے عقائد آپ کے نزدیک کفریہ ہوں کیا اس کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا کفر نہ ہوگا؟ (یعنی ضرور ہوگا)۔

(تنقیدی جائزہ ص ۲۴۰)

غلام صاحب جو مولانا قاسم صاحب مرحوم و مغفور کا ہم مسلک ہو اور خدا کے لئے جہت و مکان کو مانے آپ تو اسے مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں گے تو پھر اسے رحمۃ

اللہ علیہ لکھ کر آپ یقیناً کفر کے پھندے میں خود ہی پھنس گئے۔

غلام صاحب کے ہم مسلک شارح بخاری شریف لکھتے ہیں۔ نجدی ظالم درندے مسعود کو رحمۃ اللہ علیہ کہنا حرام و گناہ ہے بلکہ اگر یہ حافظ مسعود کے عقائد اور ظالمانہ کارناموں سے واقف تھے اور رحمۃ اللہ علیہ کے معنی جانتے تھے یا کم از کم اتنا جانتے تھے کہ رحمۃ اللہ علیہ بزرگوں کو لکھا جاتا ہے تو یہ کافر و مرتد ہو گئے۔ (فتاویٰ شارح بخاری ج ۲ ص ۴۰۵)

''بہار شریعت'' میں ''جنتی زیور'' میں ''کفریہ کلمات کے بارے میں سوال و جواب'' میں بھی اس طرح کے فتوے موجود ہیں تو غلام صاحب آپ کے گھر ہی فتوے آپ کے لئے جان لیوا ہیں لہٰذا آپ کے اپنے مسلک کے علماء نے ہی آپ کو کافر و مرتد لکھ دیا ہے اور آپ کا فیصلہ بھی یہی ہے۔

۴۱۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لاعلمی کی نسبت

غلام صاحب لکھتے ہیں جب آپ نے صحابہ کرام سے پوچھا اور ان کے بتلانے پر آپ کو حبشیوں کا مدعا معلوم ہوا تو وہ صحابی اس بولی کے عالم ثابت ہو گئے اور آپ اس سے لاعلم تو وہ علم میں آپ سے زائد ہو گئے اور علماء دیوبند کی اجماعی کتاب المہند کہتی ہے جو کسی کو نبی علیہ السلام سے اعلم مانے وہ کافر ہے تو سرفراز صاحب اس نظریہ کی رو سے اپنا انجام سوچیں۔

(تنقیدی جائزہ ص ۳۱۳)

غلام صاحب پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جزوی شے ہے جیسے ہدہد نے ایک واقعہ جانا جس کا حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم نہ تھا تو ہدہد کو سلیمان علیہ السلام سے بڑا اعلم والا کوئی بھی نہیں کہتا اسی طرح یہ جزوی بات ہے کہ فلاں زبان انہیں آتی ہے اور آپ کو نہیں آتی اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلم ہونے میں فرق نہیں آتا۔ غلام صاحب ہمارے لئے تو پریشانی نہیں پریشانی تو آپ کے لئے بن گئی کیونکہ غلام صاحب آپ نے نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم کو لاعلم لکھ دیا جبکہ آپ کا گھر تو کچھ اور کہتا ہے۔ مولوی فیض احمد اویسی صاحب لکھتے ہیں آپ کی لاعلمی یا عدم اختیار ثابت کرنا جاہلوں یا نبوت کے گستاخوں کا کام ہے۔

(لاعلمی میں علم ص ۱۵)

تو غلام صاحب جاہل و گستاخ بدقسمت سب کچھ ہوئے۔ غلام صاحب آپ تو اکابر دیوبند پر زبان درازی کر رہے تھے خدا نے آپ کے گھر سے ہی آپ کے لئے بندوبست فرما دیا ہے۔

ایک جگہ اویسی صاحب لکھتے ہیں لاعلمی کی تہمت لگانا گمراہی اور بے دینی ہے۔

(لاعلمی میں علم ص ۲۴)

لہٰذا غلام صاحب بے دین و گمراہ ہوئے اور اسی کے وہ مستحق بھی تھے۔

۴۲۔ غلام کی جہالت

غلام لکھتا ہے جب نبی غیر نبی کا شاگرد ہوسکتا ہے تو پھر تمہیں یہ تاویل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ علماء دیوبند نے اردو تراجم کر کے دینی تعلیمات کو پھیلایا ہے اور حضور علیہ السلام کے فرمان جب سے مجھے مدرسہ دیوبند سے معاملہ ہوا ہے مجھے یہ زبان آگئی اس کا مطلب یہ ہے میری تعلیمات اردو زبان میں پھیل گئیں۔ باقی غلام کا یہ کہنا کہ کیا مدرسہ دیوبند بننے سے پہلے قرآن واحادیث کے اردو تراجم نہیں تھے۔ یہ کتنی بے ہودہ تاویل ہے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۳۱۲)

غلام صاحب بندے میں عقل و دانش نہ ہو تو خدا سے مانگے امام اہلسنت رحمہ اللہ نے روایت بخاری کی نقل کی ہے کہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے قبیلہ جرہم سے زبان سیکھی۔ یہ تو تمہارا منہ بند کر دیا کہ علوم نبوت کے علاوہ کوئی بات غیر نبی سے سیکھی جاسکتی ہے مگر ہمارے اس خواب کہ جب سے مجھے مدرسہ دیوبند سے معاملہ ہوا ہے مجھے یہ زبان آگئی ہے۔ کا

مطلب یہ ہے یا تعبیر یہ ہے کہ میری احادیث اردو زبان میں منتقل ہونے لگی ہیں اس پر غلام کا اعتراض کہ کیا پہلے مدرسے نہ تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جتنا علم حدیث دارالعلوم دیوبند سے پھیلا ہے اتنا اردو میں کسی مدرسہ سے نہیں پھیلا۔ تو یہ خدا کا احسان ہے کہ اس نے اس کو قبول فرمایا جتنی برکت وقبولیت اسے ملی وہ کسی مدرسہ کو نہ مل سکی۔ جتنا حدیث پاک کی خدمت کا کام اللہ نے اردو میں دارالعلوم سے لیا ہے وہ کسی پر مخفی نہیں تو یہ تعبیر غلط تو نہیں مگر جس کو خدا عقل نہ دے تو وہ ہم سے لڑنے کے لئے میدان میں آجاتا ہے بھائی پہلے عقل و دانش مانگو لڑائی خود بخود ہی ختم ہوجائے گی۔

۴۲۔ غلام اور گستاخی

غلام کہتا ہے انبیاء علیہم السلام کے لئے تمام بولیوں کا علم تسلیم نہ کرنا گستاخی نہیں۔ بلکہ اپنا شاگرد بنانا گستاخی ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۳۱۷)

یہاں دو باتیں ہیں۔

ا۔ آپ علیہ السلام کو تمام بولیوں کا علم نہ تھا۔ جبکہ بریلوی مسلک تو یہ کہتا ہے اگر کسی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں ہے تو یہ عقیدہ اس امر کو مستلزم ہے کہ اس نبی کی توحید مکمل نہیں ہے چہ جائیکہ افضل الانبیاء صلوات اللہ علیہ کے متعلق یہ عقیدہ ہو کہ آپ ﷺ کو فلاں چیز کا علم تھا تو بتائے جب آپ ﷺ کی توحید مکمل نہیں ہے تو پھر دنیا میں کس کی توحید مکمل ہوسکتی ہے۔

(ذکر عطاء فی حیات استاذ العلماء ص ۹۱)

دوسری جگہ عطاء محمد بندیالوی صاحب کا قول لکھا ہے۔

اگر کسی نام نہاد مسلمان کا یہ عقیدہ ہو کہ عالم کی فلاں چیز کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں ہوا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں فلاں چیز کو نہیں جانتے تو گویا وہ شخص حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم کی توحید کو (العیاذ باللہ) ناقص اور غیر مکمل خیال کرتا ہے۔

(ذکر عطاء ص ۳۸۷)

مولوی ظہر الدین قادری برکاتی صاحب لکھتے ہیں اگر کسی بھی نبی علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ قائم کرلیا جائے کہ اس کو فلاں چیز کا علم نہیں تو ایسا فاسد و باطل عقیدہ اس امر کو مستلزم ہوگا کہ اس نبی کا عقیدہ توحید ناقص ہے چہ جائیکہ افضل الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے متعلق یہ کفری عقیدہ ہو کہ عالم ما کان و ما یکون کو فلاں چیز کا علم نہیں۔

(تحفظ عقائد اہلسنت ص۸۴۹،۸۵۰)

اویسی صاحب لکھتے ہیں وہ کون بدقسمت انسان ہے جو قرآن کے خلاف کہے کہ فلاں شے کا حضور علیہ السلام کو علم نہیں تھا اور فلاں بات نہیں جانتے تھے۔

(علم غیب کا ثبوت ص ۵)

اویسی صاحب میں بتاتا ہوں جس آدمی کی آپ کو تلاش ہے وہ ہے مولوی غلام نصیر الدین سیالوی اب اس پر بدقسمت، کفریہ عقیدہ والا، نبی کی توحید کو ناقص کہنے والا سب فتاویٰ جات فٹ کرلیں بندہ میں نے تلاش کردیا باقی مرمت کرنا بریلویوں کے ذمہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اس مرمت سے اس کی اصلاح فرمائے۔

دوسری بات غلام نے لکھی ہے کہ اپنا شاگرد بنانا گستاخی ہے۔

مگر ہم حیران ہیں کہ بریلوی حضرات نے حضرت آدم علیہ السلام کو شیطان کا شاگرد مانا ہے۔ وہ اس طرح کہ مفتی احمد یار نعیمی گجراتی لکھتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور سارے نوریوں کا انہیں خلیفہ بنایا اور پیدا فرماتے ہی انہیں تمام ناموں کا علم دیا اور وہ فرشتے اور ابلیس جو لاکھوں برس سے تھے انہیں اس نئی مخلوق کا استاد بنایا۔

(معلم التقریر ص ۹۵)

اب آپ دیکھیں کہ شیطان کو سیدنا آدم علیہ السلام کا استاد بنایا جا رہا ہے اگر ہم پر اتہام والزام تھا کہ نبی کو اپنا شاگرد بنایا ہے تو یہ تو جھوٹ تھا مگر یہ اپنے گھر میں نکل آیا کہ یہ لوگ اتنے بدقسمت ہیں کہ یہ حضرت آدم کو شیطان کا شاگرد مانتے ہیں تو بقول سیالوی کے یہ گستاخ رسول ٹھہرے۔ اس کے ساتھ یہ بات بھی ہم واضح کرتے جائیں کہ غلام صاحب نے کہا ہے۔

حضور علیہ السلام کے معلم ہونا جو اللہ کا منصب تھا اس پر قبضہ کرلیا یہ خدائی دعوے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے؟ (تنقیدی جائزہ ص ۳۲۱)

غلام صاحب اب آپ ہی بتائیں اگر یہ بات آپ کی صحیح اور سچی ہے کہ نبی کا استاد بننا یہ خدا بننا ہے تو پھر بخاری کی روایت سے جو یہ ثابت ہو رہا تھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قبیلہ جرہم سے زبان لکھی تو کیا قبیلہ جرہم خدا بن گیا؟ اور آپ کے اصول سے تو ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ نبی کا استاد خدا ہوتا ہے تو پھر (العیاذ باللہ) تم حضرت آدم علیہ السلام کا استاد تو شیطان کو لکھ چکے ہو تو کیا (العیاذ باللہ) وہ حضرت آدم کا خدا تھا۔ فاضل بریلوی نے دس عقیدے میں یہ لکھا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام من وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استاد ہیں۔

(دس عقیدے ص ۲۸)

تو پھر کیا جبرئیل امین کو بھی بریلوی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا کہتے ہیں۔ (استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ) بریلویو اگر یہ تمہارا غلام سچا ہے تو پھر تمہیں یہ سب کچھ ماننا پڑے گا۔

۴۳۔ کیا امامت نبی گستاخی ہے؟

غلام صاحب لکھتے ہیں مولوی صاحب کو پتہ ہونا چاہئے کہ امتی کا نبی کی امامت کرنا ہرگز گستاخی نہیں۔ (تنقیدی جائزہ ص ۳۲۲)

آ گے لکھتا ہے مولوی صاحب نے اس پر بھی یہ اعتراض کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ الحمدللہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔ (جس میں بقول بریلویہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھنے تشریف لائے تھے) کوئی اس سے پوچھے کیا وہ معاذ اللہ کہتے ان کو پہلے تو پتہ نہیں تھا کہ حضور علیہ السلام جنازہ میں شامل ہیں بعد میں جب پتہ چلا تو اللہ کا شکر ادا کیا کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پیچھے نماز پڑھی اور مجھے اعزاز بخشا تو یہ جائے شکر اور حمد ہی تھی۔

(تنقیدی جائزہ ص ۳۲۴)

یہ غلام صاحب فاضل بریلوی کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے امام بنانے پر تلے ہوئے ہیں مگر گھر کو نہ دیکھا کہ فاضل بریلوی خود لکھتے ہیں۔

کسی کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امام و شیخ ماننا صراحتہً کفر ہے۔

(فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۶۳۴ فتاویٰ رضویہ ج ۲۱ ص ۳۵۰)

اویسی صاحب لکھتے ہیں ان خوابوں کی اشاعت کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ تھانوی کا اتنا بلند مقام ہے کہ حضور بھی ان کی اقتداء کرتے ہیں۔

(بلی کے خواب میں چھیچھڑے ص ۳۵)

تو معلوم ہوا کہ رضاخانی فاضل بریلوی کا اتنا مقام بلند مانتے ہیں کہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اقتدا کراتے ہیں جبکہ ہم پر یہ صرف الزام وجھوٹ واتہام ہے۔

آ گے لکھتے ہیں۔

کیا ایک برگزیدہ نبی کو غیر نبی بلکہ معمولی مولوی کا مقتدی بنانے کی کوشش فساد قلب نہیں تو اور کیا ہے۔

(بلی کے خواب میں چھیچھڑے ص ۵۷، لطائف دیوبند ص ۴۷)

حسن علی رضوی کہتا ہے

کسی نبی کا امام بننا صریح بے ادبی و گستاخی ہے۔ (برق آسمانی ص ۶۵، ۶۴)

مولوی بشیر القادری نے بھی نماز میں نبی پاک علیہ السلام کا امام بننا بے ادبی قرار دیا ہے۔ (دیکھئے النقمۃ الشدیدہ ص ۱۰۳)

مولوی پیر محمد چشتی صاحب لکھتے ہیں ص ۳۲۹ میں نفسیاتی یا شیطانی خوابوں کو دلیل بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقدم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدی بنا کر بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی امام ہونے کا باطل دعویٰ کیا اس قسم کے نفسیاتی یا شیطانی خواب اگر دیکھا بھی ہو تو اس کی تصدیق کرنے کی جسارت کوئی مسلمان نہیں کر سکتا لیکن پیر سیف الرحمان ہے کہ نہ صرف اس کی تصدیق اور اس پر اظہار مسرت کرتا ہے بلکہ فخریہ اور متکبرانہ انداز میں اپنی گالی نامہ کتاب میں اس کو درج کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی و توہین کا مرتکب ہوا ہے۔ (الجراحات علی المزخرافات ص ۱۳۴)

آگے پھر لکھتے ہیں ص ۳۲۹ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی پیشوا و امام ہونے کا دعویٰ کر کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدی ظاہر کر کے عجب جیسے کبیرہ گناہ میں مبتلا ہو کر حدیث نبوی (کفی بالمرء جہلاً ان یعجب نفسہ) (کنز العمال) کا صحیح مصداق بنا۔

(الجراحات ص ۱۳۶)

پیر محمد چشتی صاحب نے بقول غلام فرید ہزاروی ایک رسالہ ''پیر ارچی یا جادوگر افغانی'' لکھا اور اس میں ص ۶ پر لکھا ہے۔ پیر سیف الرحمان کے چیلے حضرت ابوبکر صدیق اور عبدالرحمان بن عوف کی اقتداء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا حوالہ دے کر دھوکہ دیتے ہیں کیونکہ عذر یا شروع نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری کی بناء پر حضرت ابوبکر صدیق یا عبدالرحمٰن بن عوف یا کسی دوسرے جلیل القدر صحابی کی اقتداء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز پڑھنا تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن بحالت صحت و حاضری کی

صورت میں بطور مقتدی ابوبکر صدیق یا عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے حضور اقدس کا نماز پڑھنا قطعاً کہیں بھی ثابت نہیں جبکہ پیر صاحب کی کتاب میں تمام انبیاء ومرسلین وصحابہ کرام کے عظیم مجمع میں آں سرور صلی اللہ علیہ وسلم بحالت صحت وموجودگی میں امام الانبیاء سمیت تمام انبیاء ومرسلین کے امام ومقتدی ہونے کو دلیل بنایا نائب رسول ہونے اور ایسا کر کے پیر صاحب کافر وزندیق ہوگیا۔ (بحوالہ سیفی الفرید ص ۳۱،۳۲)

چشتی صاحب ص ۷ پر لکھتے ہیں یہ کہنا کہ نبی کا کسی امتی عالم کے پیچھے نماز پڑھنا گستاخی نہیں اور اس کے گستاخی ہونے پر اور کفر ہونے پر کوئی نص قطعی موجود نہیں ہے یہ محض جہل اور کفر کو اسلام ثابت کرنے کی ناکام کوشش ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت وموجودگی کی صورت میں کسی صحابی وامتی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے پیش امام ومقتدی ہونے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے مقتدی فی الصلوہ وتابع ہونے کے عدم جو از پر صحابہ کرام کا سکوتی اجماع ہے۔ (بحوالہ سیف الفرید ص ۳۴)

چشتی صاحب آگے لکھتے ہیں ص ۸،۹ پر کہ عہد صحابہ سے لے کر اب تک تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہونے کا نتیجہ ہے کہ آج تک کسی بھی مسلمان کو امام الانبیاء کے پیش امام ومقتدی ہونے کے خبیث وباطل دعوی کرنے کی جسارت نہ ہوسکی مسلمان تو مسلمان مرزا قادیانی نے بھی کبھی ایسا دعویٰ نہیں کیا تھا۔

(بحوالہ سیف الفرید ص ۴۴)

پیر محمد چشتی صاحب ساتھ فاضل بریلوی کو بھی شامل کرلیں۔

بہر حال ان سب بریلوی حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ فاضل بریلوی صاحب اور غلام صاحب اور ان کے ہم مشرب سب کے سب کافر وزندیق ہیں۔ گستاخ بے ادب اور سب نقائص اور آلودگیوں سے پر ہیں۔ (اعاذنا اللہ منھم)

۴۴۔ غلام کا اپنے باپ پر فتویٰ

غلام لکھتا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں محافل منعقد کرنا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کے نذرانے پیش کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی خاطر کھڑے ہو جانا اس کارخیر کو ہندوؤں کے پیشوا کے دن منانے کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشاق کو ہندوؤں سے بھی بدتر قرار دیا ہے اس سے بڑھ کر کون سی گستاخی ہوگی۔

(تنقیدی جائزہ ص ۳۲۶)

غلام صاحب اس کا جواب تو ہم پھر کسی وقت دیں گے سردست ہم صرف اتنی بات کرتے ہیں کہ آپ اس قسم کی تشبیہ کو گستاخی قرار دیتے ہیں مگر آپ کے والد نے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ابولہب وغیرہ سے تشبیہ دی ہے مگر آپ ٹس سے مس نہ ہوئے کیا وجہ ہے؟

وہ لکھتے ہیں وہاں سب لوگوں نے اللہ رب العزت کے سوال الست بربکم کے جواب میں بلیٰ کہا تھا لیکن یہاں کوئی شداد کوئی فرعون کوئی ہامان اور کوئی ابولہب بن گئے اس کی وجہ یہی ہے کہ عالم ارواح و عالم اجساد کا معاملہ مختلف ہے اسی طرح نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم عالم ارواح میں ملائکہ وانبیاء کے نبی تھے لیکن یہاں نہ کوئی ملک نہ نبی پھر آپ نبی کس کے تھے۔

(بحوالہ نبوت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن ہر لحظہ ج ا ص ۶۲)

اب بتائیے کہ آپ کے والد نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو ہامان وفرعون، شداد وابولہب سے تشبیہ دی۔تو بتائیے تمہارا والد گستاخ رسول ہوا یا نہ؟

مزید سنئے تمہارے والد صاحب نے ہمارے اوپر اعتراض کی جڑ کاٹ دی کہ

یہ حضرات اگر قول باری تعالیٰ مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح الایہ اور قول مصطفوی مثلی ومثل الانبیاء من قبلی (الی) انا اللبنۃ کو دیکھیں تو پتہ نہیں اللہ تعالیٰ اور رسول

مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کیا ارشاد فرمائیں گے اللہ تعالیٰ نے اس فانی اور محدود روشنی والے چراغ کے ساتھ اپنے نور کی تمثیل دے کر اپنی توہین کر دی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو قصر نبوت کی ایک اینٹ اور جامد و بے عقل و بے شعور چیز کا عین ٹھہرا کر اپنی توہین و تحقیر کر دی ہے العیاذ باللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ صحیح سوچ اور فکر نصیب فرمائے اور مقصود متکلم بھی سمجھنے کی توفیق دے۔ (تحقیقات ص ۶۱،۶۲)

غلام صاحب آپ سچے ہیں تو باپ جھوٹا بھی ہے اور گستاخ بھی اور اگر وہ سچا ہے تو جناب والا غلط فتوی لگا کر مسلمانوں کو گستاخ کہنے کے جرم میں خود گستاخ ٹھہرے اب آپ کی مرضی کہ باپ کو کافر بنائیں یا خود بنیں؟

۴۵۔ جشن میلاد میں ابولہب کو دلیل بنانا

غلام صاحب نے ابولہب کو دلیل بنایا ہے کہ اسے میلاد کی خوشی میں فائدہ ہوا ہے تو ہمیں کیوں نہیں ہوگا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے تنقیدی جائزہ ص ۳۲۸)

جبکہ مفتی عطا محمد بندیالوی لکھتے ہیں۔

جس آدمی نے ابولہب کو خواب میں دیکھا تھا۔ وہ اس وقت مسلمان نہیں تھا لہٰذا اس کی بات قابل اعتماد نہیں ہے۔ (تحقیق ایمان ابوطالب ص ۳۸)

لہٰذا غلام صاحب آئندہ یہ بات منہ سے نہ نکالنا کیونکہ آپ کے دادا استاد اس کو قابل اعتماد نہیں کہتے۔

۴۶۔ عالم الغیب کا اطلاق

غلام لکھتا ہے اعلیٰ حضرت الامن والعلی میں فرماتے ہیں مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۳۶۰)

جبکہ غلام صاحب آپ کے گھر کے کئی افراد ہم پیش کر چکے ہیں تفصیل کے لئے دست وگریبان کی ج املاحظہ فرمائیں مگر ایک حوالہ یہاں بھی پیش خدمت ہے۔

اویسی صاحب ''علم غیب کا ثبوت'' نامی رسالے میں لکھتے ہیں اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو میں عالم الغیب نہ سمجھنے والوں پر نحوست کے نمونے پیش کرتا۔ الخ

تو ہم یہ کہیں گے فاضل بریلوی بھی منحوس اور آپ بھی اس کے ساتھ منحوس ٹھہرے یہ ہماری طرف سے تحفہ نہیں بلکہ آپ کے اویسی نے آپ کو دیا ہے۔ لہٰذا غصہ اس پر نکالیں نہ کہ ہم پر اور اسے جو چاہیں کہیں کیونکہ وہ بھی تو رضا خانی ہونے کی وجہ سے اس نحوست کا مستحق ہے اور اپنے امام کی نحوست سے اس کا بھی حق ہے۔

۴۷۔ غلام صاحب لکھتے ہیں غیر نبی کو نبی پر علم میں زائد ماننا کفر ہے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۳۷۷)

غلام صاحب آپ کو علم شاید نہیں یہ جرم تو فاضل بریلوی کا ہے وہ لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

(خالص الاعتقاد ص ۶)

اب یہاں فاضل صاحب شیطان کے علم کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مبارک سے وسیع مان رہے ہیں تو یہ کفر انہوں نے کمایا ہے اور آپ نے ان کے ذریعے وصول کرلیا ہے۔

یہی بات دعوت اسلامی نے کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب میں جب چھاپی تو آخری جملے کو کاٹ دیا۔ معلوم ادھر سے بھی ہوتا ہے کہ واقعی گستاخی تھی تبھی تو بقول آپ کے کاٹ دی۔ بہرحال یہ تمہارے گھر کا مسئلہ ہے کہ تم نے کافر کہا اور وہ کافر ہوا اور اس کے ذریعے سے تم بھی کافر ہوئے۔

آپ نے آگے بھی فتوی نقل کیا ہے وہ بھی قارئین کرام کے لئے حاضر ہے۔

جب سے اولین وآخرین کے علوم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہیں تو پھر کسی علم کے اندر بھی کوئی نبی آپ کے برابر نہیں ہوسکتا چہ جائیکہ کوئی غیر نبی آپ سے بڑھ جائے لہٰذا توبہ کیجئے اور حضور علیہ السلام کے علم کی تنقیص سے باز آجائے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۳۷۹)

ہمارا آپ کو یہی مشورہ ہے اس پر عمل کریں۔

۴۸۔ غلام کا جھوٹ

غلام لکھتا ہے کہ

اہلسنت کا اعتراض خواب پر نہیں بلکہ بیداری میں کلمہ پڑھنے پر ہے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۳۸۴)

غلام صاحب بات یہ ہے کہ آج تک کوئی رضا خانی نسل میں سے یہ ثابت نہیں کر سکا کہ اس حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مرید نے بیداری میں کلمہ پڑھا ہو۔ حالانکہ غلام صاحب خود ہی نقل کر آئے ہیں کہ اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ کلمہ شریف صحیح پڑھنا چاہئے اس طرح درست نہیں بایں خیال بندہ بیٹھ گیا۔ پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا ہوں۔ الخ

(تنقیدی جائزہ ص ۳۸۳)

اس میں کہاں لکھا ہے کہ وہ بیداری میں کلمہ پڑھتا رہا۔ غلام صاحب بضد ہے جو مرید صبح سے لے کر شام تک اشرف علی رسول اللہ کہہ رہا ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۳۸۷)

حالانکہ حقیقت آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے غلام کی ذہنیت واقعی غلاموں والی

ہے کہ گھٹیا سوچ کا مالک ہے اور جھوٹ بول کر بدنام کرنا ہی اس کا منصوبہ ہے خدا اس کو اس کے جرم کا بدلہ دے۔

۴۹۔ غلام کا ایک اور جھوٹ

غلام صاحب لکھتا ہے۔

غوث کو بالفرض اگر کوئی ولی نہ بھی مانے تو ہم اس کو کافر نہیں کہہ سکتے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۴۰۳)

غلام صاحب آپ غوث کی بات کرتے ہیں عام ولی کا انکار کرنے والا بھی تمہاری شریعت میں کافر ہے۔ آپ لوگوں کے مصدقہ پیر سیف الرحمان ارچی کا کہنا ہے کہ قارئین پر واضح رہے کہ پیر محمد چشتی نے اس فقیر کی جو تحریر غیبت کی ہے اور تہمت پردازی بھی کی ہے یا زبانی اور تقریری طور پر اس فقیر کی غیبت اور تہمت پردازیوں میں مبتلا ہے تو اس غیبت اور تہمت پردازیوں سے اس فقیر کو کوئی اذیت اخروی لاحق نہیں بلکہ اس امر حرام کو حلال اور کار ثواب جاننے سے پیر محمد چشتی خود کافر ہے۔ (ہدایۃ السالکین ص ۳۲۱)

ایک جگہ لکھتا ہے۔

میرے تو تقریباً آٹھ ہزار خلفاء کرام ہیں تو اگر تم صرف مجھے مانتے ہو اور ان کی ولایت سے منکر ہو تو یہ بھی کفر ہوگا کیونکہ تمام اولیاء کو ماننا لیکن صرف ایک ولی سے انکار کرنا کفر ہے جس طرح تمام انبیاء علیہ السلام پر ایمان لانا اور صرف ایک نبی علیہ السلام سے انکار کرنا کفر ہے۔ (ہدایۃ السالکین ص ۲۶۰)

سیفی کہتے ہیں یقیناً وہ لوگ کافر ہو چکے ہیں جنہوں نے اس قیوم (سیف الرحمان) زمان کی شان میں گستاخی کی ہے خواہ وہ کوئی مفتی ہو یا نام نہاد پیر۔

(کتابچہ دعوت توبہ کا جواب ص ۷ بحوالہ الفتنۃ الشدیدہ ص ۴۳)

مفتی غلام فرید ہزاروی لکھتا ہے۔

ابولہب اور ولید بن مغیرہ وغیرہ کی مصنوعی نسل پیر محمد نام نہاد چشتی چترالی قاری اظہر محمود، قاری شفیق الرحمان وغیرہ ان کے بعض ہمنوا یہ وہ لوگ ہیں جو خناس من الجنۃ والناس کے مصداق ہیں، اوران کے حضرت پیر صاحب کے خلاف پروپیگنڈا اور شورشرابہ کودیکھ کر اورسن کرفورا من شر الوسواس الخناس کی تفسیر وتشریح ذہن میں آتی ہے اور رالد الخصام کی حقیقی مصداق ہونے کا یقین ہوگیا ہے۔

یہ خبثاء زمانہ اپنی ابلیسانہ کارروائی میں اپنی مثال آپ ہیں، ان کی ابلیسانہ کارکردگی کا مظاہرہ دیکھنا ہوتو شمشیر پاکستانی اور پیرار چی یا جادوگر افغانی، ابوجہل زندہ ہوگیا ہے۔ ایسے ہی چند اشتہار اور کتابچے پڑھ کر دیکھا جاسکتا ہے اور اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ یہ جھلاء زمانہ ایک ولی کا دل سے عداوت بغاوت کر کے کیسے بے ایمان اور کافرومرتد ہو گئے۔

(سیف الفرید علی عنق المرید ص ۵)

اب بتاؤ غلام صاحب آپ کے اکابر تو اپنے منکرین کو کافر سمجھتے ہیں تو آپ کیسے کہہ رہے ہیں کہ ہم کافرنہیں کہہ سکتے۔اب اگر وہ آدمی کافرنہیں ہوتا تو تیرے بڑے کافر ہیں اور اگر کافر ہے تو پھر تو نہ کہنے کی وجہ سے کافر ہے کیونکہ بریلوی مسلک تو یہ ہے کہ کافر کو کافر کہنا ضرورت دین سے ہے۔ (کرم شاہ کا تنقیدی جائزہ ص ۲۱۴)

ہاں وہ واقعی کسی غلط عقیدہ پر جم گیا ہے تو پھر اسے کافر کہنا ضروری نہ کہے گا تو خود کافر ہوگا۔

(مسلمان کو کافر نہ کہو ص ۴ از مولوی فیض احمد اویسی)

تو اب یا تو تمہارے بڑے کافر ورنہ تم کافر

؎ جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

آپ اگر پیر سیف الرحمان جیسے آدمی کو کافر کہنے لگے تو یہ دیکھ لیجئے گا کہ آپ کے والد

نے کئی صفحات پیر صاحب کی تعریف میں سیاہ کئے ہیں اور یہاں تک لکھا ہے۔

انہی مقدس ہستیوں کے مستفیدین میں سے اخوندزادہ حضرت پیر سیف الرحمان صاحب مدظلہ بھی ہیں جو علم وعمل کے زیور سے آراستہ ہیں اور شریعت وطریقت کے انوار سے منور ہیں اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اس زینت اور نورانیت سے مزین فرما رہے ہیں اور منور و مستفید فرما رہے ہیں اور خیر امت کا جو طرہ امتیاز اور سرمایہ فخر و ناز ہے اس کو اپنا فرض منصبی اور ایمان وروحانی مقصدومدعا سمجھتے ہوئے سرانجام دے رہے ہیں۔

(مجلہ انوار رضا ص ۲۶۳ اخوندزادہ مبارک نمبر ج ۴ شمارہ ۳)

آگے اسے العلماء ورثۃ الانبیاء کا مصداق اور ارشاد نبوی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مصداق ٹھہرا رہے ہیں۔ (ایضاً ص ۲۶۴)

اور اس دور کے صوفیاء میں اسے سرفہرست بھی کہہ رہے ہیں اور بڑی دعاؤں وغیرہ سے بھی نوازا ہے دیکھئے ص ۲۶۵

خدا کا محبوب بھی اسے بڑی جرأت سے ثابت کررہے ہیں۔ (ایضاً ص ۲۶۶)

تو یہ کہتا ہے میرے خلفائے میں سے کسی کا انکار کرنا کفر ہے تم کہتے ہو کفر نہیں تو یہ اب تمہارے گھر کی بات ہے کہ اس نے مسلمانوں کو کافر کہا یا نہ۔ اگر کہا ہے تو تعریفیں کرنے کی وجہ سے تمہارا باپ بھی گیا اور اگر صحیح کہا ہے تو تم کفر کو اسلام کیوں کہہ رہے ہو لہٰذا تمہیں بھی اپنی فکر کرنی چاہئے۔

۵۰۔ غلام کا ایک اور جھوٹ

غلام لکھتا ہے مشکوٰۃ شریف میں مسلم شریف کے حوالے سے کتاب الملاحم میں سے ایک طویل حدیث موجود ہے......انی لاعرف اسماء هم و اسماء آباء هم والوان خیولهم هم خیر فوارس یومئذ علی ظهر الارض حضور علیہ السلام نے

فرمایا کہ میں ان سواروں کے نام اور ان کے آباء کے نام کو جانتا ہوں اور ان کے گھوڑوں کے رنگ جانتا ہوں وہ اس وقت روئے زمین کے بہترین شاہ سوار ہوں گے ملا علی قاری اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں فیہ مع کونہ من المعجزات دلالۃ علی ان علمہ صلی اللہ علیہ وسلم محیط بالکلیات والجزئیات من الکائنات وغیرہا۔ حضور علیہ السلام کے اس فرمان میں باوجود معجزہ ہونے کے اس بات پر دلالت ہے کہ آپ کا علم کائنات وغیرہ کے تمام جزیات وکلیات پر محیط ہے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۲۹۸)

غلام صاحب نے یہاں دو جھوٹ و لے ہیں۔

۱۔ مشکوٰۃ شریف میں کتاب الملاحم نہیں ہے بلکہ کتاب الفتن ہے اور اس میں ''باب الملاحم'' ہے۔

۲۔ اس نے ملا علی قاری رحمہ اللہ کی عبارت یوں نقل کی ہے انہ علمہ صلی اللہ علیہ وسلم محیط بالکلیات الخ

حالانکہ الفاظ مرقات میں یوں ہیں ان علمہ تعالیٰ محیط بالکلیات والجزئیات کہ یہ حدیث نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور اس میں یہ بھی دلالت ہے کہ خدا تعالیٰ کا علم کائنات وغیرہ کی تمام کلیات وجزئیات پر محیط ہے۔

مگر جناب نے خیانت سے کام لے کر یہ لکھ دیا کہ علمہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور آپ کے بڑے مفتی حکم احمد یار نعیمی گجراتی نے یہ لکھ دیا علمہ علیہ السلام۔

(جاء الحق مسئلہ علم غیب باب اول فصل ۳)

آپ کے گھر میں بھی خیانت مختلف ہے کم از کم نقل مارتے ہوئے آپ الفاظ تو دیکھ لیتے کہ مفتی صاحب نے خیانت کیسے کی ہے مگر آپ نے خیانت شاید مفتی احمد یار نعیمی سے نہیں بلکہ اپنے باپ سے سیکھی ہے اس لئے یوں لکھا۔

غلام صاحب اس طرح کے ہتھکنڈوں سے آدمی بازی نہیں جیت سکتا۔ خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور اس کو جواب دینا ہے اس لئے اس قسم کی خیانات اور دھوکہ دہی سے وہاں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا یقیناً آپ عسائیت و یہودیت کا نمونہ ہیں کہ خیانت اور کتر بیونت کر کے بھی مطمئن بیٹھے ہیں اور یہی بات ہانکتے چلے جا رہے ہیں کہ ہم ہی حق و سچ پر ہیں خدارا انسانیت کو غلط راستے پر نہ لگایئے اور جو دین و شریعت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دے کر گئے ہیں اس کو مضبوطی سے تھامیں اور اپنی طرف سے پنکچر نہ لگائیں اور اپنی خرافات و بدعات کو دین کا نام نہ دیں۔ ورنہ خدا عزوجل کے سامنے ذلت و رسوائی ہے اور عذاب ہے دردناک ہماری اللہ جل مجدہ سے دعا ہے کہ وہ اہل بدعت کو خرافات و ہذیانات سے محفوظ فرمائے اور انہیں سنت سنیہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اہل سنت سے جھگڑے کی بجائے ان سے معافی مانگ کر اکابر دیوبند سے محبت رکھنے والا بنائے۔

ایں دعا از من از دجملہ جہاں آمین باد

۵۱۔ غلام کا ایک جھوٹ کہ علامہ آلوسی کی کتاب میں الحاق ہے

غلام صاحب سے جب کچھ نہیں بن پڑتا تو یہی کہہ دیتے ہیں کہ یہ الحاق ہے چنانچہ اس سبق کو انہوں نے ہر جگہ یاد کر رکھا ہے اور وہ جیسے یہ دیدار علی الوری کی جان چھڑانے کے لئے کہہ دیتے ہیں کہ جو یہ انہوں نے لکھا ہے کہ ''مولانا استاذنا، رئیس المحدثین مولانا محمد قاسم صاحب مغفور کہا بھی ہو تو یہ تحذیر الناس کی کفریہ عبارت پر مطلع ہونے سے پہلے استعمال کیا ہوگا۔ (تنقیدی جائزہ ص ۶۱)

غلام صاحب اگر یہ بات آپ کی سچی ہوئی تو آپ دلائل سے اس کو واضح کرتے صرف دفع الوقتی سے کام نہ چلاتے۔ یہ بریلوی خاں صاحب کا دوست اور ہم نشین تھا اگر یہ استاذ و مغفور قاسم العلوم کو سمجھتا ہے تو پھر تمہارے بقول بعد میں مطلع ہوئے تو بعد میں جسے

مسلمان سمجھتے رہے اس کو کافر تو کہنا چاہئے تھا۔ کیونکہ ایک عرصہ تک وہ کفر کو تمہارے بقول اسلام کہتے رہے اس کا مطلب یہ ہے کہ مطلع ہونے کے بعد بھی کافر نہیں کہا اگر کہا ہے تو اس کا حوالہ درکار ہے ورنہ فاضل بریلوی سمیت تم سب کافر ہو جاؤ گے اپنے فتاویٰ کی روشنی میں کیونکہ حسام الحرمین کا منکر تو تمہارے بقول کافر ہے تو دیدار علی الوری کو کافر سمجھنا چاہئے تھا ورنہ تم کافر ٹھہرو گے۔

اب علامہ آلوسی کے متعلق غلام لکھتا ہے۔ علامہ آلوسی کی کتاب میں نجدی کے بارے میں تعریفی کلمات الحاقی ہیں (تنقیدی جائزہ ص ۳۶)

تو گزارش ہے کہ یہ تو تمہارا پرانا طریقہ ہے جس بزرگ کی عبارت اپنے خلاف دیکھو تو اسے جھٹ سے وہابی کہہ دو۔ اصل میں بات یہ ہے کہ آلوسی کی باتیں تمہارے خلاف ہیں اب نہ تم اس سے انکار کر سکتے ہو اور نہ ہی اپنا بڑا مان سکتے ہو۔ فاضل بریلوی اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ یہ روح المعانی کیا ہے؟ یہ آلوسی بغدادی کون ہے بظاہر کوئی نیا شخص ہے اور آزادی زمانہ کی ہوا کھائے ہوئے ہیں۔ (بدعات کے خلاف ۱۰۰ فتوے ص ۹۴)

وہ تو اسے آزادی زمانہ سے متاثر لکھتا ہے اور تم عبارات کو الحاقی کہتے ہو۔ اب فیصلہ یہ کرنا ہے کہ فاضل بریلوی سچا ہے تو تم جھوٹے ہو۔ اور اگر تم سچے ہو تو وہ جھوٹا ہوا۔ آپ کے گھر کے علماء ویسے بھی آلوسی سے تنگ ہیں

تفسیر روح المعانی میں آلوسی نے اور اس کی تفسیر میں تصرف کرنے والے ان کے بیٹے نے اس موضوع (توسل واستعانت) پر بعض غلط باتیں ڈال دی ہیں۔

(تحفظ عقائد اہلسنت ص ۵۰۷)

اب نزلہ بیٹے پر ڈال دیا مگر اتنی بات تو مان لی کہ آلوسی نے غلط لکھا ہے تو صرف الحاقی کہنے سے جان نہیں چھوٹے گی۔ چلتے چلتے ایک اور بات کہتا ہوں کہ آپ کے اکابر نے تو یہ

بھی لکھ دیا کہ برصغیر میں شاہ ولی اللہ طریقت پر شریعت کی بالادستی اور مسلمانوں کو معاشرتی اصلاح پر کام کر رہے تھے اس زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اپنے مشن کا آغاز کیا دونوں کے پیش نظر بڑی حد تک ایک ہی مقصد تھا۔ (ضرب الحید ریہ ص ۲۳۷)

جب شاہ ولی اللہ اور محمد بن عبدالوہاب نجدی دونوں کا مقصد ایک تھا اور بقول عمر اچھروی نجدی کی صحبت ملی تو رسائی بھی گئی، رنگ بھی جاتا رہا جب واپس پہنچے تو حالت دگرگوں ہو چکی تھی اور اپنے والد ماجد کا عطیہ ولایت بھی کھو بیٹھے تھے حتیٰ کہ والد ماجد کے سلجھے ہوئے مریدین نے جب ہتک آمیز کلمات بزرگوں کی شان میں سنے تو دست افسوس ملتے ملتے علیحدہ ہو گئے محمد بن عبدالوہاب کے عقیدہ کی چند کتابیں البلاغ المبین وغیرہ انبیاء و اولیاء کی توہین میں شائع کی۔ (مقیاس حنفیت ص ۵۷۶)

اب بتائیں دونوں ایک ہی مقصود و طرز سے کام میں جب آئے تو فتویٰ دونوں پر ایک جیسا ہونا چاہئے۔ تو اگر نجدی برا تھا تو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے نام کو استعمال کیوں کرتے ہوئے صاف کہہ کیوں نہیں دیتے کہ ہمارا شاہ ولی اللہ سے کوئی تعلق نہیں بلکہ تیرے باپ نے تو اپنی کتابوں میں ان سے استدلال کر کے ان کو رحمۃ اللہ علیہ کا مستحق و مصداق قرار دیا ہے تو آلوسیؒ سے بات تیرے باپ پر آ گئی اب بتاؤ کہ تمہارا نسب درست ہوا یا نہ؟

۵۲۔ کذب کا قائل کون؟

غلام صاحب لکھتے ہیں دیوبندی جب اللہ کے کذب کے قائل ہیں تو ان کی بات کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۵۳)

غلام صاحب یہ تو ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کتنے گامن سچار اور حاجی قدرت اللہ ہیں۔ اشعریہ کا نظریہ فاضل بریلوی نقل کرتے ہیں کہ ان لوگوں نے فرمایا ہے کہ ایسے اطاعت گزار کو عذاب دینا عقلا جائز ہے اس لئے کہ مالک کو یہ حق ہے کہ اپنی ملک میں جو

چاہے کرے یہ ظلم نہیں۔ (المعتمد المستند ص ۱۲۷)

آگے فاضل صاحب لکھتے ہیں۔

اور خود مجھ کو یہ پسند ہے کہ اس فرع میں یعنی اطاعت شعار کی تعزیب عقلا ممکن ہونے اور شرعا محال ہونے میں اپنے ائمہ اشعریہ کے ساتھ رہوں۔ (المعتمد المستند ص ۱۳۰)

مگر یہی خاں صاحب لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ سب جنتیوں کو دوزخ میں اور تمام جہنمیوں کو جنت میں بھیجنے پر قادر ہو تو کذب باری لازم آئے گا۔ (فہارس فتاویٰ رضویہ ص ۴۰۹)

محشی کہتا ہے کہ اللہ کا جاہل ہونا بھی لازم آئے گا۔ (ایضا)

آگے آیئے فاضل بریلوی کی مصدقہ کتاب انوار آفتاب صداقت کہتی ہے کہ یہ صریح ظلم وکذب قبیح ہے۔ (انوار آفتاب صداقت ص ۶۱)

تو فاضل بریلوی کا مذہب ان سب چیزوں کو خدا کی طرف منسوب کر کے بھی تمہارے اسول سے با حیا اور سچا ہے؟

دوسری بات ملاحظہ فرمائیں۔

فاضل صاحب کے والد کہتے ہیں۔

اہلسنت کے مذہب میں کفر کا بخشا جانا عقلا جائز ہے۔ (الکلام الاوضح ص ۲۸۹)

جبکہ غلام دستگیر کی تقدیس الوکیل کہتی ہے یہ خلاف حکمت ہے۔

دیکھئے تقدیس اوکیل ص ۴۳۷

اور ادھر فاضل بریلوی لکھتے ہیں۔ جو کام برخلاف حکمت ہو وہ بے وقوفی ہے۔

(المعتمد المستند ص ۱۳۰)

تو رضا خاں صاحب نے خدا کو بے وقوفی پر قادر مان لیا۔

تیسری بات فاضل صاحب لکھتے ہیں معصوم من اللہ وموید المعجزات ہو کہ کذب کا

امکان وقوعی بھی نہ رہے۔ مگر بنظر نفس ذات امکان ذاتی ہو یہ رتبہ حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین کا ہے۔ (اللہ جھوٹ سے پاک ہے، ص ۵۱)

مفتی احمد یار کہتا ہے۔ انبیاء کرام کا جھوٹ بولنا ممکن بالذات محال بالغیر ہے۔

(تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۱۷۲)

اب بتائیں ہم پر الزام تھا کہ یہ کذب کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں جبکہ غلام صاحب تم تو انبیاء کی طرف بھی منسوب کرتے ہو اور خدا کی طرف بھی۔ ہم پر الزام اور گھر میں التزام واہ غلام جی واہ۔

اس کے ساتھ ہی ہم ایک اور اشکال غلام کا رد کرتے جائیں کہتا ہے مولوی مرتضی حسن دربھنگی اسکات المعتدی میں رقم طراز ہیں۔ تاویل سے اس شخص کا مذہب جو جواز الخلو فی الوعید کا قائل ہے نہیں بدل سکتا فتویٰ اس کے باب میں مقصود ہے کہ وقوع کذب کا قائل ہو کر کافر ہوا یا نہیں؟ علی ہذا القیاس صاحب مسامرہ نے جو اکابر اشاعرہ کا مسئلہ نقل کیا ہے وہ لوگ بھی وقوع کذب کے قائل ہوئے یا نہیں ان کی نسبت کیا حکم ہے۔

(اسکات المعتدی ص ۳۳)

دربھنگی صاحب دیوبندیوں کے وہ عالم ہیں جن کا کام یہی تھا کہ وہ اکابر دیوبند کی عبارات کی صفائیاں پیش کریں ان کی منقولہ بالا عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ گنگوہی صاحب کو وقوع کذب کا قائل مانتے ہیں تو تبھی کہہ رہے ہیں جن دوسرے اکابر کے کلام سے وقوع کذب لازم آرہا ہے اعلیٰ حضرت ان کی تکفیر کیوں نہیں کرتے سرفراز صاحب کو دربھنگی کی یہ عبارت دیکھنی چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ گنگوہی جی وقوع کذب کے قائل تھے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۲۱۲)

پہلی بات تو یہ ہے غلام صاحب آپ نے عبارت خود تراشی ہے ان کے الفاظ یوں

نہیں ہیں دوسری بات یہ ہے کہ ہم تو امکان کذب کے قائل ہیں اور ابن شیر خدا رحمہ اللہ نے امکان کذب کے حوالے پیش کر کے یہ سمجھایا ہے کہ یہ بھی امکان کذب کے قائل ہیں اور امکان کے ہم قائل ہوں تو فتوی وقوع کذب کا لگاتے ہو تو یہ بھی تو امکان کے قائل ہیں ان پر وقوع کا فتوی کیوں نہیں لگاتے یہ ابن شیر خدا رحمہ اللہ نے ارشاد فرمایا ہے نہ کہ وہ جو تم نے خیانت کر کے دنیا کو بتایا ہے کیونکہ مسائرہ کی عبارت سے صرف امکان ہی ثابت ہو رہا ہے نہ کہ وقوع اگر غلام صاحب ہماری بات سمجھ میں نہیں آتی تو اسی کی مان لو جس کے نطفہ سے پیدا ہوئے ہو وہ لکھتا ہے شرعا سچا ماننا ان (علماء دیوبند) کے نزدیک بھی ضروری ہے۔

(مناظرہ جھنگ ص ۱۶۳)

تو بتاؤ تیرا باپ تو یہ کہتا ہے اور تم کہتے ہو کہ تم خدا کو جھوٹا مانتے ہو۔ اب دوسرا باپ جو روحانی ہے اس کی سنو وہ لکھتا ہے یہ آیت تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ تم بھی کذب کا امکان مانتے ہو نہ کہ وقوع۔ (تفسیر نعیمی ج ۴ آیت ۱۲۹)

اب اپنے منہ پر کئی مرتبہ لعنت اترنے کی سوچو یا توبہ کرے اہل السنۃ دیوبند میں شامل ہو جاؤ۔ جو بڑوں کا بے ادب ہوتا ہے وہ یونہی ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔

اسی کے ساتھ ایک بہتان یا خیانت کہیے امام رازی کی تفسیر کبیر کے حوالے سے عرض ہے۔ غلام لکھتا ہے امام رازی فرماتے ہیں اذا جوز الخلف علی اللہ قد جوز الکذب علی اللہ وہذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا یعنی یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتے کسی انعام و احسان کا تو اس کی خلاف ورزی محال ہے لیکن اگر کسی گناہ پر عذاب و عقاب کی وعید سنائے تو اس کی خلاف ورزی جائز ہے تو جب اللہ تعالیٰ پر خلف وعید جائز رکھا گیا تو اس پر کذب بھی جائز رکھا گیا اور یہ عظیم خطا ہے بلکہ کفر کے قریب ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۳۳۳، ۳۳۴)

غلام صاحب اس عبارت کو سمجھے ہی نہیں کیونکہ ذہن غلاموں والا ہے بات یہ ہے کہ

امام رازی یہ کہ رہے کہ وقوع خلف وعید مانا جائے تو یہ کذب ہے اور یہ ناجائز وغیرہ ہے۔

مگر ہم لوگ تو وقوع خلف کے قائل ہی نہیں بلکہ ہم تو خلف پر قدرت مانتے ہیں نہ کہ وقوع۔ اور یہی امام رازی کا فرمان ہے کیونکہ امام دوسری جگہ خود لکھتے ہیں الایۃ دلت علی ان خلاف معلوم اللہ مقدور لہ لان کلمۃ لو دلت علی انہ تعالیٰ ماشاء ان یبعث من کل قریۃ نذیراً ثم انہ تعالیٰ اخبر عن کونہ قادراً علی ذلک فدل ذلک علی ان خلاف معلوم اللہ مقدور لہ۔

پھر آگے لکھتے ہیں۔

تدل علی القدرۃ علی ان یبعث فی کل قریۃ نذیراً مثل محمد۔

(تفسیر کبیر سورہ فرقان آیت ۵۱)

اب دیکھو کیسے خلاف ما اخبر یعنی جو خبر دی ہے اس کے خلاف پر امام رازی خدا کو قادر مان رہے ہیں جبکہ تمہیں یہ بات تو بری لگتی ہے تو امام رازی کی بات کا مطلب اس کی باتوں سے ہی لیا جائے گا۔ تو خدا تعالیٰ نے جو خبر دی ہے اس کے خلاف کرنے پر اسکو قدرت ہے۔ مگر وقوع نہ ہوگا ہمارے والی عبارت قدرت کو ثابت کر رہی ہے اور آپ والی عبارت وقوع خلف وعید کا انکار کر رہی ہے۔

اگر قدرت کا بھی انکار کرو تو دونوں عبارتیں متضاد ہوں گی اور یہ بات امام کے خلاف ہے باقی نبراس کا حوالہ دینا کہ انہوں نے لکھا ہے اعلم ان اہل الملل اجمعوا علی ان الکذب من اللہ محال یعنی تمام اہل ملت کا اجماع ہے وہ جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۳۳۵)

غلام صاحب یہ بھی آپ کو سمجھ نہیں آئی کیونکہ محال لکھا ہے محال بالذات تو نہیں لکھا ہم کہتے ہیں کہ اس سے مراد محال بالغیر ہے یعنی قدرت ہے مگر کرے گا نہیں۔ اس پر دلیل یہ ہے۔ علامہ فرہاروی لکھتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ فرمانبردار کو عذاب دے اور گناہ گار کو ثواب دے

تو یہ اس کے لئے قبیح نہیں۔ (نبراس ص ۲۰)

ہاں جی بتایئے معلوم ہو گیا کہ علامہ پرھاروی کے نزدیک خلاف ما اخبر پر خدا کو قدرت اور اسی کو ہم امکان کذب سے تعبیر کرتے ہیں تو علامہ پڑھاروی کا بھی یہی عقیدہ ہے تو معلوم ہوا کہ علامہ پر ہاروی کا عقیدہ ہمارے ساتھ ہے نہ کہ تمہارے ساتھ۔

۵۳۔ عامر عثمانی کون؟

غلام نے کئی جگہ عامر عثمانی کو ہمارے کھاتے میں ڈالنے کی سعی نامراد کی ہے حالانکہ اس مبہوت کو اچھی طرح پتہ ہے کہ یہ مودودی تھا۔ اور یہ حوالہ ہم پر حجت نہیں ہو سکتا ہے اس کی مکمل تفصیل بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ جلد اول میں دیکھی جا سکتی ہے اس نے حضرت شیخ العرب العجم حضرت مدنیؒ کی ایک کتاب کا جواب بھی دیا جو مودودیت کے خلاف لکھی ہوئی تھی اور اس نے جواب میں مودودی صاحب کا پورا دفاع کیا ہے تو پھر یہ ہمارا کہاں ہوا۔ جب مودودی کو تم اپنی تائید میں پیش کرتے ہو تو پھر اسے تمہارے ہی کھاتے میں ڈالنا چاہیے۔

۵۴۔ خلق سے مراد کون؟

غلام صاحب کو جب عوارف المعاف کی یہ بات مشکل لگی کہ آدمی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک تمام لوگ آدمی کے سامنے اونٹ کی مینگنی کی طرح نہ ہو جائے تو پھر غلام نے یہ کہہ دیا کہ ایسی جگہ خلق سے مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو عظمت دینی سے بالکل حصہ نہیں رکھتے۔

شیخ سعدی قدس فرماتے ہیں۔

نگاہ دارد آں شوخ در کیسہ درا

کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر

ابلیس ہوگا جو کہے اس سے عام مراد ہے کہ انبیاء اولیا کو بھی معاذ اللہ گرہ کٹ جانے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۱۱۸)

غلام صاحب ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی میں بھی تم نے ہی انبیاء اولیاء کو مراد لیا ہے نہ کہ ہم نے بندا اپنے ہی فیصلہ سے ابلیس بنے کیونکہ ان باتوں سے تم ہی انبیاء اولیاء کو مراد لیتے ہو۔ چلو شکر ہے اپنا حکم غلام نے خود ہی بیان کر دیا۔

۵۵۔ غلام کا ایک اور تقویۃ الایمان پر جھوٹ

غلام لکھتا ہے اسماعیل تقویۃ الایمان ص ۴۹ میں کہتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف عام بشر جیسی کرو اس میں بھی اختصار کرو۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۴۸)

جبکہ قارئین کرام غلام کی گھٹیا سوچ تھی اس نے خود ہی عبارت میں الحاق کیا ہے اصل عبارت یوں ہے کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو وہی کرو سو اس میں بھی اختصار کرو۔ (تقویۃ الایمان ص ۸۵)

بتایئے غلام صاحب عام بشر کا لفظ تو تم نے خود بنایا ہے تا کہ عبارت کو سنگین بنایا جائے باقی رہی یہ بات تو شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اپنی طرف سے نہیں لکھی بلکہ حدیث طیبہ کے حوالے سے لکھی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں مشکوہ کے باب المفاخرہ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ مطرفؓ نے نقل کیا کہ آیا میں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا ہم نے کہ تم سردار ہو ہمارے سو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہے پھر کہا ہم نے کہ بڑے ہمارے ہو بزرگی میں اور بڑے سخی ہو سو فرمایا کہ خیر اس کا کلام کہو یا اس سے بھی تھوڑا کلام کرو تم کو کہیں بے ادب نہ کردے شیطان، (تقویۃ الایمان ص ۸۵)

اس کی شرح میں اوپر والی بات لکھی ہے۔

یہ حدیث بھی اہل بدعت نے سنی ہوگی لاتطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسی ابن مریم۔

مجھے اتنا نہ بڑھاؤ جتنا عیسی بن مریم کو نصاری نے بڑھایا۔

اور کہیں آپ کا یہ ارشاد بھی سنا ہوگا کہ غلو کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ تو شاہ صاحب اسی بات کے پیش نظر فرمارہے ہیں کسی بھی بزرگ کی تعریف بشر کی سی کرو اور اختصار سے کام لو کہیں غلو میں ہی نہ پڑ جاؤ۔

مولوی فیض احمد اویسی لکھتے ہیں۔ فرمایا تھا کہ شیطان تم کو مبالغہ میں نہ ڈال دے۔

(شہد سے میٹھا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۴۹)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

ہم اہل سنت (نقلی) کہتے ہیں کہ نبی کی توہین وکمی کر کے غلو کرنا بھی ممنوع ہے جیسا کہ نبی اللہ کی تعریف میں غلو ممنوع ہے۔ (شہد سے میٹھا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۰)

شاہ صاحب کی بات نہ مان کر بریلوی حضرات اب یوں کہنے لگے۔

بجاتے تھے جو انی عبدہ کی بانسری ہر دم
وہ خدا کے عرش پر انی انا اللہ بن کے نکلیں گے

(شہد سے میٹھا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۰۵)

کچھ یوں کہنے لگے

حقیقت جن کی مشکل تھی تماشا بن کے نکلیں گے
جسے کہتے ہیں بندہ قل ہو اللہ بن کے نکلیں گے

(دیوان محمد ص ۱۴۹)

کئی یوں کہنے لگے۔ محمد خدا ہے خدا ہے محمد۔ (مقالات شرف قادری)

کئی یوں گویا ہوئے۔ اگر حضور نہ ہوتے تو خدا بھی نہ ہوتا (ایضاً)

کئی لوگ یہ کہہ کر خوش ہے۔

خدا کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
ہمیں جو کچھ لینا ہے وہ لے لیں گے محمدؐ سے

اور کوئی یہ مزے سے کہتے ہیں۔

خدا کا پکڑا چھڑائے محمدؐ
محمدؐ دا پکڑا چھڑا کوئی نہیں سکدا

(رسائل نعیمیہ)

اور کئی یوں گمراہ ہوئے۔

اگر باب اجابت بند بھی ہو جائے تو کیا غم ہے
کھلا رہتا ہے دروازہ معین الدین چشتی کا

(تفسیر الحسنات)

اور کوئی یوں کہہ رہا ہے۔

ہمیں کافی ہے بس تیرا سہارا یارسول اللہ

(مقالات شرف قادری)

تو یہ سب باتیں قرآن وسنت واکابر کو نہ ماننے کی وجہ ہے۔

اللہ ہم سب کو سیدھے راستے پر چلائے اور یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے شاہ صاحب نے مطلق بات کہ ہے کہ کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور ہم ثابت کر آئے ہیں تمہارے گھر سے کہ مطلق بات کرنا جرم نہیں ہوتا تو پھر عرض کرنے سے پہلے گھر کو دیکھ لو۔

۵۶۔ ضامن جلال آبادی

غلام کہتا ہے ضامن علی جلال آبادی دیوبندی وہابی پیر۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۶۲)

یہ غلام کا کذب صریح ہے کہیں بھی حضرت نے یا کسی نے نہیں لکھا کہ یہ ہمارا ہے بلکہ یہ بات کی کہ توحیدی تھا اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے افاضات میں فرمایا ہے کہ غلو کتنا برا ہے اور پھر یہی واقعہ سنایا۔ تو ہم تو اسے غالی سمجھتے ہیں نہ کہ اپنا۔ باقی یہ کہنا کہ چونکہ مسکرائے تھے حضرت گنگوہی تو یہ مسکرانے والا کافر ہے۔ تو اس کے متعلق غلام کو نصیحت ہے کہ مسکرانے کی دو قسمیں ہیں کہ بعض دفعہ آدمی کسی کی بات کو سن کر مسکراتا ہے اور یہ اس کی بات پر خوشی ہوتی ہے اور کبھی مسکرانا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی حماقت پر ہنسی بے اختیار آجاتی ہے۔

پہلی قسم تو واقعی بری ہے مگر دوسری قسم کی کہ کسی کا غلط جملہ سن کر اس کی حماقت پر بے اختیار ہنسی آجانا برا نہیں تو قطب الارشاد رحمہ اللہ کی ہنسی دوسری قسم کی تھی اس لئے اگر غلام میں جرأت ہو تو اس پر کوئی فتویٰ پیش کرے۔

۵۷۔ شاہ شہید پر فتویٰ یا غلام پر؟

غلام نے پہلے شاہ شہید رحمہ اللہ پر فاضل بریلوی کا قول پیش کیا علماء محتاطین اسے کافر نہ کہیں مگر آخر میں کہتا ہے اسے کافر سمجھنا چاہئے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۱۸۸)

غلام نے فاضل بریلوی کا وکیل صفائی بن کر کہا ہے چونکہ توبہ مشہور ہو گئی تھی اس لئے فاضل بریلوی نے روکا۔

مگر غلام صاحب جہاں تک تمہاری شریعت میں توبہ قبول ہونے کی بات ہے تو وہ تو ٹھیک نہیں دیکھو تمہید ایمان میں کیسا صاف لکھا ہے کہ گستاخ رسول کی توبہ قبول نہ ہو گی تو پھر فاضل صاحب نے کیوں کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وجہ نہیں ایک وجہ تیرے باپ نے لکھی ہے چونکہ ان کی عبارات ممکن التاویل تھیں اس لئے کافر نہیں کہا۔ (مناظرہ جھنگ)

غلام صاحب ابو الغلام صحیح کہتا ہے یا یہ غلام۔

اور اگر یہ بات درست مانتے ہو تو پھر سنو تمہارا ہم مسلک لکھتا ہے کلام میں کوئی جائز

توجیہ وتاویل ہوسکتی ہو یہ احتمال لزوم کفر کی نفی کرتا ہے۔ (مناظرہ گستاخ کون ص ۱۲۳)

تو پھر بھی شاہ شہید رحمہ اللہ کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔

اور اگر تم لزوم ہی مانتے ہو جیسا کہ تمہارے پدر جی آنجہانی نے لکھا ہے تو پھر بھی اپنے اکابر کی سنو۔

فیض احمد اویسی لکھتے ہیں لزوم کفر کفر نہیں البتہ التزام کفر کفر ہے۔

(مسلمان کو کافر نہ کہو ص ۲۶)

اور یہی بات حنیف قریشی بھی کہتا ہے۔ (گستاخ کون ص ۱۱۹)

پیر محمد چشتی لکھتا ہے۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ کسی مدعی اسلام کی تکفیر اس وقت تک جائز قرار نہ دی جائے جب تک اس کے بلا جبر واکراہ وجود میں آنے والے کسی اختیاری قول و عمل تقریر وتحریر اور عقیدہ کا ایمان کے منافی ہونے پر سو فیصد یقین حاصل نہ ہو جائے اور مومن مسلمان رہنے کے لئے ایک فیصد بھی اور کمزور سے کمزور احتمال یا مجال تاویل کا امکان باقی نہ رہے یعنی جب تک صریح التزام کفر نہ ہو اس وقت تک تکفیر کے جواز کا کوئی تصور اسلام میں نہیں اسلام کے اسی اصول کی روشنی میں جملہ اسلاف نے متفقہ طور پر کہہ دیا کہ لا یجوز تکفیر اہل القبلہ یعنی اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ جب تک اس کے قول وعمل تقریر وتحریر اور عقیدہ میں کفر سے بچنے کا احتمال باقی ہے یا تاویل کی گنجائش ممکن ہے تو وہ اہل قبلہ میں سے ہی شمار ہوگا۔ یعنی امت اجابت کے افراد جو ملت اسلام اور اس کے تحت آنے والے تمام ضروریات دین کا التزام کرنے والوں میں مشار ہوگا نیز کہہ دیا۔ اذا کانت فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر ووجہ واحد یمنع فعلی المفتی ان یرجح الواحد علی الوجوہ۔ یعنی جس مسئلے میں زیادہ سے زیادہ موجبات کفر موجود ہوں اور کفر سے بچنے کے لئے صرف ایک وجہ موجود ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اس ایک کو ترجیح دے کر متعلقہ شخص کو کفر سے بچائے۔ (اصول تکفیر ص ۲۰)

فیض احمد اویسی لکھتا ہے۔

جب مسئلہ میں کوئی وجوہ تکفیر کو واجب کرتے لیکن ایک وجہ تکفیر کو منع کرتی ہے تو مفتی وقاضی کو چاہئے کہ وہ اسی ایک وجہ کی طرف مائل ہو تحسیناً اس کے کفر کا فتویٰ نہ دے۔

(مسلمان کو کافر نہ کہو ص ٦)

تو پھر بھی کافر نہیں کہا جائے گا اب بتاؤ۔ کہ تم نے اپنے اکابر کی نہ مان کر کیا کیا۔ وہ یہ کہ تم علماء محتاطین میں سے نہیں ہو اور دوسری بات یہ ہے بقول پیر محمد چشتی ''تکفیر کے حوالہ سے معروضی حالات کی ان بے اعدالیوں دارالافتاء کی ان بے احتیاطیوں اور التباس الحق بالباطل کی ان اندھیر نگریوں کو دیکھ کر جہاں اسلام کے سچے ہمدردوں کو پریشانی ہو رہی تھی وہاں اسلام آزاد اور غیر مسلموں کو اسلام کے خلاف انگشت نمائی کرنے کا بھی موقع مل رہا تھا جبکہ قرآن و سنت اور دین اسلام کے مسلمہ اصولوں کے مطابق لزوم کفر پر التزام کفر کے احکام جاری کرنا جائز نہ اس بنیاد پر کسی کو کافر و مرتد قرار دینے کا جواز'' الخ۔ (اصول تکفیر ص ١٩)

معلوم ہو گیا کہ بے اعتدال اور اسلام کو غیروں کی نظروں میں بدنام کرنے کا کام آپ نے کیا ہے اس لئے اسلام اور اہل اسلام تمہیں کبھی معاف نہ کریں گے۔ القصہ نہ تم بچتے ہو اور نہ ہی تمہارا اعلیحضرت، کیونکہ تمہارے بڑوں کے بقول جب شاہ شہید کے کلام میں صحیح احتمال تھے تو تم نے کافر اور فاضل بریلوی نے عبارت کو کفریہ کیوں کہا؟ یہ سب تمہارے گھر سے ہے

۵۸۔ کیا تحذیر الناس کی عبارات کفریہ ہیں؟

غلام صاحب لکھتا ہے تحذیر الناس کی جو عبارات نقل کی ہیں ان میں سے ہر ایک عبارت مستقل کفر ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص ١٩١)

ہمارا غلام سے سوال یہ ہے کہ اگر تینوں عبارتیں الگ الگ کفر تھیں تو ان کو آگے پیچھے سے قطع و برید کرنے اور عبارات آگے پیچھے کرنے کی کیا ضرورت تھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کفر

ہوتیں تو فاضل بریلوی یوں نہ کرتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تمہارے کاظمی صاحب کہتے ہیں ہمیں نانوتوی صاحب پر یہ شکوہ نہیں کہ انہوں نے ختم نبوت زمانی کو نہیں مانا یا منکرین ختم نبوت زمانی کو کافر نہیں کہا بلکہ یہ سب کچھ کیا ہے قرآن کے معنی منقول متواتر کو عوام کا خیال قرار دے کر اپنے سب کئے پر پانی پھر دیا۔ (مقالات کاظمی ج ۲ ص ۳۶۰)

اس سے معلوم ہوا کہ باقی دو عبارات تو بے غبار ہوئیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ پیر کرم شاہ ازہری نے مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی عبارات کا دفاع کیا ہے اور انکار ختم نبوت یا ان عبارات کو کفریہ نہیں کہا۔ جبکہ تیرا ابا سیالوی اس سے اپنی کتاب پر تقریظ لیتا ہے تو اب بتا حسام الحرمین کے منکر کو اتنی عزت سے نوازنا کیا فاضل بریلوی کے تکفیری خنجر سے بچ جاؤ گے ہرگز نہیں۔ باقی تمہارا یہ کہنا کہ اس نے رجوع کر لیا تھا تو اس پر دلیل چاہئے کہ اس نے خود لکھ کر دیا ہو۔ مگر ضرورت ہی نہیں کیونکہ تمہارے ہم مسلک لوگوں کی طرف سے تین عدد کتابیں اور کئی مضامین اس کے خلاف آچکے ہیں اور کہا گیا ہے کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے دیکھئے ''کرم شاہ کا علمی محاسبہ'' تو آپ اور آپ کے بابو جان دونوں ہی لٹک گئے فاضل بریلوی کے خنجر تکفیر پر۔

۵۹۔ کیا مولانا نانوتوی رحمہ اللہ بالکل فضیلت کے قائل نہیں؟

غلام کا اشکال ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ مولانا نے کہا ہے مقام مدح میں اگر معنی آخری نبی لیا جائے تو پھر اس کو ذکر کرنا ٹھیک نہیں۔ تو کیا باقی انبیاء جو کہ تمہارے نزدیک بالعرض نبی ہیں تو کیا ان کی مدح نہیں کی گئی۔ الخ (تنقیدی جائزہ ص ۱۹۴)

غلام بروزن عوام صاحب ذہن میں بات نہیں آرہی تو کسی سے عقل کو مانگ لیجئے دیکھیے کمرے میں دس آدمی داخل ہوئے تو آپ آخر میں داخل ہونے والے کو سب سے

افضل نہ کہیں گے۔ اس طرح سیدنا علیؓ کا خلافت راشدہ میں نمبر آخر پر ہے مگر یہ دلیل افضلیت نہیں بن سکتا۔ اس لئے یہ بات تو صاف ہے کہ محض آخر میں آنا مقام مدح نہیں ہاں اگر بات ملحوظ رکھی جائے کہ چونکہ آپ کا مقام و مرتبہ سب سے زیادہ ہے اس لئے آپ کو آخر میں لایا گیا پہلے آپ کی شہرت و تعریف کرائی گئی پھر آپ کو منظر پر لایا گیا تو یہ البتہ مدح ہے تو یہ آخر میں آنا بالعرض فضیلت ہو گی۔ تو مولانا یہی تو بتانا چاہ رہے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی دونوں مراد لیں یا ایک لیکر دوسرے کو اس کا لازم قرار دیا جائے تا کہ آپ کی بالعرض فضیلت تو بن جائے مولانا تو بالعرض فضیلت آخری نبی کو بتا رہے ہیں نہ کہ انکار کر رہے ہیں۔ القصہ آخری نبی ہونا بالعرض فضیلت رکھتا ہے اور اس سے انکار نہیں ہو رہا بلکہ اثبات ہو رہا ہے۔

۶۰۔ تقدیس القدیر کس کی

غلام نے ایک کتاب نئی گھڑی جس کا نام تقدیس القدیر ہے اور اسکو ہمارے اکابر کے نام پر لگا دیا۔ بھائی ہوش تو ہے یا فاضل بریلوی سے کچھ لے کر پی لی ہے یہ کتاب اگر ہماری ہے تو ہمارے کس بڑے عالم نے لکھی ہے اس کا نام بتاؤ۔

صرف یوں کہہ دینا کہ کسی اور کے نام سے چھپوائی تو معتبر نہیں آپ میں غیرت و جرات و حمیت ہو تو پھر اس کا نام اور مطبع بتائیں یہ صرف تمہاری ہی کارستانی ہو سکتی ہے بہر حال دلائل سے خالی ہونے پر آپ اس قسم کی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں۔

۶۱۔ شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمہ اللہ پر جھوٹ

غلام سے جب کچھ نہ ہو پایا تو پھر جھوٹوں پر ہی آ گیا اب شیخ العرب والعجم سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ پر جھوٹ بولتا ہے کہ انہوں نے لکھا کہ ہمارے بارے میں بریلوی کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک خداوند جل جلالہ کاذب اور جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ خدا کے

کلام میں جھوٹ یہ سب بالکل غلط اور افترائے محض ہے ہرگز ہمارے اکابر اس کے قائل نہیں بلکہ اس معتمد کو کافر اور زندیق کہتے ہیں۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۱۴)

حالانکہ عبارت یوں ہے۔

مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کو کافر وزندیق تحریر فرما رہے ہیں جو کہ اس بات کا قائل ہو کہ معاذ اللہ خداوند اکریم جھوٹ بولتا ہے یا جھوٹا اور نہایت شدومد سے ایسے خیال کو رد فرما رہے ہیں کہ کذب بالفعل تو درکنار بلکہ وہ اور ان کے منتسبین تو یہاں تک فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھے کہ ممکن الوقوع ہے کہ خداوند کریم کا کوئی کلام جھوٹ ہو جاوے زمانہ ماضی کا کلام ہو یا زمانہ استقبال کا یا یہ اعتقاد رکھے کہ ممکن ہے کہ خداوند جھوٹ بول دیوے تو وہ بھی کافر وزندیق ملعون ہے۔ (شہاب ثابت ص ۸۱)

یہ جو جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ہے الخ یہ کہاں لکھا ہے یہ جناب کی اپنی گرہ ہے اور الحاق ہے آخر فاضل بریلوی کی حلالی نسل ہو تو پھر یہ تو کرنا چاہئے ورنہ ان کی روحانیت میں خلل آجائے گا۔

آگے دھوکہ پھر دیا کہ امکان کذب کی بحث کرتے ہوئے سرفراز صاحب جو تنقید متین میں لکھتے ہیں کسی چیز کے کر سکنے میں اور کرنے میں جو دقیق فرق ہے یا تو یہ لوگ اسے سمجھتے نہیں یا گڈمڈ کر رہے ہیں۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۱۴)

حالانکہ حضرت یوں لکھتے ہیں یہ لوگ حقیقت کذب امکان کذب اور صورت کذب میں جو دقیق فرق ہے اس کو یا تو سمجھتے نہیں یا چشم پوشی کر کے ان سب کو خلط ملط اور گڈمڈ کر دیتے ہیں حالانکہ ایک ادنیٰ سمجھ والا آدمی بلکہ مبتدی طالبعلم بھی لفظ کرنے اور کر سکنے میں بخوبی فرق سمجھتا ہے اور کرتا ہے اور کر سکتا ہے ان میں اہل لسان کے نزدیک فرق بالکل نمایاں ہے غور فرمائے کہ صرف اس ایک جملہ سے کہ اللہ تعالیٰ اہل نار کو جنت میں داخل

کرنے پر قادر ہی نہیں کس طرح اس کی غیر محدود قدرت اور طاقت پرزد آتی ہے۔

(تنقید متین ص ۱۴۰، ۱۳۹)

اور یہ کر سکنے والی بات کا مطلب حضرت نے خود ہی اشارہ فرمادیا ہے کہ خدا اہل جنت کو جہنم میں اہل جہنم کو جنت میں بھیجنے پر قادر ہے کر سکتا ہے۔ اور حضرت مدنی کا جملہ کذب کے متعلق ہے لہٰذا اشکال نہ تھا مگر اس دھوکہ بازی کا انجام دیکھو کہ تیرے باپ کی گردن ٹیڑھی ہوگئی مگر شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

۶۲۔ فتاویٰ رشدیہ میں تضاد یا غلام کی عقل کا فتویٰ

غلام نے فتاویٰ رشیدیہ پر اعتراض کئے ہیں کہ یہ تو تضاد کا مجموعہ ہے اس پر چند عبارتیں آپ بھی ملاحظہ فرمائی۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۱۵ تا ۲۱۷)

ا۔ ایک جگہ محمد بن عبدالوہاب کے عقائد کو عمدہ کہا دوسری طرف کہا مجھے اس کے عقائد کا حال معلوم نہیں۔

الجواب: یہ کوئی فقہ یا حدیث کا مسئلہ نہیں یہ تاریخی بات ہے حضرت کو پہلے علم نہ تھا جب کسی سے علم ہوا تو دوسری دفعہ بتادیا کہو اس میں اب کیا اشکال ہے۔

۲۔ ایک جگہ لکھا ہے اسماعیل دہلوی کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔

دوسری جگہ کہا کہ کافر نہیں ہے۔

الجواب: اصل میں قرائن سے بھی بعض باتیں معلوم ہو جاتیں ہیں دوسری بات کے سائل کا رخ فضل حق خیر آبادی کی طرف تھا کہ جب اس نے کافر کہا تھا تو کافر ہوا یا نہیں؟ تو اس پر حضرت نے قرائن سے سمجھ کر فرمایا کہ نہیں چونکہ دلائل سے اس نے اختلاف کیا تھا اس لئے کافر نہیں (بعد میں علامہ کا رجوع بھی ثابت ہے)

جبکہ پہلے سائل کا اندازہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فاضل بریلوی اینڈ کمپنی کی طرف اشارہ

ہے تو ان لوگوں نے محض تعصب وہٹ دھرمی سے کافر کہا ہے لہٰذا حدیث شریف کے مطابق وہ خود کافر ہوا۔ اب بتاؤ کیا اشکال رہا؟

۳۔ ایک میں ہے یارسول اللہ علم غیب کے عقیدے سے کہنا تو خود کفر ہے۔

دوسری جگہ کہتے ہیں اگر علم سامع مستقل عقیدہ کرے تو شرک ورنہ نہیں۔

جبکہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شاداللہ کو پڑھنا ترک نہیں؟

الجواب: غلام صاحب اگر یہ حاضر و ناظر سمجھ کر پڑھے تو شرک ہے اور کسی کو حاضر و ناظر اور علم غیب ماننا مستقل ماننا ہی ہے چونکہ اس نے اس نیت سے پڑھا کہ خدا ان کو اطلاع کردے گا تو پھر شرک نہیں لہٰذا تضاد نہ ہوا آپ کے دماغ کا فتور ہے۔

۴۔ ایک جگہ ہے شیعہ کافر ہے دوسری جگہ ہے کافر نہیں۔

الجواب: جہاں کافر لکھا ہے وہاں سبی رافضی کے بارے میں سوال ہے اور جہاں کافر نہیں کہا وہاں مطلق شیعہ کے بارے میں سوال ہے جبکہ فتاویٰ مہریہ وغیرہ کئی کتب میں شیعہ کی اقسام بنائی گئی ہیں اور بعض کو کافر کہا ہے اور بعض کو نہیں مطلق شیعہ کو کافر نہیں کہا۔

جیسے ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے وہ رافضی یا رافضیہ جس سے شادی کی جائے بعض اگلے روافض کی طرح صرف بدمذہب ہو دائرہ اسلام سے خارج نہ ہو۔ آج کل کے روافض تو عموماً ضروریات دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں الخ۔ (حصہ دوم ص ۲۵۸)

چونکہ شیعہ کی اگلے دور میں کئی قسمیں تھیں اس لئے حضرت نے مطلقہ کافر نہیں کہا ہاں سبی رروافض کی تکفیر کی البتہ اب صرف اثنا عشریہ ہیں جو کہ کلہم لاشک ولاریب کافر و مرتد ہیں۔

۶۳۔ انکار سایہ کی وجہ سے فاضل بریلوی کے جھوٹے ناخلف کا حضرت گنگوہیؒ پر تبرا۔۔۔ غلام لکھتا ہے:

اب تو سرفراز کے نزدیک بھی گنگوہی صاحب کا کفر ثابت ہو گیا حضرت نے تنقید متین میں اہلسنت پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا کہ جو عقیدہ رکھتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا غلط ہے کیونکہ جب سایہ نہ ہوگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر بھی نہ ہوں اور اسی کتاب میں مسئلہ نور و بشر پر بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ بشریت کا انکار کرنا کفر ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر جاننا ضرورت دین سے ہے اور حضرت کے نزدیک جو یہ عقیدہ رکھے کہ آپ کا سایہ نہیں تھا وہ بشریت کا منکر اور بشریت کا منکر کافر ہے گنگوہی صاحب امداد السلوک میں لکھتے ہیں کہ یہ بات متواتر روایات سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔

(تنقیدی جائزہ ص ۲۲۰)

غلام صاحب اصل عبارت تو اعتراض کی ہے اور تم نے حضرت امام اہلسنت رحمہا اللہ کا عقیدہ بنا دیا مولانا سرفراز خاں رحمہ اللہ لکھتے ہیں حکیم ترمذی کی روایت نقل کر کے کہ اس روایت سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور جب سایہ نہ تھا تو معاذ اللہ آپ بشر بھی نہ تھے۔

الجواب: یہ روایت قابل احتجاج نہیں ...... نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ کے مقابلہ میں ایسی بے سروپا روایات کو کون تسلیم کرتا ہے...... نوادر الاصول (تصنیف حکیم ترمذیؒ) کی اکثر حدیثیں غیر معتبر ہے۔ (تنقید متین ص ۹۳، ۹۴، ۹۵)

خدا لعنت کرے تعصب پر کہ وہ دجل وفریب پر آپ کو آمادہ کئے ہوئے ہے باقی رہا امداد السلوک کا حوالہ تو سنئے ''مخدوم جہانیاں جہاں گشت حیات وتعلیمات'' کتاب ڈاکٹر محمد ایوب قادری صاحب نے لکھی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں شیخ قطب الدین دمشقی اپنے زمانہ کے نامور صوفی شیخ تھے انہوں نے تصوف کے مسائل پر ایک مختصر مگر جامع رسالہ مکہ معظّمہ میں تالیف کیا اور اس رسالہ کا نمبر (نام) رسالہ مکیہ رکھا۔ (ص ۳۳۰)

آ گے لکھتے ہیں رسالہ مکیہ کا ترجمہ حافظ محمد ضامن تھانوی (ف ۱۲۷۴ھ/ ۱۸۵۷ء) کی تحریک پر مولانا رشید احمد گنگوہی (ف ۱۹۰۵ء) نے بھی کیا جو امداد السلوک کے نام ۱۳۱۶ھ ۱۸۹۸ء میں مراد آباد سے طبع ہوا امداد السلوک کا اردو ترجمہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے معیار السلوک کے نام سے کیا۔ (ایضاص ۳۳۲)

تو یہ صوفی بزرگ کا رسالہ تھا۔ حضرت گنگوہی نے اسمیں قطع و برید نہیں کی بلکہ تصوف کے مسائل کی وجہ سے اس کا ترجمہ کیا اور اس بات کو ویسے ہی رہنے دیا اگر بدلنے دیتے تو ایک مصنف سے خیانت تھی۔ ہاں غلام صاحب عقائد کو عقائد کی کتابوں سے لیتے ہیں نہ کہ تصوف کی کتابوں سے۔ حضرت خود لکھتے ہیں نفس بشر ہونے میں مساوات ہے اگر چہ آپ کی بشریت از کی واطیب ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۸۵)

اس لیے صوفیاء کی باتوں کو دلیل و حجت آپ سمجھتے ہی نہیں تو پیش بھی نہ فرمائیں باقی حضرت رحمہ اللہ نے ایک بات یہ بھی لکھی ہے کہ اصل میں آپ کا سایہ نہ ہونے کا مسئلہ شیعہ کا ہے۔

(تنقید متین ص ۹۹)

اب اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ بڑے بڑے تو سایہ نہیں مانتے تو امام اہلسنت نے جواب یہ دیا ہے کہ ان حضرات کے سامنے یقیناً وہ احادیث نہیں جو سایہ کے وجود کی باحوالہ ذکر کی گئی ہیں۔ اگر یہ احادیث ان کے سامنے ہوتیں تو وہ ہرگز ان کے خلاف کچھ نہ فرماتے۔ ان حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کا ضرور ذکر کیا ہے اور ان کا ماخذ جا کر کے حضرت ابن عباس کی طرف منسوب مگر بے سند اور بے اصل روایت اور حضرت ذکوان کی موضوع اور جعلی روایت ہے۔ یا پھر ذُکر رُوی وغیرہ الفاظ سے بغیر کسی سند کے اس کا ذکر ہے پھر کسی کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ سایہ کی سنداً صحیح روایات سامنے آنے کے بعد ان بے سروپا روایات پر اس مسئلہ کی بنیاد رکھے چونکہ سایہ نہ ہونے کی روایات بالکل

بے اصل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا تھانویؒ (وغیرہ) محتاط علماء اس حدیث کی صحت کی ذمہ داری نہیں اٹھاتے اور فرماتے ہیں کہ یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا اور حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب نے سایہ نہ ہونے والی روایت کی خوب تردید بھی کی ہے۔ (اتمام البرہان فی رد توضیح البیان ص ۲۰)

آپ کے علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں۔

یاد رکھئے جب کوئی مسئلہ حدیث سے ثابت ہوا اور اس کے معارض اور مخالف کتاب وسنت میں کوئی قطعی دلیل نہ ہو تو ایسی صورت میں اس حدیث پر عمل کرنا ہی صحیح دین ہے اور کوئی شخص اپنی جگہ کتنا بڑا بزرگ اور عالم دین کیوں نہ ہو لیکن جب وہ حدیث صریح کے خلاف کوئی بات محض اپنی رائے سے بلا دلیل کہتا ہو تو صحیح اور صریح حدیث کے مقابلہ میں اس کی ذاتی رائے کو چھوڑ دینا ہی ہدایت اور راہ استقامت ہے بعد کا کوئی شخص علم وفضل میں کتنا ہی فائق کیوں نہ ہو صحابہ سے نہیں بڑھ سکتا اور جب اصول یہ ہے کہ قول صحابی بھی اگر حدیث رسول کے معارض ہو تو حدیث کے مقابلہ میں اس قول کو چھوڑ دیا جاتا ہے تو سوچئے جن کی حدیث کے خلاف صحابہ کی بات بھی نہ سنی جاتی ہو تو ان کے خلاف بعد کے کسی بزرگ مارو شما کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ (ذکر بالجہر ص ۱۰۵ مصدقہ منشا تابش قصوری، شرف قادری)

غلام صاحب اپنے آقاؤں کا ارشاد پلے باندھ لو۔ اب نام نہ لینا مگر عقل سے کورے غلام نے یہ ایک سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی گستاخی کر ڈالی کہ

آپ کے نزدیک سایہ کا منکر بشریت کا منکر ہے اور بشریت کا منکر سب کے نزدیک کافر ہے جیسا کہ تنقید متین میں ہے اگر حضرت شیخ عبد الحق دہلوی صاحب کی اس نقل کردہ روایت (دوبارہ عدم سایہ) کو آپ تسلیم کریں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ کے نزدیک کافر ٹھہریں گے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۴۰)

قارئین گرامی انصاف شرط ہے جب حضرت نے کہا ہی نہیں تو پھر حضرت سیدنا عثمانؓ پر فتوی لگانا ہماری طرف سے تو نہ ہو بلکہ ان کی اپنی ذاتی بات ہے لہذا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر فتوی لگانے کے پاداش میں رافضی ٹھہرے اور رافضی بریلوی فاضل صاحب کے نزدیک کافر ہیں لہذا آپ بھی کافر ٹھہرے۔ اسے کہتے ہیں اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے۔ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے غلام ہیں اور ان کی ناموس کا تحفظ کرنا اپنا ایمان سمجھتے ہیں اور سمجھتے رہیں گے اور آپ جیسے لوگوں کے منہ میں لگام دیتے رہیں گے۔ (ان شاء اللہ)

۶۴۔ غیر خدا کو رب کہنا کیسا ہے؟

اس پر ہم مفصل تبصرہ جاء الحق پر ایک نظر میں کر چکے ہیں غلام صاحب چونکہ آپ نے یہ لکھا ہے ہر ایک ادنی سمجھ والا شخص بھی جانتا ہے رب اور مربی ہونا اور ہے اور رب العالمین ہونا اور ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۲۱، ۲۲۲)

اس سے معلوم ہوا کہ بریلوی اس لئے اپنے بزرگوں کو رب سمجھتے ہیں اور کہتے بھی ہیں۔ تفصیلی کلام وہیں دیکھ لیں۔

۶۵۔ مسئلہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

غلام لکھتا ہے کہ ہمارے عقیدہ کی رو سے تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ولی کامل اور مجدد ہیں اور ہندوستان کے اندر علم حدیث پھیلانے والے ہیں۔

(تنقیدی جائزہ ص ۲۴۰)

غلام صاحب شاید آپ نے اپنے گھر کا معائنہ کبھی نہیں کیا ورنہ ایسی بات منہ سے نہ نکالتے کیونکہ آپ کے مفتی اقتدار نعیمی لکھتا ہے۔

مدارج کے مصنف شیخ عبدالحق محدث دہلوی نہ فقہاء میں شامل نہ صوفیاء میں بلکہ آپ

محدثین میں ہیں شریعت کی دلیل نہ صوفی کا قول نہ محدث کا۔ (العطایا الاحمدیہ ج ۲ ص ۶۸)

سعیدی لکھتا ہے۔ ان کو ایک محدث کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے ان کو فقیہ نہیں مانا گیا اور نہ ان کی کسی کتاب کو کتب فتاویٰ میں شمار کیا گیا ہے۔

(شرح مسلم ج ا ص ۹۳۰، ۹۳۱)

ہمارا ایک مضمون تھا ''شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کا مسلک'' وہ ہمارے دوست مفتی محمد مجاہد صاحب کی کتاب میں چھپا تھا ہم اس کو بھی یہاں نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ بریلوی حضرات کی بدعات کو تو وہ مٹاتے رہے مگر یہ لوگ اب تک اسے گلے لگائے ہوئے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدثؒ دہلوی کا مسلک اور بریلوی مسلک

نوٹ: بریلوی حضرات کی کئی جامع مساجد کے باہر لکھا ہوتا کہ یہ مسجد شیخ عبدالحق مدث دہلوی کے مسلک پر ہے۔

حالانکہ بریلوی مسلک اور محدث دہلوی کے مسلک میں زمین وآسمان کا فرق ہے مثلاً

ا۔ بریلوی حضرات آیت ''لیغفر لک اللہ'' کا ترجمہ کرنے میں گناہ کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنے کو حرام کہتے ہیں۔ اور اس کو کافر سمجھتے ہیں تفصیل کے لئے دست و گریبان ج ۲ کو ملاحظہ فرمائیں۔ جبکہ شیخ دہلوی نے اس کے ترجمہ میں گناہ کی نسبت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی ہے۔ (اشعۃ اللمعات ج ا ص ۱۳۷)

۲۔ بریلوی حضرات بدعات پر حسنہ کا لیبل لگا کر قبول کر لیتے ہیں جبکہ شیخ دہلوی فرماتے ہیں ''ہر بدعت ضلالت ہے یا ضلالت کا سبب۔ (اشعۃ اللمعات ج ا ص ۱۵۰)

مزید لکھتے ہیں سنت کو مضبوطی سے تھامنا اگرچہ وہ چھوٹی ہو بہتر ہے بدعت کو پیدا کرنے سے اگرچہ وہ حسنہ ہی کیوں نہ ہو کیونکہ سنت کے اتباع سے نور آتا ہے اور بدعت میں گرفتار ہونے سے ظلمت۔ (اشعۃ اللمعات ج ا ص ۱۵۸)

دوسری جگہ فرماتے ہیں از بدعت پرھیز واجتناب نمود کہ بدعت سے پرہیز اور اجتناب کرو۔ (شرح فتوح الغیب ص۲۰)

۳۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ سواد اعظم کی پیروی کرو۔ بریلوی حضرات سواد اعظم سے مراد عوام کی اکثریت لیتے ہیں جبکہ شیخ دہلوی فرماتے ہیں ''لوگوں کو اس بات کی ترغیب دی گئی ہے کہ اس کی اتباع کرو جس طرف اکثر علماء ہوں۔

(اشعۃ ج ۱ ص ۱۵۴)

بریلوی زہر کا پیالہ پی سکتے ہیں اپنے علماء کی کثرت نہیں دکھا سکتے نہ ان کے مدارس زیادہ ہیں نہ علماء۔

۴۔ بریلوی حضرات نماز کے بعد مصافحہ کے قائل اور اس پر عمل پیرا ہیں جبکہ شیخ دہلوی فرماتے ہیں کہ ''بعض لوگ نماز کے بعد یا جمعہ کے بعد مصافحہ کرتے ہیں یہ کوئی چیز نہیں۔ یہ بدعت ہے وقت کو خاص کرنے کی وجہ سے بہر حال مطلقاً مصافحہ کا سنت ہونا وہ باقی ہے پس یہ ایک وجہ سے سنت ہے اور دوسری وجہ سے بدعت۔ (اشعۃ ج ۴ ص ۲۲)

اصول یہ ہے کہ جب معاملہ سنت و بدعت میں متردد ہو جائے اس کا ترک بہتر ہے۔

(شامی ج ۱ ص ۶۰۰)

۴۔ بریلوی ''غراب ابقع'' سے ''شہری کوا'' مراد لیتے ہیں اور ''عقعق'' سے جنگلی کوا'' مراد لیتے ہیں جبکہ شیخ دہلوی نے ''غراب ابقع'' کو جنگلی کوا کہا ہے۔

(اشعۃ ج ۲ ص ۳۹۹)

(یعنی شیخ دہلوی کے نزدیک جو حرام ہے وہ بریلوی مسلک کے ہاں حلال ہے)

۵۔ بریلوی حضرات بڑی شدومد سے قبروں پر قبوں کے جواز کے قائل ہیں جبکہ شیخ دہلوی فرماتے ہیں۔ ''قبر کے اوپر عمارت اور قبہ نہ بناؤ کیونکہ یہ ساری بدعات ہیں اور مکروہ

مخالف طریقہ رسول اللہ ہیں۔ (شرح سفر السعادہ ص ۳۴۹)

۶۔ بریلوی حضرات تیسرے دن کی قل خوانی کے بڑی شدت سے قائل و فاعل اور اس پر عمل کرنے والے ہیں لیکن شیخ دہلوی لکھتے ہیں۔ یہ تیسرے دن کا مخصوص اجتماع اور دوسرے تکلفات کرنا (جیسے آج کل دیگیں پکائی جاتی ہیں یا بقول اعلیٰ حضرت چنے تقسیم کئے جاتے ہیں) اور یتیموں کا مال بغیر وصیت استعمال کرنا بدعت و حرام ہے۔

(شرح سفر السعادہ ص ۳۵۲)

۷۔ بریلوی حضرات تعزیت کے لئے دروازوں اور گلیوں میں دریاں بچھا کر بیٹھ جاتے ہیں جبکہ شیخ دہلوی فرماتے ہیں ''تعزیت کے لئے دروازے پر یا راستے پر بیٹھنا بہت سخت مکروہ ہے کیونکہ یہ جاہلیت کا کام ہے۔ (شرح سفر السعادہ ص ۳۵۲)

۸۔ آج کل بریلوی میت کے ایصال ثواب کے لئے اکٹھ کرتے ہیں اور بیٹھ کر ختم کرتے ہیں لیکن شیخ دہلوی فرماتے ہیں پہلے لوگوں کی عادت نہ تھی کہ وہ میت کے لئے نماز کے وقت کے علاوہ جمع ہوں اور قرآن پڑھیں اور نہ وہ قبر پر یا اس کے علاوہ ختم کرتے تھے یہ تمام بدعت ہے۔ (شرح سفر السعادہ ص ۳۵۱، ۳۵۲)

۹۔ بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اختیارات دیئے گئے تھے۔ اسی وجہ سے آپ نے ایک اعرابی کا کفارہ معاف فرما کر اسے فرمایا کہ یہ کھجوریں خود ہی کھالو کفارہ دینے کی ضرورت نہیں۔ جبکہ شیخ دہلوی فرماتے ہیں ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ تھا کہ ابھی تم کھالو بعد میں کفارہ ادا کر دینا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲۳۳)

۱۰۔ ہمارے بریلوی دوست قبر کو بوسہ بھی دیتے ہیں سجدے بھی کرتے ہیں۔ جبکہ شیخ دہلوی فرماتے ہیں ''بوسہ اور سجدہ وغیرہ قبر کو حرام و ممنوع ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۲۴)

۱۱۔ بریلوی حضرات نوافل کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے قائل ہیں جبکہ شیخ

دہلوی فرماتے ہیں" باجماعت نفل ادا کرنا مکروہ ہے۔ (ماثبت بالسنہ شہر رمضان)

۱۳۔ بریلوی حضرات عام طور پر کہہ دیتے ہیں کہ صحابہ کرام سے کسی چیز کا ثابت نہ ہونا یہ دلیل نہیں ہوتا کہ وہ کام غلط ہے ناجائز ہے۔ اس اصول سے اہل بدعت ساری بدعات کو سہارا دیتے ہیں جبکہ شیخ دہلوی فرماتے ہیں" جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے نفل باجماعت ادا کرنے کی کوئی روایت نہیں ہے تو معلوم ہو گیا کہ اس میں کوئی فضیلت و برتری نہیں (معلوم ہو گیا کہ شیخ محض اس وجہ سے نفل باجماعت کا رد کر رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے اس عمل کا ثبوت نہیں)

(ماثبت بالسنہ شہر رمضان)

۱۴۔ بریلوی حضرات لفظ مکر کا اللہ کے لئے استعمال کرنا الحاد و بے دینی اور کفر سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ شیخ دہلوی لکھتے ہیں خدا کے مکر کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کو معصیت میں رکھے اور اس پر ناز و نعمت کے دروازے کھول دے تاکہ وہ مغرور و غافل ہو جائے۔

(تکمیل الایمان ص ۱۸۸)

۱۵۔ بریلوی حضرات کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے اس کے خلاف کرنے پر خدا کو قدرت ہی نہیں جو یوں کہے وہ کافر و مرتد وغیرہ ہے تفصیل کے لیے دیکھئے ردسیف یمانی فہارس فتاویٰ رضویہ، تفسیر نعیمی ج ۷ انوار آفتاب صداقت۔ جبکہ شیخ دہلوی ہیں اس نے خبر دی ہے کہ مطیعوں کو ثواب دیتا ہوں اور عاصیوں کو عتاب کرتا ہوں اسی طرح ہوگا جو اس نے فرما دیا ہے لیکن اس کے اوپر واجب نہیں ہے اگر بالفرض اس کے خلاف کرے تو کسی کو مجال نہیں کہ کہے کہ ایسا کس واسطے کیا۔ (تکمیل الایمان ص ۶۰)

شیخ یہ بھی لکھتے ہیں کہ عقل کو یہ بھی اختیار نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس بخشش کے حکم کے سامنے دریافت کرے کہ کافر کو کیوں بخشش دیا اسے پہلے کیوں بخشا اور اسے بعد میں کیوں

بخشا (تکمیل ایمان ص ۱۰۸) اس سے بھی معلوم ہوا کہ شیخ کے نزدیک خدا کفار کی بخشش پر قدرت رکھتا ہے اگر چہ کرے گا نہیں۔

۱۶۔ بریلوی حضرات معجزہ کو نبی و رسول کا فعل سمجھتے ہیں جبکہ شیخ دہلوی لکھتے ہیں ''معجزہ خدا کا فعل ہے نہ کہ فعل رسول کا۔ (تکمیل الایمان ص ۱۱۶)

۱۷۔ بریلوی حضرات کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ لعیہ وسلم کو قیامت کا مقررہ وقت بتا دیا گیا (مطالعہ کریں؟ مقیاس حنفیت) جبکہ شیخ دہلوی لکھتے ہیں قیامت کا مقررہ وقت اللہ علام الغیوب کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۲۲)

۱۸۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام انسانی شکل میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ قیامت کب آئے گی۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ''جس سے سوال کیا گیا وہ سائل سے زیادہ نہیں جاننے والا یعنی جیسے سوال کرنے والا لاعلم ویسے جواب دینے والا بھی اس مسئلے میں علم نہیں رکھتا مگر ہمارے بریلوی حضرات کو شاید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب پسند نہ آیا وہ لکھتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اے جبرائے قیامت سے تو بھی بے خبر نہیں اور میں بھی بے خبر نہیں تو بھی جانتا ہے میں بھی جانتا ہوں (مقیاس) جبکہ شیخ دہلوی پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کے بارے میں لکھتے ہیں۔'' میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اور تو (جبرائیل) دونوں اس کو (قیامت کو) نہ جاننے میں برابر ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۴۵)

حضرت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ کی مزید چند باتیں۔

۱۹۔ مشغول شدن بغیر خدا و طلب کردن آنرا شرک است

(شرح فتوح الغیب ص ۲۹۲)

غیر خدا کے ساتھ مشغول ہونا اور اس سے مانگنا شرک ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں ہر کسے کہ جز مولائے تست غیر اوست۔ (شرح فتوح ص ۸۵)

جو بھی تیرے مولی (تعالیٰ) کے بغیر ہے وہ غیر ہے اسکا۔

تواب بریلوی لکھیں غیر خدا سے مانگ کر شیخ کے نزدیک بھی شرک میں پڑے ہیں۔

۲۰۔ بریلوی حضرات تو رسول کو انسان ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ جو نبی کو بشر کہے اسے فورا کافر کہہ دیتے ہیں جیسا کہ خزائن العرفان، نور العفان، رشد الایمان، وغیر ہا کئی کتب میں لکھا ہے۔ مگر شیخ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے اپنے رسول بھیجے۔

(تکمیل ایمان ص ۱۰۹)

۲۱۔ بریلوی کہتے ہیں کہ پیر کا روزہ میلاد کی خوشی کی دلیل ہے شیخ دہلویؒ لکھتے ہیں دوشنبہ بزرگ ایام سے ہے کہ اس میں بندوں کے اعمال درگاہ رب العزت میں پیش کئے جاتے ہیں ولہذا سید الکائنات صلوات اللہ وسلامہ علیہ اکثر اس روز روزہ رکھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسی دن اعمال بندگان درگاہ ذوالمنان میں پیش کئے جاتے ہیں اور میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے اعمال اس حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ دار ہوں۔

(تاریخ مدینہ ص ۲۷۹ نوری کتب خانہ لاہور)

۲۲۔ بریلوی حضرات درود ابراہیمی کو نماز سے باہر پڑھنا گناہ بلکہ کبیرہ، ناجائز، مکروہ تحریمی وغیر ہا سمجھتے ہیں۔ دیکھئے تفسیر نعیمی ج ۶ ص ۱۱۰ تنقیدات علی مطبوعات ص ۲۱۰

مگر شیخ فرماتے ہیں بعض علماء کہتے ہیں کہ ان سب میں وہ صیغہ جو بعد تشہد کے پڑھا جاتا سب سے افضل ہے اور وہ احادیث صحیحہ میں کیفیات مخصوصہ پر وارد ہوا ہے چنانچہ ان کا ذکر آئے گا اور ہر ایک حصول مقصود میں کافی ووافی ہے اس باب میں سب سے ظاہر تر و مشہور تر صیغہ یہ ہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابرہیم وعلی آل ابرہیم و بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابرہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید۔ سبکی رحمۃ اللہ علیہ جو علماء شافعیہ میں

سے ہیں کہتے ہیں کہ جس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ان صیغوں سے بھیجا جو تشہد میں پڑھا جاتا ہے بے شک اس نے اس طرح درود بھیجا جس طرح وہ مامور کیا گیا ہے۔ یقیناً اس نے وہ ثواب حاصل کر لیا جو صلوۃ نبوہ پر وعدہ دیا گیا۔ لہٰذا اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افضل درود شریف بھیجے گا اگر وہ تشہد والا درود پڑھ لے کے تو عہدہ اس قسم سے بری ہو جائے گا۔ (تاریخ مدینہ ص ۲۸۴،۲۸۳)

ظاہر ہے کہ یہ نماز سے باہر کی بات ہو رہی ہے نہ کہ اندر کی کیونکہ قسم تو باہر ہی پوری کرے گا نہ کہ نماز کے اندر۔

۲۳۔ شیخ لکھتے ہیں اللہ حاضری اللہ ناظری۔

(اخبار الاخیار ص ۲۰۰ نوریہ رضویہ سکھر)

شیخ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہہ رہے ہیں جبکہ بریلوی مسلک میں یہ تو بہت بڑا جرم ہے اور تفصیل کے لئے ہدیہ بریلویت کا مطالعہ فرمائیں۔

۲۴۔ شیخ دہلوی اپنے مکاتیب میں لکھتے ہیں سلام زائراں بے واسطہ بسمع شریف میر سید واز دیگراں بواسطہ ملائکہ سیاحین کہ حضرت عزت الیشاں را بہ تبلیغ صلواۃ وسلام از امت بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر گماشتہ است چنانچہ در حدیث واقع شدہ است۔

(اخبار الاخیا مع مکتوبات ص ۳۱۶)

یعنی کہ زیارت کرنے والوں کا صلوۃ وسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرماتے ہیں اور باقی لوگوں کا صلوٰۃ وسلام فرشتے جو پھرتے ہیں امت کا صلوٰۃ سلام پہنچاتے ہیں وہ لے کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔

مگر رضا خانی تو ہر جگہ سے آپ کے ہی سننے کے قائل ہیں۔ (العیاذ باللہ)

۲۵۔ شیخ لکھتے ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ

عنہما کے فوت ہونے کے وقت حاضر نہیں تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی تیمارداری کے لئے مدینہ منورہ چھوڑ کر خود جنگ بدر کو تشریف لے گئے تھے۔

(تاریخ مدینہ ص ۱۷۵)

مگر رضا خانی نسل تو حاضر و ناظر سمجھتے ہے جبکہ شیخ لکھ رہے ہیں کہ آپ حاضر نہ تھے۔

۲۶۔ رضا خانی حضرات شیخ کو رد کرتے ہیں اور مسئلہ مختار کل کے شد و مد سے قائل ہیں مگر شیخ لکھتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب اصحاب رضوان علیہم اجمعین کے دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا سوائے دروازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تو سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حضور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور ان کی آنکھوں میں آنسو تھے اور یہ کہتے تھے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے چچا کو باہر پھینکا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا تو آپ نے فرمایا چچا میں مامور ہوں مجھے اس امر میں اختیار نہیں۔ (تاریخ مدینہ ص ۱۱۳،۱۱۴)

آگے لکھتے ہیں مجھ کو مدینے آنے اور مسجد بنانے میں کچھ اختیار نہیں تھا میں وہی کام کرتا ہوں کہ جس کا مجھے حکم آتا ہے اور میں سوائے اللہ کے جتلائے اور کچھ نہیں جانتا۔

(تاریخ مدینہ ص ۱۱۵)

ایک جگہ لکھتے ہیں۔

نماز کے بعد آپ نے دعا نہایت طویل کی جب وہاں سے پھرے تو آپ نے فرمایا میں نے پروردگار عالم سے تین دعائیں کی ہیں ایک تو یہ کہ میری امت کو قحط میں مبتلا کر کے نہ مار دوسرا یہ کہ عذاب غرق ان پر مسلط نہ فرما تیسرا یہ کہ میری امت آپس میں قتال نہ کرے پہلی دو تو منظور فرمائی گئیں اور تیسری کی بابت مجھے منع کیا گیا۔ (تاریخ مدینہ ص ۱۴۶)

معلوم ہو گیا کہ مختار کل صرف اللہ ہے۔

۲۷۔ تو موالی سید کم سے اہل بدعت نے میلاد میں قیام پر دلیل بنائی ہے مگر شیخ فرماتے ہیں محققین کہتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اتنی طاقت نہ تھی کہ بغیر کسی اعانت سے سواری سے اتریں تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اٹھواور اس کو اتارلاؤ اسی سبب سے یہ حکم خاص اسی جماعت کی نسبت تھا نہ سارے حاضرین کو۔ (تاریخ مدینہ ص ۱۴۴)

ہم اس پر اور بھی بہت کچھ لکھ سکتے ہیں مگر فی الحال یہی کافی ہے ضرورت پڑی تو اور بھی لکھا جائے گا اس سے اس غلام کا چہرہ بے نقاب ہو گیا کہ اس مجدد کی کتنی باتوں سے تمہیں انکار ہے۔ مجدد تو دین کو تحریفات اور تخریبات سے بچانے آتا ہے مگر تم تو اس سے دور ہو تو مجدد کیسے مانا تم نے؟

٦٦۔ کیا شیطان حاضر و ناظر ہے

غلا منے ہمارے اکابر پر اتہام لگایا ہے کہ اب سوال یہ ہے کہ یہی صفت علم غیب نبی کریم علیہ السلام کے لئے ماننا شرک ہے اور شیطان کیلئے ماننا شرک نہیں حالانکہ غیر خدا ہونے میں سب برابر ہیں۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۴۵)

غلام صاحب ہم نے کہیں بھی شیطان کو حاضر و ناظر ہر جگہ ہر لحہ نہیں مانا ہاں اتنی بات ہے کہ شیطان وملک الموت کو ان کے دائرہ کار کا علم رب نے دیا ہے۔ مگر ہم نے ان کو ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر نہیں مانا مگر سوال یہ ہے کہ ہر جگہ خدا کو ماننا تو بے دینی سمجھتے ہو۔ مگر اپنے مرشد ابلیس کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانتے ہو۔ دیکھئے نور العرفان اور انوار ساطعہ

اب بتاؤ کیا تم شیطان کے پرستار ہو؟ کیا تم خدا سے بھی زیادہ شیطان سے عقیدت رکھتے ہو؟ یا عقیدت ہے تو کم مگر اس صفت میں شیطان کو بڑھاتے ہو؟

وجہ کیا ہے۔

۶۷۔ غلام کا جھوٹ

غلام کہتا ہے دیو بند کے شیخ الاسلام کا ابراہیم علیہ السلام کے لئے علم کلی تسلیم کرنا۔

وہ کہتے ہیں اس طرح کائنات علویہ اور سفلیہ کے نہایت محکم اور عجیب وغریب نظام ترکیبی کی گہرائیوں پر بھی اس کو مطلع کر دیا تاکہ اسے دیکھ کر خدا تعالیٰ کے وجود و واحدانیت وغیرہ پر اور تمام مخلوقات سماوی وارضی کے محکومانہ عجز و بیچارگی پر استدلال اور اپنی قوم کے عقیدہ کواکب پرستی وہیاکل سازی کو علی وجہ البصیرت رد کر سکیں اور خود بھی حق الیقیں کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوں۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۴۹)

اس غلام سے کوئی پوچھے کہ کیا علم کلی اتنا ہی ہوتا ہے؟ اور اگر وہ یہی کہے کہ نہیں تو پھر جھوٹ کیوں بولا اور اگر وہ کہے ہاں تو پھر ثابت کرے علوم خمسہ کی بات تو اس میں ہے نہیں اور دیگر کئی باتیں اس میں نہیں ہیں مثلاً قرآنی علوم، قیامت کے واقعات وغیرہا تو یہ علم کلی کیسے ہوا یہ جناب کا جھوٹ ہے اور جھوٹ پر یقیناً آپ لعنت خداوندی کے مستحق بن گئے ہیں۔

۶۸۔ کیا یہ بریلویانہ عقائد رکھتے ہیں

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا یار محمد بندیالوی، مولانا غلام محمد گھوٹوی، حضرت خواجہ شمس العارفین شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ وغیرہ جیسے سینکڑوں علماء جن کی نظیر پیش کرنے سے زمانہ قاصر ہے ہمارے مکتبہ فکر سے متعلق ہیں یعنی ان کے وہی عقائد ہیں جن کو تم بریلویانہ عقائد کہتے ہو۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۸۵، ۲۸۶)

غلام صاحب یہ جھوٹ ابھی ہم واضح کر دیتے ہیں۔

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی۔ یہ تو امکان نظیر کے قائلین کو ماجور مثاب سمجھتے ہیں جبکہ تم اس عقیدہ کو انکار ختم نبوت سمجھتے ہو دیکھئے دیو بندیوں سے لاجواب سوالات ص ۱۰۵۲،

ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۲۵ وغیرہا۔ تو کیا پیر صاحب بریلوی ہوئے۔

پیچھے ہم نے تفصیل سے کلام کیا کہ تمہارے بقول پیر صاحب نے حسام الحرمین دیکھنے کے باوجود اکابر دیوبندی کی تکفیر نہ کی تو تمہارے حسام الحرمین سے ان کا ایمان نہ رہا۔

تم قبروں والوں سے مانگتے ہو مگر پیر صاحب اس کو بت پرستوں کے مشابہ اور نا جائز قرار دیتے ہیں (اعلاء کلمۃ اللہ ص ۶۷) تم بشر کہنے والوں کو کافر کہتے ہو مگر وہ بشریت کو متضمن کمال سمجھتے ہیں اسی طرح وہ مختار کل کے بھی منکر ہیں وغیرہا کئی مسائل پیش کئے جا سکتے ہیں اور مولوی غلام محمد گھوٹوی صاحب پر تفصیلی کلام پیچھے ہو چکا ہے اور باقی حضرات پر گفتگو کی ضرورت نہیں کیونکہ مدعی تو آپ ہیں تو آپ کو دلائل دینے چاہیں ہم جواب دیں گے اور یار محمد بندیالوی صاحب تو ہمارے شاگرد ہیں لہٰذا ان کی بات کی ضرورت ہی نہیں اس لئے کہ تمہارے اقتدار نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ وہابی سے پڑھنے والا بھی وہابی ہوتا ہے دیکھئے تفصیل ''پیر نصیر الدین نصیر وہابی ہے'' میں۔

۶۹۔ متکبر کون؟

غلام لکھتا ہے اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ابلیس کا کام ہے نہ کہ انسان کا تو یوں کہا جائے کہ تکبر شیطان کا کام ہے نہ کہ مسلمان کا۔ (تنقیدی جائزہ ص ۲۸۹)

غلام صاحب فاضل بریلوی سے بڑا متکبر کون ہوگا وہ تو حدائق بخشش میں اپنی تعریفوں میں رطب اللسان ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمان نہیں بلکہ شیطان ہے۔

وہ لکھتا ہے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیتے ہیں

(حدائق بخشش ص ۴۴)

فتاویٰ رضویہ کے مقدمے میں متکبر صاحب بریلوی یہ بات کہتے ہیں کہ جو میں لایا ہوں وہ پہلوں سے ممکن نہیں۔

اور سوال میں سائل نے سید ولد آدم سید الانس والجان کہا مگر اس متکبر نے اپنے لئے اس کو قبول فرمایا اور رد نہ کیا۔تو اس سے بڑا تکبر کیا ہوگا کہ انبیاء کرام بالخصوص سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل پر ڈاکہ مارنے کی جسارت کی جائے۔(العیاذ باللہ)

۷۰۔ غلام کا کہنا تکفیر صرف مجتہد سے

غلام فتح القدیر کے حوالے سے لکھتے ہیں فقہاء کے کلام میں تکفیر کافی پائی جاتی ہے لیکن ان فقہاء کے کلام میں نہیں پائی جاتی جو مجتہد ہیں بلکہ دوسروں کے کلام میں پائی جاتی ہےاور دوسروں کا اعتبار نہیں۔ (تنقیدی جائزہ ص ۳۰۰)

چلو ہم مجتہد سے ہی نقل کر دیتے ہیں۔

چنانچہ امام حکیم شداد بن حکیمؒ (التوفی ۲۱۰ھ) کا ایک خاص موقع پر ایک مخصوص قسم کا جھگڑا اپنی بیوی سے پیش آیا۔ بیوی نے ان پر الزام لگایا کہ آپ نے ایسا کیا ہے۔شداد نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا۔ جب بیوی بضد ہوئی تو شداد نے کہا کہ کیا تو غیب جانتی ہے؟ وہ بولی ہاں غیب جانتی ہو۔شداد کے دل میں اس سے شبہ پیدا ہوا کہ انہوں نے حضرت امام محمدؒ کو خط لکھا انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ تمہاری بیوی کافر ہو چکی ہے لہٰذا نکاح کی تجدید ہوگی۔ (جواہر المضیہ ج ا ص ۲۵۶ وفتاوی قاضی خان ج ۴ ص ۸۸۳)

اب امام محمدؒ تو مجتہد ہیں وہ ادعاء علم غیب پر کافر ہونے کا فتویٰ دے رہے ہیں یہ آپ کو منہ مانگی موت ملی ہے۔باقی قاضی خان رحمہ اللہ بھی کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔

ان کے بارے میں فاضل بریلوی خود لکھتے ہیں۔فانہ فقیہ النفس۔

(فتاویٰ رضویہ ج ا ص ۲۰۶ قدیم)

ایک جگہ لکھتے ہیں۔

علیک بمافی الخانیہ فان قاضی خان من اہل التصحیح والترجیح۔

(فتاویٰ رضویہ ج ۸ص ۱۳۲ قدیم)

فتاویٰ قاضی خان میں جو کچھ ہے اس کو لازم پکڑو کیونکہ قاضی خان اہل تصحیح اور ترجیح میں سے ہیں۔

تو وہ قاضی خان لکھتے ہیں کسی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کیا تو خداوند کا راز اور بھید جانتا ہے وہ بولا ہاں جانتا ہوں تو الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ وہ شخص کافر ہو گیا کیونکہ سر اور غیب ایک ہی چیز ہے اور جس نے علم غیب کا دعویٰ کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

(قاضی خان ج ۴ص ۸۸۳)

لہٰذا غلام صاحب خیر مناؤ اور توبہ تائب ہو جاؤ

غلام کہتا ہے کہ بحر الرائق اور عالمگیری کی عبارت کہ آدمی شادی میں آپ علیہ السلام کو گواہ بنائے تو کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے یہ اعتقاد رکھا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے ہیں یہ تو تمہارے بھی خلاف ہے کیونکہ مطلق علم غیب پر فتویٰ ہے جبکہ اس میں جزئی بھی تو آ گیا اور جزئی تم بھی مانتے ہو لہٰذا تم بھی کافر۔ (ملخصا تنقیدی جائزہ ص ۳۰۱)

بات مطلق ہو رہی ہے اور اتنی بھی سمجھ آپ کو نہیں کہ مطلق بولا جائے تو کامل مراد ہوتا ہے تو فرد کامل علم سے کلی ہی ہے نہ کہ جزئی۔ باقی رہی یہ بات کہ شامی نے پھر کیوں بعض غیب کو جانتے کہ کر تاویل کی ہے شامی نے مسلمان آدمی کے اس قول کے بچانے کی پوری کوشش کی ہے کہ شاید اس کا گمان یہ ہو گا کہ انبیاء کرام کو چونکہ بعض باتوں کی خبر دی جاتی ہے اس لئے یہ بھی ہوسکتا ہے یہ بھی ان کو خبر سی گئی اس لیے کفر نہ ہوگا۔ مگر علامہ شامی کو کیا معلوم

کہ اہل بدعت تو علم کلی کا دعویٰ کرتے ہیں اور مانتے ہیں مثلاً

۱۔ آپ کو کلی علوم حاصل ہیں۔ (انوار قمریہ ص ۱۳۹)

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہر مسلمان کو غیب کلی تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

(مقیاس حنفیت ص ۴۶۷)

۳۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے کلی علم غیب عطا فرمایا۔ (رشد الایمان ص ۹۹)

۴۔ نبی کریم کو غیب کلی کا علم حاصل تھا۔ (مقیاس حنفیت ص ۳۳۳)

اس قسم کے کئی دعاوی ہم بریلویوں سے نقل کر سکتے ہیں تو شامی کی تاویل بھی تمہیں فائدہ نہ دے گی بلکہ تمہیں پارسل کرا کے چھوڑے گی۔

شامی کی بات سے معلوم ہوا کہ علم کلی ماننے والوں کو وہ بھی نہیں بچاتے بلکہ وہ بھی آگے ہی بلتی ہوں گے۔ معلوم ہو گیا کہ غیر خدا کے لیے علم غیب کلی ماننے والوں پر بریلویوں کی منہ مانگی موت تکفیر کا فتویٰ مجتہد حضرات سے بھی مل گیا۔

۱۷۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

ایک تو غلام نے ان کو خاتم المفسرین والمحدثین لکھا ہے۔ (تنقیدی جائزہ ص ۳۰۶)

حالانکہ دوغلا پن دکھایا کہ اکابر بریلویہ تو ان کو بہت برا کہتے ہیں مثلاً عمر اچھروی نے جو الزامات شاہ ولی اللہ رحمہ پر لگائے اس کے بعد لکھا کہ ان کے اثرات شاہ عبدالعزیز پر بھی تھے۔

(مقیاس حنفیت ص ۵۷۸)

اقتدار نعیمی لکھتا ہے۔

اہل علم حضرات فرماتے ہیں چار حضرات کی باتیں قابل تحقیق ہیں اکثر غلط ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) شاہ ولی اللہ (۲) شاہ عبدالعزیز۔

(تنقیدات علی مطبوعات ص ۴۷)

ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔

ان کا تو اپنا کوئی مضبوط نظریہ نہیں (ایضاً ص ۱۲۳)

ایک جگہ یوں شفقت فرماتے ہیں۔

عبدالعزیز خود مشکوک شخصیت ہیں۔ (ایضاً ص ۱۸۰)

اور دوسری بات یہ ہے کہ شاہ صاحب کی پوری بات نقل نہیں کی اور اس لئے دھوکہ دیا ہے۔

شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نور نبوت کی وجہ سے ہر دیندار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے الخ۔

مگر آخر سے عبارت کو چھوڑ دیا جو آپ کے ہم مسلک مولوی عبدالرزاق بھترالوی نے نقل کی ہے وہ لکھتے ہیں اس بیان (جتنا غلام نے بھی نقل کیا ہے) کے بعد شاہ صاحب فرماتے ہیں تمام انبیاء کرام کو ان کی امتوں کے اعمال پر مطلع کیا گیا ہے فلاں آج اس طرح کر رہا ہے اور دوسرا شخص اس طرح کر رہا ہے ان کو مطلع کرنے کی یہ وجہ ہے وہ بھی قیامت کے دن گواہی دے سکیں۔ (نجوم الفرقان ج ۴ ص ۴۸)

شاہ صاحب کے بیان سے معلوم ہوا کہ انبیاء کو قیامت میں گواہی کے لئے عرض اعمال کیا جاتا ہے اور یہی ہم کہتے ہیں کہ انبیاء کی شہادت عرض اعمال کی بنیاد پر ہوگی نہ کہ حاضر وناظر ہونے کے اعتبار سے۔ اور یہی شاہ صاحب کا مقصود تھا جو وہ اوپر بیان کر رہے تھے۔ باقی بھترالوی نے ''بھی'' لفظ بڑھا کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ باقی انبیاء عرض اعمال کی بنیاد پر گواہی دیں گے اور آپ علیہ السلام نور نبوت سے ملاحظہ فرمانے کی وجہ سے حالانکہ شاہ صاحب رحمہ اللہ نے مطلقاً انبیاء کرام کی بات کی جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی آئے ہیں کہ گواہی عرض اعمال کی بنیاد پر ہوگی تو سیالوی صاحب کے غلام استاد دھوکہ دینے کی ضرورت کیا ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ آپ باطل پر ہیں۔

۷۲۔ غلام کا پھنسنا

غلام نے ایک جال بنایا کہ تمام زبانوں کا علم ہونا یہ ایک کمال ہے۔

(تنقیدی جائزہ ص ۳۱۷)

اور دوسری جگہ خود لکھتے ہیں اعتراض یہ نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے لئے تمام بولیوں کا علم تسلیم نہ کرنا گستاخی ہے۔ (تنقیدی جائزہ ۳۱۶)

اب اس غلام سے کوئی پوچھے کہ جو نبی کے کا منکر ہو وہ گستاخ کیوں نہیں ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ غلام کے نزدیک انبیاء کے کمالات کا منکر گستاخ نہیں ہوتا عاشق ہوتا ہے جبکہ ہم تو کہتے ہیں جو سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا منکر ہو وہ پرلے درجے کا بے ایمان ہے یہ ہے غلام کا مذہب جس کے لئے وہ اتنی کوشش و محنت کر رہا ہے۔

۷۳۔ غلام کی ایک اور خیانت کہ خضر علیہ السلام کو غیر نبی بنادیا۔

غلام لکھتا ہے کہ مولوی سرفراز صاحب نے یہ ثابت کرنے کے لے کہ انبیاء ان علوم میں جن پر ان کی نبوت موقوف نہیں ہوتی غیر انبیاء سے استفادہ کر سکتے ہیں اس سلسلے میں انہوں نے موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا ذکر کیا ہے حالانکہ جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ وہ نبی ہیں الخ (تنقیدی جائزہ ص ۳۱۸)

غلام نے اپنی کتاب کا سائز بڑا کرنے کے لئے دھوکہ و خیانت کا ارتکاب کیا ہے اور جھوٹ بھی جا بجا بولے ہیں ہم کافی سارے نقل بھی کر چکے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے اصل عبارت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی یوں ہے۔

رہے وہ علوم جن پر علم نبوت و رسالت کا مدار نہیں تو ان میں کسی نبی کا انسانوں میں سے کسی سے کچھ سیکھنا محل انکار نہیں آخر سیدنا حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے بعض

تکوینیات کا علم سیدنا خضر علیہ السلام سے حاصل کیا تھا۔ جیسا کہ قرآن کریم اور صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ (عبارات اکابر ص ۱۸۱)

آپ دیکھیں قارئین گرامی قدر کتنا بڑا دجل وفریب ہے حضرت نے تو صرف انسان لکھا ہے مگر اس ظالم وسفیہ نے غیر انبیاء کر دیا ہے اور کئی صفحات حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کے ثابت کرنے پر لگا دیئے ہیں۔ غلام صاحب ہم نے تو انکار نبوت نہیں کیا آپ کے والد صاحب نے تو کئی انبیاء کی نبوت پر ہاتھ صاف کیا ہے اگر یقین نہ آئے تو اپنے خلاف لکھی ہوئی کتابیں ملاحظہ مالیں۔ تصریحات بجواب تحقیقات وغیرہا آپ کے والد کے بارے میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ سیالوی صاحب نے کئی انبیاء بلکہ سب کی نبوت کا انکار کیا ہے۔

۷۴۔ امام سیوطیؒ پر جھوٹ

غلام صاحب نے ایک جھوٹ امام سیوطیؒ کے نام پر بھی بولا ہے غلام لکھتا ہے۔

امام سیوطی الحاوی للفتاوی میں اپنے رسالہ تنویر الحلک فی رویۃ النبی والملک میں فرماتے ہیں کہ تکفیر کی وجہ یہ ہے کہ اس نے حدیث متواتر لانکاح الابشھود کا انکار کیا۔ الخ

(تنقیدی جائزہ ص ۳۰۴)

حالانکہ پورا رسالہ گواہ ہے امام سیوطیؒ نے ایسا ہر گز نہیں لکھا یہ بھی جھوٹ بول کر اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا ہے۔

۷۵۔ فاضل بریلوی کی اخلاقی پستی

چونکہ غلام کو آرام نہیں آیا اس لئے مزید کچھ گولیاں اور کیپسول حاضر خدمت ہیں۔

ابھی تقریبا ساڑھے تین برس کی عمر ہے ایک نیچا کرتا پہنے باہر سے دولت خانہ کی طرف چلے

جا رہے تھے کہ سامنے سے کچھ بازاری عورتوں کا گزر ہوا ان پر نظر پڑنے ہی ساڑھے تین برس کے امام نے اپنا لمبا کرتا اٹھایا اور دامن سے آنکھیں چھپالیں یہ غیورانہ انداز دیکھ کر ان عورتوں نے تضحیکانہ طور پر کہا واہ میاں صاحب زادے نظر ڈھک لی اور ستر کھول دیا۔

(المیزان کا احمد رضا نمبر ۲۳۲)

فاضل بریلوی کے یہ عادت تھی۔

مفتی احمد یار نعیمی لکھتے ہیں آپ کی بچپن سے عادت رہی کہ اجنبی عورتیں اگر نظر آجاتیں تو کرتے سے دامن سے اپنا منہ چھپا لیتے۔

(سیرت اعلیٰ حضرت ص ۴۷)

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ بچپن کی عادت کم چھوٹتی ہے۔ (تلخیص فتاویٰ رضویہ ص ۴۳۲)

ستر دکھانے پر ماں کی حوصلہ افزائی:

اگر گھر میں آپ کبھی اچانک داخل ہوتے اور وہاں پر محرم خواتین کو بیٹھا دیکھتے تو فوراً اپنے کرتے سے چہرہ چھپا کر ایک طرف نکل جاتے یہ طرز عمل دیکھ کر آپ کی والدہ محترمہ نہال ہو جاتیں اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازتیں۔ (سیرت پاک اعلیٰ حضرت ص ۴۰)

عورتوں کو تاڑنا:

فاضل صاحب کہتے ہیں میں نے خود دیکھا گاؤں میں ایک لڑکی 18 یا 20 برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس وقت نہ چھڑایا تھا ماں ہر چیز منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی۔ (ملفوظات حصہ سوم ص ۱۳۱۱ اکبر بک سیلرز)

اتنی کارروائی کو فاضل صاحب ٹکٹکی باندھے دیکھتے رہتے شاید وہ کوئی مسئلہ یاد کیا ہوا تھا جو دیکھنے کی اجازت سمجھتے رہے۔

حرکت نفس

ایک بار عصر کی نماز پڑھ کر آپ مکان تشریف لے گئے کچھ دیر کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ آپ مسجد آ کر نماز پڑھ رہے ہیں ایک صاحب جو خود حضرت کے پیچھے نماز پڑھ چکے تھے بہت متحیر ہوئے کہ بعد عصر نوافل نہیں اور اگر کسی وجہ سے نماز نہیں ہوئی تھی تو حضرت کا حافظہ ایسا نہیں تھا کہ مجھے بھول جاتے اور مطلع نہ فرماتے جب حضرت نے سلام پھیرا تو انہوں نے عرض کیا حضور یہ نماز کیسی؟ فرمایا قعدہ اخیر میں بعد تشہد نفس کی حرکت سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا ہے۔ (انوار رضا ص ۲۵۷ ضیا القران)

بعد تشہد تو درود شریف پڑھا جاتا ہے اس وقت اپنے باپ کی حالت دیکھ لو۔

فاضل بریلوی حقہ پیتے تھے جیسا کہ ملفوظات ص ۲۲۱ پر بھی ذکر ہے۔ اور ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ یہ حقے کا لمبا کانا شیطان کا ذکر ہے دیکھو (انوار شریعت ج ا ص ۳۲۹) تو یہ سارا دن ذکر منہ میں لئے رکھتے تھے۔

اخلاقی پستی کا یہ حال تھا کہ اپنی اولاد کو نسلی کتے قرار دیا۔ (المیزان کا احمد رضا نمبر ص ۲۱۹)

کہا یہ کہ اعلیٰ نسل کے دو کتے۔

ہو سکتا ہے اعلیٰ حضرت ہونے کی یہی وجہ ہو۔

ہاں جی غلام صاحب بات کچھ سمجھ میں آئی۔

۷۶۔ کیا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ خدا ہیں

غلام نے خیانت کا عالمی ریکارڈ جو اس کے روحانی باپ فاضل بریلوی آنجہانی نے قائم کیا تھا وہ اس نے توڑ دیا ہے اب دیکھئے اخیر کی عبارت چھوڑ کر شروع کی عبارت سے اپنا مطلب نکالنے کی کیسے کوشش کر رہا ہے۔

آ گے یہ عبارت بھی نقل کر دیتا تو خود بخود اس عبارت کا مطلب صاف سمجھ آ جاتا۔

تو پھر خدارا بتاؤ جن آنکھوں نے گزی گاڑ ہے میں ملفوف اس بندے کو دیکھا ہے وہ کیوں نہ کہیں ہم نے خود اللہ بزرگ و برتر کا جلوہ اپنی سرزمین پر دیکھا ہے۔

(شیخ الاسلام نمبر ص ۱۱۳)

فاضل بریلوی لکھتا ہے۔

وجودات عالم ضرور وجود حقیقی (خدا تعالیٰ) کے ظلال و پرتو ہیں مگر اوّلاً و بالذات پرتو وظل صفات، جامع الکمالات حضور سید الکائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التسلیمات ہے پھر ثانیاً و بالعرض حضور کی وساطت سے مرتبہ بہ مرتبہ تمام عالم اس تجلی نور سے روشن ہے۔

(حیات اعلیٰ حضرت ج ا ص ۳۴۰)

یہی بات تو مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی نے کی ہے اور یہی فاضل بریلوی کہہ رہے ہیں کہ یہ سب خدا کی تجلی کا مظہر و پرتو وجلوہ ہے۔

آ گے آیئے فاضل بریلوی لکھتے ہیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی جمیع صفات جمال وجلال وکمال وافضال کے ان میں متجلی ہیں جس طرح ذات عزت احدیت مع جملہ صفات ونعوت جلالت آئینہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں تجلی فرما ہے۔

(فتاویٰ افریقہ ص ۱۰۶)

یعنی خدا غوث پاک میں متجلی ہوا یہ تو فاضل بریلوی صاحب کو کوئی پوچھنے والا نہیں ورنہ حلول کا عقیدہ تو لوگوں نے اسی سے لیا ہے۔ ہماری بات تو ٹھیک اور درست تھی اس کو غلط رنگ غلام نے پہنانے کی کوشش کی ہے مگر یہ عبارت تو بہت سخت ہے اس کا کیا بنے گا؟

اور ادھر بھی دیکھیں۔ حضرت شیخ جیلانی رحمہ اللہ کے متعلق تو یہ عقیدہ ہے۔

آپ ہر شے پر غالب ومتصرف تھے۔ (تحقیق الاکابر از اویسی ص ۲۷)

اور خدا کے لئے یہ عقیدہ تمہارا ہے کہ اللہ عزوجل نے غزوہ احزاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنی چاہی اور شمالی ہوا کو حکم دیا کہ جا میرے حبیب کی مدد فرما اور کافروں کو نیست و نابود کردے۔ ہوا نے انکار کردیا اور کہا کہ بیبیاں رات کو نہیں نکلتیں اللہ تعالیٰ نے اس کو بانجھ کردیا۔اس وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت ج ۴ ص ۷۸)

معلوم ہوا کہ خدا سے غوث پاک کی طاقت زیادہ ہے۔

اور ایک جگہ فاضل بریلوی نے خدا کو بھی غوث پاک کا وظیفہ پڑھنے والا بنادیا۔

ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں

وہ تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث

(حدائق بخشش ج ۲ ص ۷)

فاضل بریلوی کے مذہب میں یا اللہ کہنا شیطانی وسوسہ ہے۔ دیکھئے وہ کہتے ہیں ایک دفعہ حضرت جنید بغدادی دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کے مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔اس نے یہ کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا میں پہنچا تو شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ (ملفوظات ج ۱ ص ۱۱۷)

بریلوی تو یوں بھی لکھنے لگ گئے۔

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا ہے

تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

(نعمۃ الروح ص ۴۳)

اور یہ تو غلام صاحب آپ کو معلوم ہوگا کہ رب سلطان محمد رسول اللہ وزیر اعظم

(شان حبیب الرحمان ص ۱۴۱)

جب پیر مظہر اتم ہوا پھر کون سا تیرا خدا باقی رہ گیا۔

(ملفوظات مہریہ ص ۲۶)

آپ کے لوگ یہ بھی کہتے ہیں پیر کو

آپ کا دیدار ہے

لاریب دید کبریا

(میرے مرشد ص ۱۱۴)

دیوان محمدی کو بھی غلام صاحب آپ نے کبھی دیکھا ہوگا وہ کہتا ہے

فرید باصفا ہستی محمد مصطفےٰ ہستی چھا گویم چھا ہستی

خدا ہستی خدا ہستی (دیوان محمدی ص ۹۱)

بابا فرید کو خدا کہہ رہا ہے۔

ایک جگہ کہتا ہے۔

دیدار کردگار ہے چہرہ فرید کا۔ (دیوان محمدی ص ۱۲۴)

ایک جگہ لکھتا ہے۔

خدا کی پاک صورت کو محمد میر کہتے ہیں۔ (دیوان محمدی ص ۱۳۱)

ایک جگہ لکھتا ہے۔

صورت رحمان ہے تصویر میرے پیر کی ہے۔ (ایضاً ص ۱۳۴)

ایک جگہ لکھتا ہے۔

خدا کو ہم نے دیکھا ہے سدا متھن کی گلیوں میں۔ (دیوان محمدی ص ۱۶۴)

فاضل بریلوی کے اشعار کا مطلب محمد اول قادری لکھتے ہیں۔

فاضل بریلوی کا شعر کہ وہاں تو جا ہی نہیں دوئی الخ کی تشریح میں لکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فنائے کامل حاصل تھی آپ تھے مگر آپ کا نوری جسم نور (خدا) میں مدغم ہو گیا تھا۔

(سخن رضا ص ۲۸۳)

کمانیں حیرت سے سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے۔ کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

محیط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرکز ذات خدا تھی اور ان میں کوئی فرق وجدائی نہیں رہی تھی ملنے والے خطوط میں کوئی تفریق نہیں رہی تھی وہ آپس میں مل کر ایک ہو گئے تھے۔ دونوں کمانیں حیرت کے عالم میں سر جھکائے ہوئے تھیں اور دائرے خود چکر میں پڑ گئے تھے۔ فرماتا ہے فکان قاب قوسین او ادنی دو کمانیں یا اس سے بھی کم فاصلے پر تھے۔ عبد کی معبود میں ایسی فنا کامل تھی کہ تفریق مشکل تھی۔ (سخن رضا ص ۲۸۴)

آگے سنو فاضل بریلوی جو یہ لکھا کہ جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے کی تشریح میں محمد اوّل قادری صاحب لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کے ظل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا اور وہ نور ایک ستارے کی صورت میں چمکتا رہا تو آپ اپنی پیدائش سے لے کر دنیا پر تشریف لانے تک وصل میں تھے۔ دنیا پر ان کی فرقت ہو گئی تو اب شب معراج کو پھر وصل ہو رہا تھا اور جنم کے چھوٹے ہوئے گلے مل رہے تھے۔

(سخن رضا ص ۲۸۵)

